# سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

# خصوصی قانون روما

از مکتوبات گیس اور جسٹینین

تالیف

آر۔ ڈبلیو۔ لیج ایم۔ اے۔ بی۔ سی۔ ال۔

ترجمہ

مولوی محبوب علی صاحب مرحوم بی۔ اے (آکسفورڈ)

سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۶ھ م ۱۳۳۷ف م ۱۹۲۸ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت سے جن کو حق اشاعت
حاصل ہے اُردو میں ترجمہ کرکے طبع و شایع
کی گئی ہے۔

# فہرست مضامین قانون روما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دیباچہ

## قانون روما

قانون روما کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے نہ صرف قانون کے مضمون کو ہی سمجھنا چاہئے بلکہ یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اس نے ماخذ کیا ہیں۔

کسی متمدن ملک کے ماخذ قانون حسب ذیل ہو سکتے ہیں :-

(۱) اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین۔ جیسے انگلستان میں شاہ بہ اجلاس پارلیمنٹ۔

(۲) کوئی شخص یا جماعت اشخاص جسکو اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین نے قانون وضع کرنیکا اختیار دیا ہو۔ جیسا کہ انگلستان میں بعض اوقات حکام عدالت بھی ماخذ قانون خیال کئے جاتے ہیں اگرچہ انکا یہ اختیار محض استنباطی ہے یعنی پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ کی رو سے کبھی یہ اختیار صریحی طور پر نہیں دیا گیا۔ اور اصولاً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف موجودہ قانون کی تشریح و توضیح کرتے اور اسکی تعمیل کراتے ہیں۔

صریح عطائے اختیار کی مثالیں ان ضوابط و قوانین ضمنی سے ملتی ہیں جو لنڈن کونٹی کونسل (County Council)۔ مجلس ضلع اور گریٹ ویسٹرن ریلوے کمپنی وغیرہ نافذ کرتی ہیں۔

(۳) رواج۔ جیسا انگلستان کا قانون نظائر (Common Law کامن لا)

گیس ( Gaius ) کا بیان ہے کہ قوانین اہل روما ذیل پر مشتمل ہیں :-

لیگس (الف) قانون موضوعۂ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین : (Leges)
پلیبسکٹا (ب) قانون موضوعۂ مجلس عوام : (Plebisicta)
سیناٹس کنسلٹا (ج) تجاویز سینات : (Senatus Consulta)
امپیرل کانسٹی ٹیوشن (د) فرامین شاہنشاہی (Imperial Constitutions)
ایڈکٹ (ہ) مجسٹریٹ کے اعلانات وجرائد (Edicts)
رسپانسا پروڈنٹیم اور (و) فتاوائے مجتہدین: [۱] (Responsa Prudentium)
انکے ساتھ جسٹینین نے رواج کا بھی اضافہ کیا ہے۔

اس فہرست میں قانون کے تینوں اقسام متذکرۂ صدر شامل ہیں یعنی قانون موضوعہ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین۔ قانون موضوعۂ مجلس عوام تجاویز سینات اور فرامین شاہی۔ یہ مثالیں ہیں ایسے قانون کی جن کو اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین نے وضع کیا ہے اور جسکو قانون موضوعہ کہہ سکتے ہیں۔

اعلانات اور فتاوائے مجتہدین مثالیں ہیں ایسے قوانین کی جن کو کسی ایسے حاکم نے بنایا ہو جسکو قانون وضع کرنیکا اختیار دیا گیا ہو۔

(یوزس (Usus) وہ غیر مکتوبی قانون ہے جسکو رواج نے قائم کیا ہو۔ [۲]

اس دیباچہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک ماخذ کو بہ تفصیل واضح کیا جائے۔ اس طرح کہ آغاز رواج کے ساتھ ہو جو سب سے قدیم ہے۔ اسکے بعد قانون موضوعہ سے بحث کی جائے۔ اور آگے چل کر "اعلانی حکمنامجات" اور فتاوائے مجتہدین سے۔ اور خاتمہ پر جسٹینین کے اجتماع وتدوین قانون کا بھی ذکر کیا جائے۔ یعنی یہ بتلایا جائے کہ ان تمام ماخذ سے جو قانون وجود میں آیا اس نے کس طرح اس کی تنظیم وترتیب کی۔ اور کس طرح اس کو ایک باقرینہ نظام کی شکل دیدی۔

## دفعہ ۱ ۔ رواج رسم یا (Usus)

رواج کی توضیح یوں کی جاسکتی ہے :۔

---

۱؎ دیکھو گیئس (Gaius) دفتر اول فقرہ نمبر ۲
۲؎ دیکھو جسٹینین دفتر اول ۲ - ۹

جہاں کوئی کام ایک سے زیادہ طریقوں سے کیا جاسکتا ہے مگر تقریباً بلا اختلاف ہمیشہ وہ ایک ہی خاص طریقہ سے کیا جاتا ہے تو یہ کہا جائے گا کہ اس کام کو اس خاص طریقہ سے کرنے کا رواج ہے۔

رہا یہ امر کہ آیا یہ رواج قانون رواجی ہے جو رواج محض سے بالکل جدا ہے اسکا انحصار اس پر ہے کہ اگر اس کو عدالت میں پیش کیا جائے تو آیا وہ تسلیم کیا جائیگا۔ اگر رواج عام اور معقول ہے اور قانون کے کسی معین قاعدے کے خلاف بھی نہیں ہے تو وہ تقریباً ہمیشہ صحیح قانون مانا جائے گا۔ اور اس کی پابندی اجباری ہو جائے گی نہ کہ اختیاری۔ سر ہنری مین (Sir Henry maine) کی رائے میں قدیم ترین تخیلات قانونی کا پرتو تھیمسٹس (Themistes) میں نظر آتا ہے جو شاہان قدیم کے الہامی فیصلے تھے۔ لیکن ہر حالت میں روما کے متعلق تو یہ قیاس کرنا چاہیئے کہ رواج ہی قدیم ترین قانون تھا جو غیر ارادی طور پر خود اہل شہر کی عادات اور طرز زندگی سے پیدا ہوا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ قانون رواجی ایسا معین ہوا کہ اس میں رد و بدل بالکل مشکل ہو گیا۔ جسکی بڑی وجہ شاید یہ ہو کہ کسی ابتدائی زمانہ میں اس کو مجلس وضع قوانین نے اس مجموعہ قوانین میں شریک کر دیا جس کو کہ اصحاب عشرہ (ڈیکمویری Decemviri) نے بنایا تھا اور جو الواح عشرہ کے نام سے موسوم ہے اور جسکی روایتی تاریخ ۴۵۱ تا ۴۴۹ سنہ قبل از مسیح ہے[1]۔ مگر یہ خیال کرنا غلط ہو گا کہ اس قدیم مجموعہ قوانین کے وجود میں آنیکے بعد رواج ماخذ قانون ہی نہیں رہا۔ کیونکہ پہلے تو یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ تمام موجودہ قانون رواجی اس مجموعہ میں شامل کر لیا گیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ایک ہزار سال بعد جسٹینین[2] صاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ "غیر تحریری قانون وہ ہے جسکو رواج منظور کرتا ہے کیونکہ قدیم رواجات کو جب ان کی پابندی کرنے والے قبول و منظور کرتے ہیں تو وہ مثل قانون موضوعہ کے ہو جاتے ہیں"۔ انگلستان کے وکیل کیلئے اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اہل روما کے نزدیک یہ ممکن تھا کہ کوئی موجودہ قانون موضوعہ کسی

---

[1] اس پر دوسرے آراء کے لئے دیکھو لیامبرٹ (Lambert) کی تاریخ روایات الواح اثنا عشر۔

[2] گیئس (Gaius) کے زمانہ میں فقہا کی تصنیفات اور قانون موضوعہ کی وجہ سے رواج کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

"رواج مخالف" کے باعث خود بخود منسوخ ہوجائے۔ ہر ایک ریاست کے قانون ملک میں تغیر و تبدل یا تو عوام الناس کی معنوی مرضی سے یا کسی قانون کے متواقب وضع ہونے سے ہوتا ہے[۱]

ان قوانین کی مثالیں جو رواج پر مبنی ہیں اور جو الواح اثنا عشر کے زمانہ سے بھی پہلے کی ہیں وہ قواعد ہیں جو اختیار پدری (پیاٹریا پوٹسٹاس (Patria Potestas ہم جدی (سوئی ہیریڈس (Sui Heredes[۲] اور قبیلہ کے حق وراثت بعدم وصیت[۳] سے متعلق ہیں۔ اور اسکے کہیں بعد کے زمانہ میں امانت بذریعہ وصیت (فیڈیئی کامیسا (Fidei Commissa) اور ضمیمہ وصیت ناموں (کاڈیسل (Codicils) اور غالباً رومی تحریری معاہدے کے قواعد کا بھی یہی ماخذ تصور کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ ۲ - قانون موضوعہ - قانون موضوعہ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین - قانون موضوعہ مجلس عوام - تجاویز سینیٹ - فرامین شاہی - ذیلی دفعات -

لکس (Lex) ایسی وسیع اصطلاح ہے جس میں نہ صرف قانون موضوعہ ہی تمام و کمال سما سکتا ہے بلکہ ہر قسم کا قانونی قاعدہ بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

بہر کیف اگر اس کو متذکرہ صدر معنی میں استعمال کیا جائے یعنی اس طرح کہ قانون موضوعہ مجلس عام۔ تجاویز سینیٹ۔ اور فرامین شاہنشاہی سے جدا سمجھا جائے تو

(۱) شاہان قدیم - (The early Kings)

---

[۱] (justinian) ۱-۲-۱۱ اور ڈائجسٹ (Digest) میں یہ ہے کہ "یہ صحیح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قوانین نہ صرف قانون وضع کرنے والوں کی رائے سے بلکہ باتفاق مرضی استعمال نہ کرنے کی صورت میں منسوخ ہو جاتے ہیں"۔ مگر کسی بھی قانون موضوعہ میں پیش از وقت اسکے اسطرح منسوخ ہونے کے لئے احکام ہو سکتے ہیں۔ دیکھو مائل (Moyle) صفحہ ۱۰۰

[۲] (Sui heredes) وہ لوگ تھے جو کسی شخص کی وفات کے بعد خود مختار ہو جاتے تھے یعنی یہ لوگ متوفی کے اختیار پدری میں ہونے کی وجہ سے اسکے سب سے پہلے وارث ہوتے تھے اور ان کا حق وراثت دوسروں پر مرجح ہوتا تھا۔ مترجم

[۳] گنس (gens) رومی قبیلہ کو کہتے تھے۔ سسرو (Cicero) کے زمانہ تک اہل قبیلہ کا حق وراثت مانا جاتا تھا۔ مگر یہ اصول پیاٹریشن (Patrician) خاندان تک محدود تھا۔ (مترجم)

(۲) مجلس عشریہ (The Comitia Curiata)

(۳) مجلس مأتہ (The Comitia Centuriata)

(۴) مجلس ٹریبیوٹا (ارضی) (The Comitia Tributa) کے قوانین اس کے تحت آجاتے ہیں۔

اس کے برخلاف قانون موضوعۂ مجلس عوام وہ قانون ہے جو مجلس عوام (The Concilium Plebis) سے جاری ہوتا تھا۔

(۱) قوانین شاہان قدیم (قوانین موضوعۂ شاہان)

تاریخ روما کے ابتدائی زمانہ میں اہل روما پر بادشاہوں کی حکومت تھی۔ اس زمانہ کے متعلق جو شہادت ملتی ہے وہ تقریباً تمام وکمال روایتی ہے۔ اس امر کا ثبوت کہ ایسا کوئی زمانہ ضرور تھا اس سے ملتا ہے کہ جمہوریت کے زمانہ میں بھی چند ایسے ادارات جیسے کہ کاہن شاہی (رکس سیا کرورم Rex sacrorum) اور فصل بادشاہی (انٹررکس[۱] (Interrex) باقی رہ گئے تھے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریت سے پہلے شاہی حکومت کا دور ضرور تھا۔ کتاب ڈائجسٹ کی ایک مشہور و معروف عبارت کا حوالہ بعض اوقات اس امر کے ثبوت میں دیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ بذات خود قانون وضع کرتے تھے۔ اس یعنی رومیولس (Romulus) نے خود کیوریا (Curia) کے ذریعہ سے چند قوانین بنائے اور اس کے بعد کے بادشاہوں نے بھی ایسا ہی کیا یہ سب قوانین (سکٹس پیاپیریس (Sextus Papirius کی کتاب میں موجود ہیں جو کہ اسی زمانہ میں تھا۔

لیکن یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ان روایتی بادشاہوں نے جو قوانین وضع کئے تھے وہ فقط ایسے فیصلے تھے جن کو ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اور بلحاظ حالات حسب ضرورت صادر کئے جاتے تھے۔ اگرچہ ایک تالیف موجود ہے جسکا نام (جس کیویلے پیاپیریانس Jus Civile Papirianum) ہے جسمیں بیشتر مذہبی امور کے متعلق قواعد لکھے ہوئے ہیں[۲] جو غالباً دور شاہی کے زمانہ کی ہوگی لیکن ایسا پایا جاتا ہے کہ

---

[۱] ایک بادشاہ کی وفات اور اسکے جانشین کی تخت نشینی کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں۔

[۲] انھیں کا نام فاس (Fas) تھا۔ (مترجم)

ڈائجسٹ کی محولۂ صدر عبارت کے برخلاف خود کتاب اسی زمانہ میں نہیں لکھی گئی جب کہ قوانین نافذ ہوئے تھے بلکہ آگسٹس (Augustus) کے زمانہ حکومت کے قریب قریب لکھی گئی تھی۔ قدیم دور شاہی میں حقیقی واضع قوانین بادشاہ کی تنہا ذات نہ تھی بلکہ بادشاہ کے ساتھ مجلس عشریہ اور سینات بھی ملکر کام کرتے تھے۔

## (۲) مجلس عشریہ

ابتدا میں رومی آبادی تین گروہ ٹرائبس (Tribes) پر منقسم تھی۔ ہر گروہ میں دس دس جماعتیں قبائل (کیوریا Curiae) تھے اور ان جماعتوں کے تمام وہ مرد جو ہتھیار باندھ سکتے تھے مجلس عشریہ کے ارکان ہوتے تھے۔ اس مجلس کو وضع قوانین کے متعلق کوئی ابتدائی تحریک کرنیکا اختیار نہ تھا۔ یہ مجلس بادشاہ کے حکم پر منعقد ہوتی تھی اور اسکو فقط اتنا اختیار تھا کہ بادشاہ کی تجاویز سے اتفاق یا اختلاف کرے۔ اسکی حقیقی قوت اس امر میں مضمر تھی کہ کوئی تبدیلی جس سے قانون عام یا قانون خاص کے کسی اہم شعبہ پر اثر پڑتا ہو بغیر اسکی رضامندی کے نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر بادشاہ کوئی ایسا کام کرے جیسے کہ اعلان جنگ کرکے صلحنامہ کو توڑنا چاہے تو اس کے لئے اس مجلس کی رضامندی حاصل کرنی ایسی ضروری تھی جیساکہ کسی خانگی شخص کے لئے جب کہ وہ از روئے تبنیت (خود مختاری) (اڈورلگاٹیو Adrogatio)[1] اپنا خاندان بدلنا چاہے یا وراثت (بعدم وصیت) کے قواعد کے خلاف کسی ایسے شخص کو وارث بنانا چاہے جو اس کا وارث نہ ہوتا ہو (ٹسٹامنٹم کیلیٹس کامیٹس Testamentum Calatis Comitiis)[2]۔ جب خانگی اشخاص کی ضرورت کے لئے مجلس عشریہ کا اجلاس جیساکہ اوپر بیان کی ہوئی آخری دو صورتوں میں ہوتا تھا تو اس کو (کامیٹیا کیلاٹا Comitia Calata) کہتے تھے اور اسکے اختیار وضع قوانین میں سلب ہونیکے بعد بھی ایک مدت تک زمانہ جمہوریت میں اسی صورت میں یہ مجلس قائم رہی

---

[1] جب خود مختار اپنے کو دوسرے کی تبنیت میں دیتا تھا یا دوسرا شخص خود مختار کو اپنی تبنیت میں لیتا تھا تو اسکو اڈورلگاٹیو (Adrogatio) کہتے تھے اور اگر خود مختار نہ ہوتا تھا تو اڈاپٹیو (Adoptio) کہتے تھے (مترجم)

[2] دیکھو جیرارڈ (Girard) صفحہ ۱۴۔

سینات جسکا کار منصبی بادشاہ کو نامزد کرنا اور اسکو مشورہ دینا تھا مجلس عشریہ کی ایک اندرونی مجلس تھی جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسکی ترکیب رومی[۱] قبائل کے اکابرین سے ہوئی تھی۔ سینات کے نامزد کرنیکے بعد بادشاہ کا انتخاب مجلس عشریہ میں ہوتا تھا اور یہ مجلس ایک قانون موضوعہ شاہی کی بنا پر اسکو اختیار شاہی عطا کرتی تھی۔ یہ وہ معمول تھا جو دور شہنشاہی[۲] میں ازسر نو جاری کیا گیا۔

## (۳) مجلس مأتہ

روما کے ابتدائی زمانہ میں مجلس عشریہ ایک کافی مجلس وضع قوانین تھی لیکن جب سرزمین روما پر ایسی متعدد جماعتیں آکر بسنے لگیں جو رومی مدنی نہ تھیں تو یہ مجلس ضرورتوں کے لئے کافی نہیں رہی۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ لوگ عوام پلبس (Plebs) کے نام سے موسوم ہوگئے۔ ٹیکس کی ادائی اور فوجی خدمت[۳] اُن پر فرض کی گئی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے یہ خواہش کی کہ قوانین کے وضع کرنے میں انکی بھی رائے لیجائے اور چونکہ عوام رومی خاندان کے ارکان نہیں تھے اس لئے ان کو مجلس عشریہ میں رائے دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ مگر ان اصلاحوں نے جو سرویس ٹلیس (Servius Tullius) سے منسوب کیجاتی ہیں دو نئی مجلسوں کو وجود میں لانیکی سبیل نکالی جس سے بہرحال ایک حد تک ان کی شکایت رفع ہوگئی۔

پہلی مجلس جو قائم ہوئی وہ مجلس مأتہ تھی اگرچہ اصولاً یہ مجلس بنی تھی اس انتظام پر جو فوجی نقطۂ نظر سے کیا گیا تھا۔ مگر حقیقت میں اسکی تنظیم اصول دولت کے لحاظ سے ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص عام ازیں کہ وہ شرفائے روما پیاٹریشین (Patrician) سے ہو

---

۱؎ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنس جو کہ ضمنی تقسیم عشر کی ہے ایک قسم کا قبیلہ ہوگا جو مرکب ہوتا ہوگا کئی خاندانوں سے جو خاص رومی قرابت کی بنا پر ایک قبیلہ متصور ہوئے ہوں۔

۲؎ دیکھو (Justinian) کی کتاب اول ۱-۲-۶

۳؎ چند شارحین قانون روما کا خیال ہے کہ ابتدا میں عوام پر فوجی خدمت لازمی نہ تھی اور Servius کی مردم شماری کا منشاء یہ تھا کہ ان پر یہ خدمت مستوجب کیجائے۔

یا عوام (پلیبین Plebian) سے اس مجلس میں شریک ہو سکتا تھا۔ بشرطیکہ اسکے پاس کافی دولت ہو۔ مگر اس مجلس کو وضع قانون کے متعلق کوئی ابتدائی تحریک کرنیکا اختیار نہ تھا۔ کیونکہ ایسی تحریک کو کوئی شخص بغیر قنصل کے پیش نہیں کر سکتا تھا اور خود قنصل سینیٹ کی منظوری پیش از وقت حاصل کئے بغیر کوئی تحریک پیش نہیں کر سکتا تھا اسکے علاوہ ایسی تمام تحریکات جو مذہبی منظوری کی محتاج ہوتی تھیں انکے لئے مجلس عشریہ کی منظوری بھی لازمی تھی۔ وضع قوانین کا اہم ترین کام جو مجلس مأتہ نے انجام دیا وہ الواح اثناعشر کا قانون ہے۔ یہ وہ مشہور مجموعہ ہے جو قانون روما کا سنگ بنیاد ہے۔ اگرچہ مابعد کے زمانہ میں اس میں بیحد اصلاح کی گئی اور بہت ہی وسعت دی گئی تاہم اسکے بعد کے قوانین نے کبھی اسکو کلیتاً بدل نہیں دیا بلکہ اصولاً جسٹنین کے زمانہ تک اسی قدیم مبداء سے تمام قوانین نکلتے رہے[1]

## (۴) مجلس ٹریبوٹا اور مجلس عوام

ایک دوسری مجلس جو سرویس ٹلیس (Servius Tullius) کی اصلاحات کا نتیجہ تھی وہ مجلس ٹریبوٹا تھی۔ یہ مجلس عشریہ کی طرح قرابت کے تصور پر مبنی تھی اور نہ مجلس مأتہ کی طرح اصول جائداد پر اس کی تنظیم ہوئی تھی۔ بلکہ اہل روما کی اس تقسیم پر مبنی تھی جو اضلاع کے لحاظ سے کی گئی تھی۔ اور اس اصول پر مبنی ہونے کی وجہ سے

---

[1] عوام کی خاص شکایتیں جو قانون الواح اثناعشر کے وجود میں لانیکا باعث ہوئی تھیں حسب ذیل تھیں:۔

(۱) وہ اراضی حاصل نہیں کر سکتے تھے جو کسی ملک کے فتح ہونیکے بعد روما کی ملک ہو جاتی تھی اور جس کو اراضی عام (ager publicus) کہتے تھے۔

(۲) انکے اور پیٹریشین (Patricians) کے مابین ازدواج کی ممانعت۔

(۳) یہ امر کہ صرف مجتہدین ہی کو قانون سے واقفیت ہوتی تھی اور وہی اسکو استعمال کر سکتے تھے اور مجتہدین خود پیٹریشین (Patricians) ہوتے تھے۔

(۴) حکام عدالت کا بے ضابطہ طور پر جرمانہ کرنیکا اختیار۔ گو الواح اثناعشر نے صریحی طور پر ان شکایات کو رفع نہیں کیا مگر اس مجموعہ قوانین کا عظیم ترین فائدہ یہ تھا کہ اسکے بعد سے ان قوانین کے خاکہ سے واقفیت ہو گئی جو انکے اوپر عاید ہوتے تھے۔ الواح اثناعشر کے احکامات کیلئے دیکھو ردیف وار فہرست الفاظ۔

اسمیں شرفائے روما (پیاٹریشین Patricians) اور عوام (پلی بینیس Plebians) دونوں شامل تھے۔ بہت دنوں تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کی قرارداد یں قانون کا حکم نہیں رکھتی ہیں بلکہ عوام کی رائے کا محض یہ اظہار تھا کہ قانون کیسا ہونا چاہئے (پلیبیسکٹا Plebiscita) اور یہ بھی قیاس کیا جاتا تھا کہ قوانین کے ایک سلسلہ نے جو ۲۸۷ سنہ قبل مسیح میں قانون ہارٹنسیا (Hortensia) پر ختم ہوا تھا اسکو قانون کا سا اثر بخشا۔ لیکن اس بیان کو قانون موضوعہ مجلس عوام (پلیبیسکٹا Plebiscita) کی اس تعریف سے جو جسٹینین نے اپنے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں دی ہے مطابق کرنا نہایت مشکل ہے۔

جسٹینین نے اسکی تعریف اس طرح کی ہے[1] :-

"قانون موضوعۂ مجلس عوام کا بنایا ہوا قانون ہے جو انکے مجسٹریٹ یا ٹرائی بیونس (Tribunes) کے استصواب (تحریک) پر بنایا جاتا تھا"

اور آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ پلیبس (Plebs) عوام سے اسی طرح جدا ہیں جیسے کہ نوع جنس سے کیونکہ اصطلاح (Populus) (رعایا) کے مفہوم میں تمام ملکی مدنی شامل ہیں اور اصطلاح (Plebs) سے مراد فقط وہ مدنی ہیں جو شرفائے روما اور اراکین سنیات کے سوا تھے اس لئے یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ جسٹینین کی مراد یہاں مجلس ٹربیوٹا کی قراردادوں سے تھی۔ گو یہ ممکن ہے کہ شرفائے روما نے ابتدا میں اس مجلس میں حصہ نہ لیا ہو مگر حقیقت میں یہ مجلس مشتمل تھی تمام رعایا پر۔

اس لئے ماسن (Mommsen) کا یہ بیان قرین قیاس ہے کہ :-

(۱) جیسے ہی مجلس ٹربیوٹا کو وضع قوانین کا اختیار حاصل ہوا یہ اختیار اس کو پوری پوری طرح مل گیا اور اسکے قوانین بمنزلۂ قانون موضوعہ ہو گئے۔

اور (۲) وہ مجلس جو پلیبسکٹا (Plebiscita) جاری کرتی تھی مجلس شورائے عوام کنسیلیم پلی بس کہلاتی تھی جس کی بابت یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس کا وجود مجلس ٹربیوٹا سے علیحدہ تھا اور یہ کہ وہ کلیتاً عوام کی جماعت تھی۔ اس نظریہ کی بناپر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قانونِ ہارٹنسیا (Hortensia) نے مجلس ٹربیوٹا کی قراردادوں کو

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب اول ۲ - ۴

قانون کی قوت نہیں دی کیونکہ اس مجلس کو اسکی ضرورت ہی نہ تھی بلکہ مجلس عوام کی بے ضابطہ قراردادوں کو قانون کا اثر بخشا۔

پس یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد سے روما میں وضع قوانین کی تین خود مختار مجالس ہوگئیں: مجلس مائتہ مجلس ٹریبیوٹا (جن کو قانون وضع کرنیکا اختیار تھا) اور مجلس شورائے عوام جسکی تجاویز کو قانونی اصطلاح میں پلیبسکٹا (Plebiscita) کہلاتی تھیں جو قانون موضوعہ کو اس کے صحیح معنوں میں حاصل تھی۔[۱] قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد پلیبسکٹا (Plebiscita) بمنزلۂ قانون موضوعہ قرار دئے گئے ہیں[۱]

ان دونوں نظریوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد عوام کی تمام سیاسی شکایتیں رفع ہوگئیں۔

## ذیلی دفعہ ۲ تجاویز سینات[۲]

جس طرح رفتہ رفتہ مجلس عشریہ کی جگہ مابعد کی قانونی مجلسوں نے لے لی اسی طرح جمہوریت کے اختتام کے زمانہ میں انکی بھی باری آگئی کہ وہ ایک نئی مجلس وضع قوانین کیلئے جگہ خالی کریں اور اس مجلس کا آخری قانون موضوعہ (لیکس Lex) جسکا داخلہ ملتا ہے نروا (Nerva) کے عہد میں جاری ہوا تھا۔ ان مجلسوں کے تنزل کا باعث کچھ تو یہ ہوا کہ وہ اس قدر بڑی[۳] اور غیر منتظم ہوگئی تھیں کہ ان سے وضع قوانین کا سا نازک کام چل نہیں سکتا تھا اور کچھ یہ بھی بات تھی کہ آگسٹس (Augustus) کے زمانہ سے چل کر جمہوری ادارے نامعلوم طور پر فطرتاً معدوم ہونے لگے۔ زمانہ جمہوریت میں بھی جب کہ گیس (Gaius) کہتا ہے سینات کا اختیار وضع قانون مشتبہ تھا یہ دیکھا جاتا ہے کہ سینات کی تجاویز امور انتظامی کے متعلق

---

[۱] دیکھو جسٹنین کتاب اول ۲ - ۴ (مترجم)

[۲] اس کو مجلس اکابرین اس واسطے کہتے تھے کہ قنصل سینات کے غور کے لیئے اپنی تجاویز پیش کر کے انکی رضامندی سے جاری کرتا تھا۔

[۳] جسٹنین ۱ - ۲ - ۵

ہوتی تھیں جن کو قانون صحیح سے تمیز کرنا دشوار ہے اور آگسٹس (Augustus) کے زمانہ تک سینات (Senate) کی ہر قانون کے لئے منظوری لابدی متصور ہونے لگی۔ پس تھوڑے ہی عرصہ میں تجاویز سینات قانون کے تنہا ماخذ ہو گئے مگر جب شہنشاہ نے بلا واسطہ قانون وضع کرنا شروع کیا تو اسکے احکامات نے خود بخود تجاویز سینات کی جگہ لے لی مگر یہ تبدیلی زیادہ تر ظاہری نہ کہ مادی تھی۔ کیونکہ سینات شہنشاہ کی محکوم تھی کہ اس کے لئے شہنشاہ کی مرضی کے مطابق عمل کرنیکے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ شہنشاہ جب کبھی کسی تجویز کی تحریک کرتا تو قنصل سینات کا اجلاس منعقد کر کے پیش کرتا اور ان کی آرا لازمی طور پر اس تجویز کے موافق دیدی جاتیں۔

## ذیلی دفعہ ۳ فرامین شاہی

اگرچہ شہنشاہان ماسبق کے زمانہ میں بھی فرامین شاہنشاہی ہوا کرتے تھے مگر ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ میں پہلی مرتبہ قانون وضع کرنیکا معمولی طریقہ بن گئے۔ لفظ فرمان ایک حاوی لفظ ہے جسکے معنی میں حسب ذیل احکام شامل ہیں:-

(الف) ارشن (Oration) یعنی وہ تحریک جو شہنشاہ سینات کے غور کیلئے بھیجتا تھا۔

(ب) ایڈکٹم (Edictum) یعنی ایسا اعلان جسکو شہنشاہ اعلیٰ ترین مجسٹریٹ کی حیثیت سے جاری کرتا تھا (جیسے کہ جریدہ)

(ج) مانڈیٹم (Mandatum) یعنی وہ ہدایت جو کسی خاص شخص مثلاً کسی صوبہ دار کو کسی انتظامی دشواری کی نسبت دیجاتی تھی۔ ان ہدایات کا ذکر نہ تو (Gaius) نے کیا ہے اور نہ جسٹینین (Justinian) نے جسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ انکا تعلق قانون عام سے تھا نہ کہ قانون خاص سے۔

(د) ڈکریٹم (Decretum) شہنشاہ کا وہ فیصلہ تھا جو ایک اعلیٰ ترین حاکم عدالت کی حیثیت سے کسی مقدمہ کے متعلق جو اسکے پاس پیش کیا جاتا تھا صادر ہوتا تھا۔

(ھ) رسکرپٹم (Rescriptum) یا ایپسٹولا (Epistola) جب کسی نزاع کے متعلق شہنشاہ کے پاس مرافعہ پیش ہوتا تو بذریعہ ڈکریٹم (Decretum) پورے مقدمہ کا فیصلہ کرنیکے عوض وہ فقط قانونی اصول بتا دیتا تھا جن کا اطلاق

اس مقدمہ میں ہوتا تھا۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ کہاں تک رسکرپٹا (Rescripta) کو ماخذ قانون مانا جاسکتا ہے کیونکہ قانون کے جدید مفہوم میں قانون کوئی خاص حکم کسی خاص شخص کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ ایک عام حکم ہے جو تمام اہل شہر کیلئے ایک عام طریق عمل بتاتا ہے۔

**دفعہ ۳۔ قانون جو کوئی شخص یا جماعت اشخاص جسکو مجلس اعلیٰ وضع قانون نے اس خصوص میں اختیار عطا کیا ہو وضع کرلی ہے۔**

الف۔ مجسٹریٹ کے اعلانات (The Edicts of the Magistrates)

ب۔ فتاوائے مجتہدین۔ (The Responsa Prudentium)

---

الف۔ مجسٹریٹ کے اعلانات

۱۔ اعلانات کس کو کہتے ہیں۔

روما میں ہر اعلیٰ مجسٹریٹ کو اختیار اشاعت اعلان (جس ایڈیکنڈی (Jus Edicendi حاصل تھا یعنی یہ اختیار تھا کہ ایک اعلان کے ذریعہ سے ان اصول کی تعریف کرے جن کو وہ اپنی خدمت سے متعلقہ فرائض کے انجام دینے میں ملحوظ رکھیگا۔ قانون دان کی حیثیت سے اہم ترین مجسٹریٹ دو پریٹر (Praetor) تھے ایک پریٹر بلدیہ (پریٹر اربانس (Preator Urbanus) اور دوسرا پریٹر خارجہ (پریٹر پیرگرنیس (Preator Peregrinus اور اعلان کو ابتدا لکڑیوں کی تختیوں پر لکھوا کر اپنے سال خدمت کے آغاز پر وہ اپنی اپنی عدالت کے کمروں میں لٹکا دیا کرتے تھے۔ اعلان کی اقسام حسب ذیل تھیں:۔

الف۔ اعلان دوامی (ایڈکٹم پرپی ٹوام (Edictum Perpetuum)

یعنی وہ اعلان جو ہر پریٹر اپنے سال کے آغاز پر جاری کرتا تھا۔ اسکو دوامی شاید اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ وہ پریٹر اپنے پورے زمانہ خدمت میں اس اعلان کا پابند رہتا تھا۔ اور اس سے بین انحراف کرنا آئین سلطنت کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔

ب۔ اعلان اتفاقی (ایڈکٹم ریپنٹی نم (Edictum Repentinum) یعنی وہ اعلان

جو سال خدمت کے دوران میں کسی اچانک یا غیر متوقع ضرورت کے پیش آنے پر جاری ہوتا تھا۔

(ج) اعلان ماخوذہ (ایڈکٹم ٹرالاٹیکم Edictum Tralaticium) ہر پریٹر کیلئے عموماً یہ ضروری نہ تھا کہ از سر تاپا ایک نیا اعلان شائع کرے۔ وہ صرف اس پر اکتفا کرتا تھا کہ حکام ماسبق سے ہر وہ بات لے لی جائے جسکو رواج نے قائم کیا ہو یا وہ بات اخذ کر لیجائے جو نئی ہونیکے باوجود حقیقتاً مفید ثابت ہوئی ہو۔ اس حصہ کو جو اسی طرح اختیار کیا جاتا تھا ماخوذہ ٹرالاٹیکم (Tralaticium) کہتے تھے اور یہ حصہ پریٹر کی خاص اختراع سے جو مقدار میں بالکل کم ہوتی تھی بالکل جدا ہوتا تھا۔

(د) اعلان صوبہ جات (ایڈکٹم پراونشیالے Edictum Provinciale) صوبجات میں پریٹر کے کارہائے منصبی کو مقامی صوبہ دار انجام دیتے تھے اور ان کے اعلانات میں وہی قانونی قوت ہوتی تھی جو روما میں پریٹر کے اعلانات کو حاصل تھی۔[1]

(ھ) دی ایڈکٹس آف دی کیورولے ایڈیلیس (The Edicts of the Curule Aediles) اختیار اشاعت اعلان پریٹر ہی کو حاصل نہ تھا بلکہ بیان متذکرہ صدر کے بموجب ہر مجسٹریٹ اعلیٰ اسکا مجاز تھا۔ مگر اہم اعلانات فقط کیورولے ایڈیلس (Curule Aediles) کے تھے جن کے اعلانات سے قانونی قواعد کے ایک خاص مجموعہ کی نشو ونما ہوئی۔ مثلاً وہ ضمنی معاہدۂ ذمہ داری جو قانون بیع میں مستتر ہے بیع و شری (ایمپٹیو وینڈیٹیو (Emptio-Venditio

## ۳- پریٹروں کا اثر قانون روما پر

پریٹروں کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب کہ پریٹر بلدیہ کا تقرر ۳۶۶ قبل مسیح میں ہوا تھا۔ اسکا تقرر قانون میں کسی قسم کی اصلاح کرنیکے لئے نہیں بلکہ فقط روما کی ایک مجسٹریٹ کی حیثیت سے ہوا تھا جس قانون کی وہ پابندی کراتا وہ روما کا قانون

---

[1] یعنی ان کے علاقہ اختیار سماعت کے اندر۔

ملک تھا جیساکہ الواح اثنا عشر میں موجود تھا۔ یہ وہ قانون ہے جس سے فقط رومی مدنی
مستفید ہوتے تھے۔ اور جو نہایت ہی ابتدائی اور محدود تھا کیونکہ عملاً وہ صرف ایسے حقوق کو
تسلیم کرتا تھا جنکی تعمیل چند قلیل التعداد اور غیر بسیط قانونی کارروائیوں سے کرائی جا سکتی تھی
جنکو لیگس ایکٹیونس (Legis Actiones) کہتے تھے۔ صرف ایک عدالتی حاکم کی حیثیت
سے مقرر ہونیکے باعث یہ غیر اغلب ہے کہ اول اول پریٹر نے کوئی اعلان شائع کیا ہو۔ اسکا
کام قانون روما کو مقدمات پیش شدہ میں صرف اسی طرح استعمال کرنا تھا جس طرح کہ وہ
الواح اثنا عشر میں موجود تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پریٹر کو
اصولاً یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر چاہے تو اعلان شائع کرے۔ اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ بادشاہ
کے قدیم عدالتی اختیارات اسے حاصل ہیں۔ بہ الفاظ دیگر تاوقتیکہ وہ کسی قانون موضوعہ
یا قدیم رواج سے مجبور نہ ہو ہر ایک مقدمہ کے فیصلہ میں اسکو ایک حد تک اختیار تمیزی
حاصل تھا۔ اس سے یہ قیاس کرنا بیجا نہ ہوگا کہ نسبتاً ابتدائی زمانہ میں پریٹر بلدیہ نے
اپنا اعلان ان اصول کی توضیح کے ساتھ شائع کرنا شروع کیا ہوگا جنکی پیروی وہ اپنے
اختیار تمیزی یا اختیار شاہی امپیریم (Imperium) کے استعمال میں کریگا۔ بہرحال یہ
فرض کرنا ناممکن ہے کہ اگر بات یہیں تک رہجاتی تو پریٹر کے اعلانات قدیم قانون ملک پر
اپنا غیر مشتبہ اثر ڈال سکتے کیونکہ جب تک وہ طریقۂ ضابطہ رائج تھا جو نظام نالشات قانونی
(لیگس ایکٹیو (Legis Actio کے نام سے موسوم تھا پریٹر زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا
تھا کہ ایسے دعوے میں جو قانون ملک کے تحت میں آتا تھا مدعی کے غیر منصفانہ طرز عمل کے
باعث اسکو روک دیتا تھا یا کسی ایسے نقصان رسیدہ شخص کی مدد جسکے لئے Legis Actio
کی راہ کھلی نہیں تھی اس طرح کیا کرتا کہ بلحاظ استحقاق مقدمہ نقصان رسان کو اسپانسیو
(Sponsio) باندھنے پر مجبور کرتا اور اسکے بعد معمولی طور پر اسکی سماعت ہوتی۔ اس لئے کہ
جب کسی رقم مشخصہ کی بابت دعویٰ ہوتا تو لیگس ایکٹیو (Legis Aotio) کا استعمال وہاں
ہمیشہ ممکن تھا۔ اصلاحی ذریعہ کی حیثیت سے جو کامیابی پریٹر کے اعلانات کو حاصل ہوئی
اسکا اصلی سبب کچھ تو یہ تھا کہ ۲۴۲ سنہ ق۔م۔ میں پریٹر خارجیہ کا تقرر ہوا اور کچھ یہ کہ ۱۵۰ سنہ ق۔م
کے قریب قانون لیگس ایبوٹیا (Lex Aebutia) نافذ ہوا۔

قدیم ترین زمانہ سے روما کے قانونی ادارے کی ترقی میں سیاسی اسباب کا بہت دخل تھا

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے پیاٹریشین (Patricians) اور پلیبس (Plebs) کے مابین سیاسی نمایندگی کے متعلق جو اختلافات تھے انکا قطعی تصفیہ لیکس ہارٹنسیا نے کر دیا اور قانون خاص کے متعلق پلیبس (Plebs) کی حالت (وہ حالت جو ابتداً اتنی ہی ناقابل اطمینان تھی جتنی انکی سیاسی حیثیت تھی) زیادہ تر الواح اثنا عشر اور لیکس کانیولا (Lex Canuleia)[1] مصدرہ ۴۴۵ قبل مسیح سے ہارٹنسین لا (Hortensian Law) کے نافذ ہونے تک تمام عملی اغراض کے لئے پیاٹریشین (Patricians) کی طرح ہو چکی تھی۔ یہ امتیاز جو رومی پاپولس[2] (Populus) اور عوام (پلیبس Plebs) کے درمیان تھا مابعد کے زمانہ میں اس کی مثال اس امتیاز میں پائی جاتی ہے جو رومی مدنی اور غیر ملکیوں میں کیا جاتا تھا۔

ابتدائی زمانہ سے غیر ملکیوں کی موجودگی نے دشواری پیدا کر رکھی تھی۔ روما کے قانون ملک کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ وہ حق فقط رومی مدنیوں کا تھا اور سوائے مدنی کے کوئی دوسرا شخص اسکی حمایت کا مستحق نہیں تھا۔ لہٰذا غیر ملکی کو کوئی شان قانونی حاصل نہیں تھی۔ مثلاً اگر وہ مویشی خریدنا چاہتا تو فی الواقع وہ انکو خریدنے کا معاملہ کر سکتا تھا انکی قیمت ادا کر کے انھیں گھر لیجا سکتا تھا مگر مویشی اس کی ملک نہیں ہو سکتے تھے۔ اور مالک سابق دعویٰ کر کے ان کو پھر واپس لے سکتا تھا کیونکہ قانوناً حق ملکیت حاصل کرنیکا جو طریقہ تھا وہ صرف یہ تھا کہ چند محض رسمی طریقوں بیع نقد (مانکیپاٹیو Mancipatio) یا فرضی دعویٰ (ان جوری سیسیو Injure Cessio) کی تکمیل کی جائے اور کسی غیر ملکی کا ان کارروائیوں سے نفع اوٹھانا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ اول اول یہ دشواری اس قدر واضح نہ تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ قریباً تیسری صدی قبل از مسیح تک اہل روما کی یہ عادت تھی کہ جو صلحنامے وہ غیر اقوام کے ساتھ کرتے تھے ان میں یہ فقرۂ شرط بڑھا دیا جاتا تھا کہ ان اقوام اور رومی مدنیوں کے درمیان جو نزاع پیدا ہو اس کی سماعت اور فیصلہ کے لئے

---

[1] جس سے ان دونوں جماعتوں کے مابین تزویج جائز قرار پائی تھی۔ (مترجم)

[2] ابتداءً Populus سے مراد صرف Patricians یعنی رومنی قبائل کے ارکان سے تھی جن کو سہولت کے لئے شرفائے روما کہا گیا۔ (مترجم)

ایک خاص عدالت مقرر کیجائے جسکے حکام کو ریکو پریٹو ریس (Recuperatores)
کہتے تھے۔ لیکن جس قدر روما کی قوت بڑھتی گئی دوسروں کی پاسداری کم ہونے لگی اور
تیسری صدی زیر بحث کے وسط تک یہ طریقہ موقوف ہوگیا۔ تاہم خود غیر ملکیوں کے مابین
یا غیر ملکیوں اور رومیوں کے درمیان نزاعوں کا ہونا لازمی تھا اور روما کی تجارتی قوت
کی ترقی کے ساتھ یہ نزاعیں اکثر واقع ہونے لگیں اور کوئی ریاست بھی خاصکر وہ جو ابھی
نشو و نما پارہی ہو ایسی نزاعوں کو اپنی سرحد کی اندر قانون کے زیر اختیار لائے بغیر جاری رہنے
نہیں دے سکتی تھی۔

نظر بریں حالت سنہ ۲۴۲ء قبل مسیح میں ایک دوسرا پریٹر جس کو پریٹر خارجیہ
(پریٹر پیرگرینس Preator Peregrinus) کہتے تھے مقرر ہوا تاکہ ان نزاعات کا فیصلہ
کرے جن میں غیر ملکیوں کا تعلق ہو۔ چونکہ روما کے قانون ملک کا اطلاق ایسے معاملات پر
نہیں ہوسکتا تھا لہٰذا یہ سوال پیدا ہوا کہ کس قانون کی رو سے ان نزاعات کا فیصلہ
کیا جائے سر ہنری مین کی رائے ہے کہ جس قانون کی پابندی پریٹر خارجیہ کراتا تھا وہ
وہی قانون تھا جسکو اس نے اپنے مشاہدہ سے ان لوگوں میں عام طور پر رائج پایا جو روما کے
گرد و نواح میں آباد تھے یا جو روما میں آکر بسے تھے اور جو روما کے قانون ملک کے مطابق
بھی تھا۔ مثلاً قرب و جوار کے قبائل کے مشاہدے سے پریٹر کو یہ معلوم ہوا کہ
انتقال ملکیت جائداد میں امر لازمی شئے زیر بحث کی عملی حوالگی (ٹراڈیٹو Traditio) تھی یعنی
شئے زیر بحث فی الحقیقت دیدیجائے۔ اور اسکے ساتھ حوالگی کے لئے معقول وجہ بھی ہو
جیساکہ کوئی چیز فروخت ہوئی اور اسکی قیمت ادا کر دی گئی۔ حوالگی اس خاص طریقہ انتقال کا
(بیع نقد) کا بھی ایک جزو تھی جو روما میں رائج تھا اور اس لئے سر ہنری مین کے بیان کے بموجب
پریٹر نے حق ملکیت کو حاصل کرنیکے لئے محض حوالگی ہی کو لازمی گردانا جو طریقہ قانون جمیع اقوام
(جس جنٹیم Jus Gentium) میں بھی عام طور پر رائج تھا۔ اور جہاں دونوں غیر ملکی
یا ایک غیر ملکی اور ایک ملنی کا تعلق ہوتا تھا وہاں اس اصول پر جائداد کی ملکیت کا تصفیہ کیا جاتا تھا۔
سر ہنری مین آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ اول اول اہل روما نے قانون ممالک جس جنٹیم
کو اس وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جو ایک زمانۂ جدید کا فقیہ یا مقنن ان اصول دستور العمل
کے لئے محسوس کریگا جو تمام سوسائٹیوں میں پائے جاتے ہیں بلکہ ان کے خیالی میں

وہ ایک ناگوار مصلحت تھی جو سیاسی ضرورت کی وجہ سے ان پر زبردستی عائد کی گئی تھی۔
اور جب یونان فتح ہوا تو انکے احساسات میں ایک تغیر اس طرح پیدا ہوا کہ اس کے بیان
کے مطابق تہذیب یافتہ یا لائق رومیوں نے اور زیادہ تر خصوصیت سے رومی فقہا نے
فلسفہ رواقیات (اسٹوئیسزم Stoicism) کے اصول کو فوراً قبول کرلیا۔ اصول فلسفہ رواقیات
کی تعلیم کا ملخص یہ ہے کہ "زندگی بہ لحاظ اصول قدرت" ہو۔ اور سر ہنری مین کی رائے کے
بموجب اگرچہ فلسفہ رواقیات کی ایسی تفصیلی تشریح قانونی اداروں کے لحاظ سے نہیں کی گئی
جس سے ایک مکمل مجموعہ قانون تیار ہوجاتا (قانون قدرت[1] جس نیچورالے
Jus Naturale) تاہم رومی فقہا جان گئے کہ اگر اسکو یوں وسعت دیجائیگی تو
وہ قریباً ہر تفصیل میں قانون ممالک کے اصول سے منطبق ہوجائیگا اور یہی مراد ہے
اسکے اس قضیہ سے کہ اگر قانون ممالک کو کسی خاص نظریہ یعنی فلسفہ رواقیات کی روشنی
میں دیکھا جائے تو وہ قانون قدرت بن جاتا ہے۔ جب قانون ممالک کے اصول نے
اس طرح قبولیت حاصل کرلی تو سر ہنری مین کے بیان کے بموجب پریٹر ملیہ اور پریٹر خارجیہ
نے ایک نتیجۂ لازمی کے طور پر ان کو اختیار کرلیا اور اس طرح قانون قدیم کی اصلاح
کسی نہ کسی وقت ضرور ہونیوالی تھی۔ سر ہنری مین کا نظریہ قابل اعتراض ہے۔ اول تو
یہ بات ایک حد تک واضح ہے کہ فی الحقیقت ان مقدمات کے فیصلہ کیلئے جنمیں غیر ملکیوں
کا تعلق تھا پریٹر خارجیہ نے اپنی رہبری کے لئے قانون کے ایک مجموعہ کو جسکا نام قانون ممالک
تھا اختیار کیا تھا۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں کہ اس نے اس طرح ایک کو دوسرے کے ساتھ
مناسبت دینے کا وہ طریقہ اختیار کیا ہو جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ہاٹل کے خیال کے بموجب یہ غلطی اس امر میں مضمر ہے کہ جدید علمی تصورات
کو ایسی سوسایٹی کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے جس کو ہر طرح سے ابتدائی کہا جا سکتا ہے۔
وہ قانون ملک جسکی تعمیل پریٹر خارجیہ کراتا تھا ابتداً میں ان مخصوص غیر ملکیوں کے رواجات سے

---

[1] الپین (Ulpian) نے قانون کی یہ تعریف کی ہے کہ اس سے مراد وہ قواعد ہیں
جو فطرت یا قدرت جمیع حیوانات کو بتلاتی ہے۔ مگر یہ تعریف اس وجہ سے نظر انداز کیجا سکتی ہے کہ
فقہا کا رجحان طبیعت اکثر غیر ضروری نکتے نکالنے کی طرف ہوتا ہے۔

شاید ہی کچھ زیادہ ہو جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ اس میں شک نہیں کہ جیسا جیسا زمانہ بڑھتا گیا پریٹر نے رواجات کا ایک بڑا مجموعہ اس طرح فراہم کر لیا اور یہ نہایت قرین قیاس ہے کہ جہاں دو رواجات میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ اس رواج کو ترجیح دیتا جو سب سے زیادہ رائج اور اس لئے سب سے زیادہ معقول ہوتا۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ اس نے قوانین کے اصول کے مقابلہ کی حد تک اس سے زاید کچھ کیا ہو۔ یہ بھی سچ ہے کہ آخر کار قانون ممالک کے سادہ اصول مدنیوں کے لئے بھی اختیار کر لئے گئے مگر یہ غیر اغلب ہے کہ اس تغیر و تبدل کا زمانہ وہی تھا جب کہ یونان فتح ہوا کیونکہ رومیوں کا فلسفۂ یونان کو فوراً قبول کرنا تو درکنار رومی اول اول اس سے نہایت نفرت کرتے تھے سنہ ۱۶۱ قبل مسیح میں اس فلسفہ کی تعلیم دینے والوں کو خارج البلد کر دیا گیا اور اسکائی وولا (Scaevola) کے زمانہ کے قریب تک جو سنہ ۹۵ ق۔م میں قنصل ہوا تھا رومیوں پر فلسفۂ رواقیات کے اصول کا واقعی طور پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ حقیقت تو یہ پائی جاتی ہے کہ اس سے بھی نسبتہً ابتدائی زمانہ میں پریٹر بلدیہ نے قانون ممالک کے چند اصول کو انکی حقیقی واجبیت اور سادگی کی وجہ سے بہر حال اختیار کر لیا ہو گا اور Lex Aebutia کے نفاذ کے بعد اسکو اس کام کے کرنے میں اور بھی کم دقت پیش آئی ہوگی کیونکہ اس کے بعد سے نالشات منظورۂ قانون موضوعہ کا قدیم طریقہ رفتہ رفتہ متروک ہوتا گیا اور اسکی بجائے دوسرا طریقۂ ضابطہ جسکو " کارروائی بہ اتباع ہدایتی نمونہ پریٹر" (فارمولری سسٹم Formulary System) کہتے تھے رائج ہو گیا جس سے پریٹر کو معدلت گستری میں تا حد امکان آزادی مل گئی۔ اس میں شک نہیں کہ آخر کار قانون ممالک کو روما کے قدیم اور محدود مجموعۂ قانون پر فتح حاصل ہوئی۔ جب کہ قانون ممالک اور فلسفۂ رواقیات کے قانون قدرت میں یکرنگی کا تصور پیدا ہوا۔ مگر اغلب یہ ہے کہ فلسفہ رواقیات کا اثر بہ نسبت پریٹروں کے اعلانات کے زیادہ تر ان فقہا (مقننین) کی تحریروں میں پایا جاتا ہے جنھوں نے پریٹروں کے آغاز کئے ہوئے کام کو انجام دیا۔

اس موقع پر مختصراً اس طریقہ کا ذکر کر دینا ضروری ہے جو پریٹروں نے اپنے اعلانات کے اجرا میں اختیار کیا تھا اور جس کے باعث رومی قانون کے نظام کی ترقی میں وہ شریک ہو سکے۔ روما میں ہر دعویٰ صاف طور پر دو حصوں میں منقسم تھا:-

ایک نوبت قانونی پریٹر کے اجلاس پر (ان جوری In Jure) اور دوسرا نوبت عدالتی

(یعنی بہ اجلاس حاکم عدالت In Judicio) - نوبت اول میں متنازعین پریٹر کے آگے اصالتاً حاضر ہوتے اور نزاع کے اصلی واقعات بیان کرتے تھے۔ ان کے بیان سے پریٹر امر متنازعہ فیہ یا اس قانونی سوال کو جو در اصل اس میں واقع ہوتا تھا اخذ کرتا اور پھر ہدایتی نمونہ (فارمولا Formula) یعنی اس حاکم کے لئے ہدایات تیار کرتا تھا جسکے پاس کارروائی تصفیہ آخر کے لئے پیش ہونیوالی تھی۔ یعنی یہ کہ تنقیحات قائم کرتا تھا ہدایتی نمونہ کی ترتیب میں اسکو بڑی آزادی تھی۔ جہاں واقعات پیش شدہ کی رو سے از روئے قانون ملک دعویٰ ممکن نہ ہوتا مگر انصاف کا مقتضا یہ ہوتا کہ مدعی دادرسی سے محروم نہ ہو تو پریٹر حاکم سماعت کنندہ دعویٰ کے لئے ہدایتیں اس طرح مرتب کرتا جس سے انصاف کا مقصد پورا ہوتا تھا۔ سب سے پہلے اس مقصد کے حصول کے لئے پریٹر نے جو طریقہ اختیار کرلیا وہ امر مفروضۂ امکانی کا استعمال تھا۔ وہ حاکم عدالت کو یہ ہدایت دیتا کہ (خلاف امر واقعی) یہ فرض کرے کہ عمرو زید ہے۔ عمرو اگر زید ہوتا تو از روئے قانون ملک دعویٰ ہوسکتا اور اس طرح سے جو منشا ایسی اصلاح کرنیکا تھا وہ آسانی کے ساتھ پورا ہوجاتا تھا۔ اور ایسا طریقہ اصلاح قدامت پسند طبیعتوں کے خلاف بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ابتدائی سوسائٹیاں از حد قدامت پسند ہوتی ہیں۔ جب دعویٰ نوبت عدالتی پر آجاتا تو حاکم عدالت جو اکثر ایک خانگی یا غیر سرکاری شخص ہوتا تھا اس امر مفروضۂ امکانی کو تسلیم کرلیتا اور اس لئے بظاہر وہ صرف اس امر کا تصفیہ کرتا کہ کسی حق میں قانوناً دست اندازی ہوئی یا نہیں۔ زمانہ مابعد میں پریٹر ایسے مقدموں میں کارروائی علی الاعلان کرنے لگا اور بلا استمداد امر مفروضۂ امکانی ایسے مقدمات میں جہاں بہ لحاظ قانون ملک کسی قسم کا کوئی حق نہ ہوتا تو وہ اپنے ہدایتی نمونے جاری کردیا کرتا تھا۔ قانون صرف حقوق کا مجموعہ ہے اور حق کی بہترین آزمایش اسکا چارۂ کار قانونی ہے۔ یہ اصطلاحیں در اصل مترادف ہیں اور اس اعتبار سے کہ پریٹر ایسے چارۂ کار قانونی ایجاد کرلیا کرتا تھا جنکا وجود اس سے پہلے نہیں تھا تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ساتھ ہی نئے حقوق بھی وجود میں لاتا تھا اور چونکہ قانون حقوق کا مجموعہ ہے اس لئے نئے نئے قانون بھی وجود میں آجاتے تھے۔

Institutes کے مولفین اعلانات کا ماخذ قانون کو بتلاتے ہیں نہ کہ ہدایتی نمونوں کو کیونکہ اعلان ہی میں وہ اصول ظاہر کردئے جاتے تھے جنکے لحاظ سے ہدایتی نمونوں کی ترتیب ہوئی تھی۔

یہ تصور کرنا غلط ہوگا کہ وہ اصلاحیں جو پریٹر کے اعلانات کی وجہ سے وجود میں آئیں غیر معمولی تھیں یا یہ کہ کوئی تبدیلی اس وقت واقع ہوئی جب کہ رائے عامہ اور اہل پیشہ کے احساسات اسکے لئے تیار نہیں تھے۔ کوئی پریٹر اصلاح کا کتنا ہی خواہشمند کیوں نہ ہوتا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پھر بھی وہ جماعت کا ایک رکن تھا اور اس جماعت کے اراکین کے اثر سے باہر نہیں تھا۔ کسی حالت میں بھی اگر اس سے کوئی نقصان پہنچ سکتا تو اسکا اثر اس کی خدمت کی مدت تک محدود ہوتا تھا کیونکہ اسکی پیدا کی ہوئی خرابی اسکے جانشین کی ایک جنبش قلم سے دور ہوسکتی تھی۔ مزید براں ایسا اتفاق تو نادر ہی ہوا ہوگا کہ پریٹر نے اپنے اعلان کو کلیتاً اپنی ہی ذمہ داری پر مرتب کیا ہو۔ اسکا ایک بڑا حصہ از روئے رواج اس کو اپنے پیشرو کے اعلان سے اخذ کرنا ہوتا تھا۔ (ماخوذہ) اور جو نئی باتیں اس میں ہوں اغلب ہے کہ اکثر صورتوں میں ان کو چند لائق فقہا سے مشورہ کرنیکے بعد درج کیا گیا ہو۔ آخر میں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ قانون Cornelia مصدرہ ۶۷ء ق۔م کی رو سے پریٹر کو اس کے اعلانات دوامی سے کسی قسم کا انحراف کرنیکی صریح ممانعت کی گئی تھی مگر ایسا انحراف ہمیشہ ہی سے خلاف آئین و دستور سلطنت تصور کیا جاتا تھا۔

بیجہٹ (Bagehot) کہتا ہے کہ کسی سوسائٹی کو بھی تنازع للبقا میں کامیابی حاصل کرنیکے لئے دو چیزیں درکار ہیں اول تو یہ کہ اس میں قانونی استحکام ہو۔ اسکا قانون معین ہو۔ چند قواعد موضوعہ ہوں چاہے وہ کتنے ہی ابتدائی کیوں نہ ہوں تاکہ اس سوسائٹی میں قوت ترکیبی یا اتحاد یا استحکام پیدا ہو۔ اس ضرورت کو رومیوں نے اس وقت پورا کرلیا جب کہ انھوں نے الواح اثنا عشر کو سپرد قلم کیا اور اس طرح اس قانون رواجی کو اور بھی ناقابل تبدل بنا دیا۔ دوسرے یہ کہ جب تمدن زندگی کی روزافزوں پیچیدگیوں کے باعث یہ قانون ملک کے لئے حد سے زیادہ غیر اصلاح پذیر اور بیحد ابتدائی ثابت ہو تو ایسی حالت سے گریز کرنے یا بچنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے تاکہ جو چیز پہلے ناقابل تبدل تھی اس میں تبدل کی صلاحیت پیدا ہو اور جو چیز ابتدائی اور ناقص تھی اس کو اسی اعلیٰ حالت میں لایا جائے کہ اس سے اور بھی بڑھی ہوئی ضرورتیں پوری ہوسکیں۔ جیسا کہ متعاقب واضح ہوگا رومیوں نے ایک حد تک قانون کی سختیوں سے بچنے کا طریقہ احبار اور فقہائے سلف کی تشریح و توضیح الواح اثنا عشر سے نکال لیا لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ

آسانی پریٹروں کی تحریروں نے پیدا کر دی تھی جن سے ایک دوسرا مجموعہ قواعد قانونی کا تیار ہو گیا جن کا سنگ بنیاد قانون ممالک تھا[1] اور جنھوں نے قدیم تر قانون ملک کے قواعد کے پہلو بہ پہلو نشو ونما پا کر اس پر اپنا انفعالی اثر ڈالا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ خونی رشتہ داری (کاگنیشیو Cognatio) کا تصور قدیم قانونی رشتہ داری (ایگنیشیو Agnatio) کے (یا جس کو فرضی رشتہ داری بھی کہا جاتا ہے) دوش بدوش ترقی پانے لگا اور کچھ عرصہ میں قریب قریب اسکی جگہ لے لی۔ قدرتی حق ملکیت کا تصور قانونی حق ملکیت کے متوازی بڑھنے لگا۔ یہ تصور بھی ترقی کرنے لگا کہ قبضہ کی حفاظت محض قبضہ کی حیثیت سے کیجانی چاہیئے۔ یعنی اگر قابض از روئے قانون ملک مالک نہ بھی ہو تب بھی اس کے قبضہ کی حفاظت کیجاتی تھی۔ وارث بربنائے قانون ملک کے مقابل میں قابض وراثت بربنائے اصول معدلت کا تصور پیدا ہوا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ قانون معاہدہ کا ایک بڑا مجموعہ ایک ایسی قوم کی ضرورتوں کو پورا کرنیکے لئے پیدا ہو گیا جس کی تجارت روز افزوں تھی مگر جسکے محدود النظر مجموعہ قوانین میں کافی اور مناسب قواعد موجود نہیں تھے۔ جن سے اون پیچیدہ مسائل کا تصفیہ کیا جائے جو ان سے پیدا ہوں۔

یہ نیا مجموعۂ قوانین نافذ کردہ حکام (جس آنو ریریم Jus Honorarium) جمہوریت کی آخری صدی تک قریب قریب اپنے عملاً اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو جہاں تک پریٹروں کے اعلانات کو اس سے تعلق تھا ترقی کا بہت کم موقع رہ گیا تھا۔ اعلانات کو بڑی تقویت اسی اختیار تمیزی سے حاصل ہوئی کہ جو قدیم جمہوری مجسٹریٹوں کو دیا گیا تھا اور جب شہنشاہوں کی قوت بڑھنے لگی تو ان کو وہ چیز ناگوار ہونے لگی جو اس کی حریف

---

[1] اس نام نہاد "دو تثنیت آئین"، کی نظر متوازی وہ ہے جو پیاٹرشین (Patricians) اور پلبس (Plebs) کی ابتدائی معرکہ آرائیوں سے پیدا ہوئی مثلاً Patricians کی ترویج بہ طریقہ کانفریٹیو (Confarreatio) اور پلبس (Plebs) کی بر طریقہ زوجیت شوہر کو امپٹیو (Co Emptio) یا رواج ہوتی تھی اور ممکن ہے کہ جو وصیت بذریعہ مس و میزان کی جاتی تھی وہ ابتداً پلبس (Plebs) کے لئے تھی اور یہ وصیت پیاٹرشین (patricians) کی وصیت ٹسٹا منٹم کیالاٹس کامیٹس (Testamentum Calatis Comitūs) سے جدا تھی۔

نظر آتی تھی۔ جب ایک بار اعلان شائع ہو جائے تو اس سے انحراف ازروئے لیکس کارنیلیا (Lex Cornelia) مصدرۂ ۶۷ق۔م۔ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ناجائز قرار دیا گیا۔ تجاویز سنیات کے ایک سلسلہ نے متعدد پریٹران ماسبق کے اعلانات کے مضامین کو معین کر دیا اور شہنشاہ اپنے اختیار مداخلت (جس انٹر سیڈنڈی Jus Intercedeudi) کی بنا پر اسکا مجاز تھا کہ جس اصلاح کو وہ پسند نہ کرے اسکی اجازت نہ دے۔ اور جیسا کہ سام (Sohm) نے بتلایا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اعلانات ناقابل تبدیل اور بے سود ہو گئے۔ اور بنابریں ہیڈرین (Hadrian) نے فیصلہ کر دیا کہ مقتضائے وقت یہ ہے کہ پریٹروں کے اعلانات کے مضامین کو ہمیشہ کے لئے معین اور مقرر کر دیا جائے پس اس نے سالویس جولیانس (Salvius Julianus) کو حکم دیا کہ پریٹر بلدیہ اور پریٹر خارجیہ کے تمام اعلانات اور کیورولے ایڈیلس (Curule Aediles) کے اعلانات کے چند حصوں کو صوبہ داروں کے اعلانات کے ساتھ مطالعہ کر کے ایک مجموعۂ قانون کی صورت میں جمع کرے۔ یہ نیا مجموعۂ قانون جو مرتب ہوا اسکو ایڈکٹم ہیڈریانم (Edictum Hadrianum) اور کبھی ایڈکٹم سالویانم (Edictum Salvianum) کہتے تھے۔ یہ مجموعۂ قانون سنیات سے منظور اور قریب قریب ۱۲۹ء کے نافذ ہوا اور اس وقت کے بعد سے یہ اعلانات ایک نئے مفہوم میں دوامی ہو گئے۔ یعنی یہ کہ اسکا منشا یہ تھا کہ وہ اعلان دواماً واجب التعمیل اور ناقابل تبدل ہو جاوے۔ پس اس وقت سے قانون روما میں اصلاح صرف اور ذرائع سے ہو سکتی تھی اور یہ ذرائع فقہائے مابعد کی تحریریں اور فرامین شاہنشاہی تھے جنکا ذیل میں ذکر ہوگا۔

ب۔ فتاوائے مجتہدین (ریسپانسا پروڈنٹیم ـ The Responsa prudentium)

رومی فقہا کی تین بڑی جماعتیں ہیں:۔

(۱) احبار اور فقہائے سلف (Lay Jurists) جن کا حقیقی کام تشریح و توضیح (انٹرپریٹاٹیو Interpretatio) تھا۔ (Pontiffs) = پانٹفس

(۲) فقہا (جن کو یہاں سہولت کے لئے متقدمین (Veteres) کہہ سکتے ہیں) جن کا زمانہ قرن تشریح و توضیح کے بعد اور مستند اصول قانون سے پہلے کا ہے: جورسٹس (The jurists)

(۳) مستند مجتہدین (دی کلاسکل جورسٹس : The Classical jurists )

## (۱) احبار کی تشریح و توضیح قانون

قانون اور مذہب میں جو قریبی رشتہ ہے اور جو ابتدائی سوسائٹی کی ایک خصوصیت ہے اس سے یہ بآسانی باور کر لیا جا سکتا ہے کہ ابتداءً روما میں قانون کا علم و عمل کلیۃً کلیۂ احبار کے ہاتھ میں تھا جو اہل شہر کے تنازعات کی نگرانی کرنیکے لئے ہر سال اپنے اراکین میں سے کسی ایک کو مقرر کرتا تھا۔ مگر یہ بات حیرت انگیز ہے کہ الواح اثنا عشر کی اشاعت کے بعد بھی ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک یہ کام فقط اس کلیہ کے زیر اقتدار رہا۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک رومی قانون بجز غیر مکتوبی رواج کے اور کچھ نہ تھا اور اس مقدس کلیہ کا اسکو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھنا بھی ایک لازمی نتیجہ تھا گو الواح اثنا عشر کی اشاعت اور انکے طریقۂ استعمال کے صاف طور پر ظاہر ہو جانے سے ان کے آئندہ اخفا کا امکان باقی نہ رہا ہوگا۔ غالباً اس دشواری کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ قانون نظریہ کے اصول کا علم اور بات ہے اور ان کو مخصوص مقدمات میں استعمال کرنا دوسری بات ہے۔ مثلاً فی زمانہ انگلستان میں اکثر عامی یہ جانتے ہیں کہ قانون انگلستان کا یہ ایک قاعدہ ہے کہ کوئی شخص قید نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ معقول قانونی وجوہ نہ ہوں۔ نسبتۃً کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس قاعدہ کی تعمیل ایک تحریری حکمنامہ ہے بی ایس کارپس (Habeus Corpus) کے ذریعہ سے کرائی جاتی ہے اور ان سے بھی بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ ناجائز طور پر قید کئے ہوئے شخص کو رہائی دلانیکے لئے کونسی عملی تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں۔ علاوہ بریں یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ قانون روما ایک عرصہ تک بالکل وہی رہا ہوگا جسکی تدوین اس کے ابتدائی مجموعۂ قوانین کی حدود کے اندر کی گئی تھی۔ حقیقت تو یہ پائی جاتی ہے کہ قریب قریب اس وقت اس میں اصلاح کے ساتھ وسعت دی گئی اور اصلاح کا قدم اولیں وہی تشریح و توضیح ہے جو الواح اثنا عشر کی کلیۂ احبار نے کی تھی۔

جب گیس (Gaius) اور جسٹینین (Justinian) فقہا کو واضعین قانون بتاتے ہیں تو جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا انکی مراد ایک بہت بعد کی جماعت قانون داں سے

ہوتی ہے جو دور شہنشاہیت میں تھی۔ مگر درحقیقت ابتدائی زمانہ کے یہ مذہبی مقننین بھی اس قابل ہیں کہ انکے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ انھوں نے بھی وضع قانون کے اختیار کو استعمال کیا تھا گو اصولاً یہ لوگ فقط قانون مندرجۂ الواح اثنا عشر کی تشریح کرتے تھے مگر درحقیقت انکی اس تشریح و توضیح سے بالکل نئے قانونی قواعد کا ایک بہت بڑا مجموعہ ترقی پا گیا تھا۔ انگلستان کا قانون نظائر بھی بہت کچھ ایسے ہی امر مفروضۂ امکان پر مبنی ہے جیسا کہ سر ہنری مین نے بتلایا ہے کوئی انگریزی حاکم عدالت اسکا ہرگز اعتراف نہیں کرتا کہ وہ قانون وضع کرتا ہے بلکہ یہ کہ واقعات کی مختلف اشکال میں فقط قواعد معلومہ کو استعمال کرتا ہے۔ لیکن جب کبھی وہ ایسے مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے جس پر کسی موجودہ رواج یا قانون موضوعہ یا نظیر کا اطلاق نہیں ہو سکتا تو وہ ایک نئی نظیر پیدا کرتا ہے جسکو اسی قسم کے واقعات کی صورت میں دوسرے حکام عدالت کے لئے تسلیم کرنا لازمی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مرافعہ میں منسوخ نہ ہو چکی ہو جو شاذونادر واقع ہوتا ہے اور اس طرح سے ایک نیا قانون وجود میں آجاتا ہے۔

تشریح و توضیح کے چند طریقوں پر تفصیل کے ساتھ غور کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اس قسم کی دو مثالیں ذیل میں دیجاتی ہیں:[1]۔

الف۔ بیع نقد بہ یک دام Mancipatio nummo Uno (مینکیپاٹیو نومو یونو) روما میں انتقال جائداد کی قدیم ترین صورت (یعنی وہ ذریعہ جس سے عمرو کو اس جائداد کا مالک بنانا جو پہلے زید کی تھی) بیع نقد کی تھی۔ یہ طریقہ جو چند ہی اشیا کیلئے کارآمد تھا اور جو ابتداً بیع نقد کی صورت میں استعمال ہوتا تھا حسب ذیل تھا:۔

پانچ رومیوں اور ایک میزان بردار (لیبری پنس Libripens) کے مواجہ میں مشتری عمرو شئے منتقل شدنی کو اپنے ہاتھ میں[2] لیکر چند مخصوص جملے زبان سے ادا کرتا تھا جسکو نن کوپاٹیو (Nuncupatio) کہتے تھے۔ گیس (Gaius) نے نن کوپاٹیو (Nuncupatio) کے جو الفاظ لکھے ہیں وہ اس بیع کے متعلق ہیں جہاں شئے مبیعہ غلام ہو۔ "میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ شخص قانوناً

---

[1] تشریح و توضیح کے عام مضمون کے لئے دیکھو سام صفحہ ۵۵ تا ۶۶۔

[2] "ہاتھ میں" ان میانو (In Manu) جس سے لفظ (مانکیپاٹیو Mancipatio) مشتق ہے لیکن دیکھو میور ہیڈ (Muirhead) صفحہ ۵۹۔

میری ملک ہے اور میں نے اسکو یہ تانبا اس ترازو کی تول سے قیمت میں دے کر
خریدا ہے[1]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد عمرو زرِ ثمن کو جو اول اول مِس
غیر مسکوک ہوتا تھا (کیونکہ بیع نقد کا طریقہ اس قدیم زمانہ سے متعلق ہے جب کہ زر مسکوک کا
وجود نہ تھا) ترازو میں رکھ دیتا اور میزان بردار اسکو تول کر زید کو جو بائع ہوتا دیدیا تھا۔
کہا جاتا ہے کہ روما میں زر مسکوک کا رواج تقریباً الواح اثنا عشر کے نفاذ کے
قریب ہوا اور چونکہ زر مسکوک کا اس طرح تولنا جیسا کہ مِس غیر مسکوک تولا جاتا تھا
بے معنی ہوگیا تو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیمت ادا نہ کیجائے۔ اس لئے
الواح اثنا عشر میں یہ حکم تھا کہ بر بنائے بیع نقد شئے مبیعہ کی ملکیت منتقل نہیں ہونی چاہیئے
تا وقتیکہ ادائی قیمت تمام و کمال نہ ہوئی ہو یا بہر حال اسکی کافی ضمانت نہ دی گئی ہو۔
پس الواح اثنا عشر کے نفاذ کے بعد سے بیع نقد (جو انتقال جائداد کا ایک ہی ذریعہ تھا)
جیسا کہ اپنی ابتدائی حالت میں تھا اسی طرح مشتری کو صرف اس صورت میں مالک
بنا سکتا تھا جب کہ بیع بہ معاوضہ نقد زرِ ثمن ہو۔ بہ الفاظ دیگر کسی جائداد کو بطور ہبہ یا رہن
یا بطور تحویل امانتی یا کسی اور غرض سے کسی دوسرے شخص کو تفویض کرنیکا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔
مگر ایسا کرنا احبار کی تشریح و توضیح کے باعث ممکن ہوگیا۔ از روئے قانون الواح اثنا عشر
انتقال جائداد بذریعہ بیع نقد صرف اسی طرح عمل میں آتا تھا جیسا کہ Nuncupatio کے
الفاظ میں بیان کیا جاتا تھا یعنی بلحاظ عمرو[2] (منتقل الیہ) کے معینہ الفاظ کے۔ اس لئے
احبار نے یہ تصفیہ کیا کہ الواح اثنا عشر کی شرطوں کی تعمیل اس وقت ہو جاتی ہے جبکہ فریقین
بیع نقد میں کچھ زرِ ثمن (Nuncupatio نین کوپاٹیو) مقرر کردیں چاہے وہ کتنا ہی کم کیوں
نہ ہو اور وہ واقعی طور پر ادا بھی کر دیا جائے۔ پس اسکے بعد سے گیئس (Gaius) کے[3]
الفاظ میں بیع نقد ایک فرضی بیع ہوگیا (اماجینیریا وینڈیٹو Imaginaria vendito)۔
فرض کرو زید ایک غلام کو عمرو کے ہاتھ ادھار بیچنا چاہتا ہے۔ حسب طریقہ متذکرہ صدر

---

[1] دیکھو (Gaius) کتاب اول فقرہ ۱۱۹ –

[2] جب کوئی معاملہ مانکیپانیو کے ذریعہ سے کیا جائے تو وہ اسطرح نافذ ہوتا جسطرح کہ ننکوپاٹیو میں بیان کیا گیا ہے۔

[3] اس بیع کو دو طرح سے فرض کیا جا سکتا ہے۔ وزن کرنا غیر ضروری تھا اور کل زرِ ثمن کی ادائگی کی بھی ضرورت نہیں تھی۔

پانچ گواہ اور ایک میزان بردار کو بلاتا ہے۔ عمرو کہتا ہے " میں ایک ایس ( as )
(ایک سکہ کا نام ہے جو ہمارے دو پائی کے برابر ہے ) دیکر اس غلام کو خرید لیتا ہوں"
پھر اس سکہ کو ترازو سے چھوکر زید کو دیدیتا ہے۔ ملکیت منتقل ہو چکی مگر حقیقی قیمت کسی تاریخ
مابعد پر ادا ہوتی تھی جسکو فریقین نے طے کر لیا تھا۔ اس طریقہ سے ابتدائی فقہا کی تشریح
و توضیح نے الواح اثنا عشر کے معنی کو الفاظ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کئے بغیر بدل ڈالا
اور انتقال جائداد کا ایسا طریقہ اختراع کیا جو ہر قسم کے انتقال میں مستعمل ہو سکتا تھا
کیونکہ ظاہر ہے کہ طریقہ بیع نقد بہ یک دام سے فائدہ نہ صرف ایسی صورتوں میں اٹھایا جائیگا
کہ ادھار فروخت سے عمرو کو مالک بنا دیا جائے بلکہ ایسی صورت میں بھی جیسے کسی کو موہوب
لہٗ بنا دیا جائے جس صورت میں بیع نقد کی تکمیل کے بعد کوئی رقم ادا طلب نہیں رہتی
یا کسی مرتہن کو جیسے کہ عمرو کو بر بنائے بیع نقد بہ یک دام زید کی جائداد کی ملکیت اس رقم کی
کفالت میں حاصل ہو جاتی ہے جو اس نے زید کو قرض دی ہے اور عمرو بذریعہ شرط امانتی
یا اقرار امانت اس بات کا ذمہ لیتا ہے کہ جب زر قرضہ سود کے ساتھ ادا کر دیا جائیگا تو
بکر ر بیع نقد (ری مانکیپاٹیو Remancipatio ) کے ذریعہ سے وہ زید کو اسکی جائداد کی
ملکیت واپس دے دیگا۔

## ب۔ خود مختاری ابن العائلہ

معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت الواح اثنا عشر مدون کئے گئے اس وقت کوئی ایسا طریقہ
نہیں تھا جس سے کوئی اب العائلہ اپنے ذاتی فعل سے اپنے بیٹے کو اپنے اختیار پدری
(پیاٹریا پوٹسٹاس Patria potestas ) سے آزاد کر دے۔ مگر الواح اثنا عشر میں
شاید یہ قانون تعزیراً درج کیا گیا تھا کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو تین بار بطور غلام کے
بیچے تو بیٹا باپ کے اختیار سے باہر ہو جائے۔ علما کی یہ رائے تھی کہ اگر کسی مشتری کے
ہاتھ خانگی گفت و شنید کے ساتھ تین بار محض فرضی بیع ہو جائے تو قانون کی تکمیل ہو جاتی
ہے اور Gaius کے بیان کے بموجب اس توضیح پر رسم خود مختاری (یعنی باپ کے بیٹے کو اپنے
اختیار پدری سے آزاد کرنا) کلیتہً مبنی تھی۔

ان دو مثالوں سے ٹھیک ٹھیک ظاہر ہوتا ہے کہ تشریح و توضیح سے کس طرح کام لیا گیا۔

اور اسکے ساتھ ساتھ اس کے نقائص بھی پیش نظر آجاتے ہیں یعنی یہ کہ اسکا حصہ حد سے زیادہ بے بنیاد قیاسات اور امور مفروضہ امکانی پر تھا۔ گو یہ چیزیں عوام الناس کو ایسی اصلاح پر راضی کر لینے کے لئے کافی مفید تھیں جو ضروری ہونیکے باوجود بہ مشکل دلپذیر تھیں تاہم ظاہر ہے کہ انکی کوئی انتہا بھی ہوگی۔ یہی بات تھی کہ اس وقت کے آنے تک جبکہ پریٹرین کا اختیار سماعت کافی طور پر قائم ہو کر جو کام در پردہ کئے جاتے تھے علانیہ انجام پانے لگے تو قانون کا اس طریقہ سے ترقی پانا موقوف ہو گیا۔

## ۲۔متقدمین (Veteres) ویٹرس

سنہ ۳۰۰ ق۔م کے قریب قریب اپیس کلاڈیس کائیکس (Appius claudius caecus) نے ضوابط کارروائی منظورۂ قانون موضوعہ کا ایک مجموعہ تالیف کیا جس کو فلاویس (Flavius) نے جو کسی عتیق کا بیٹا اور کلاڈیس (Claudius) کا معتمد تھا چرا کر جُس فلاویانم (Jus Flavianum) کے نام سے سنہ ۳۰۴ قبل مسیح میں شائع کیا۔ اسکے تقریباً پچاس سال بعد ٹائبیریس کورن کے نیس (Tiberius coruncanius) جو حبر الاعظم یا پانٹی فکس میاکسیمس (Pontifex maximus) تھا قانون کی تشریح ان لوگوں کو علی الاعلان سنانے لگا جو اسکے خطبوں میں شریک ہونا چاہتے تھے (خطبے پبلکے پرافیٹیری Publica profiteri) سنہ ۲۰۴ ق۔م۔ میں نالشات کے جو قانونی نمونہ جات تھے ان کو سیکسٹس ایلیس (Sextus Aelius) نے بذریعہ جُس ایلیانم (Jus Aelianum) دوبارہ عام کر دیا۔ پس اس تاریخ سے اسکا علم کلیۃً احبار ہی کے اختیار میں نہ رہا بلکہ ہر شخص کے لئے قانون کا جاننا ممکن ہو گیا چاہے وہ کاہن ہو کہ عامی۔ اور تقریباً اسی وقت ابتدائی زمانہ کے ان فقہا کا مذہب پیدا ہو گیا جو کاہن پیشہ نہ تھے اور جن کو فقہائے مابعد (متاخرین) سے ممیز کرنیکے لئے متقدمین کہا جاتا تھا۔

ایک رومی فقیہ کے کام کو ان چار لفظوں میں جملاً بیان کر دیا جا سکتا ہے:۔

تحریر (Scriberi) اسکری بیرے

پیروکاری (Agere) ایگیرے

رائے دینا (Respondere) ریسپاندیرے

اور نگہداشت حقوق (Cavere) کیا دیرے

تحریر سے غالباً مراد قانونی رسالوں کی تالیف تھی۔ اگرچہ کروگر (Kruger) کا خیال ہے کہ اس سے مراد تحریری فتویٰ ہے جو خاص صورتوں میں دیا جاتا تھا۔

پیروکاری سے مراد عدالت میں دعوی کی پیروکاری تھی۔

رائے دینے سے مراد معاملات قانونی کے متعلق سوالات کا جواب دینا تھا۔

نگہداشت حقوق سے مراد کسی مقدمہ کے ابتدائی منازل میں کسی موکل کے مفاد کی نگہداشت کرنی تھی۔ بالخصوص ترتیب نمونہ جات قانونی میں۔

قرین قیاس یہ ہے کہ متقدمین کا تعلق بہ نسبت باقاعدہ تحریری تشریح کے زیادہ تر اس کام سے تھا جو آخرالذکر تین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ وکلا تھے نہ کہ فقہا۔ تاہم انکی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے ادب فقہ پر تالیف و تصنیف کا آغاز کیا جسکو آگے چل کر انکے جانشین مستند فقہا نے اس قدر کمال کو پہنچا دیا۔ فقہائے اقدم میں مشاہیر ذیل کا بھی شمار ہے۔

(۱) سیکسٹس ایلیس (Sextus Aelius)۔ جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اور جو ۱۹۸ ق۔م میں قنصل تھا۔

(۲) یم پارسیس کیٹو (M. Porcius cato) جو ۱۹۵ ق۔م میں قنصل تھا۔

(۳) یم میانی لیس (M. Manilius) جو ۱۴۹ ق۔م میں قنصل تھا۔

(۴) کیٹو اصغر (Cato the younger)

(۵) یم جونیس بروٹس (M. Junius Brutus)

(۶) پی روٹی لیس روفس (P. Rutilius Rufus) جو ۱۰۵ ق۔م میں قنصل تھا۔

مگر یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ باقاعدہ قانونی تحریروں کا آغاز ٹھیک طور پر۔۔

(۷) کیو میوکیس اسکا وولا (Q. Mucius Scaevola) کے زمانہ سے پہلے ہوا ہو جو ۹۵ ق۔م میں قنصل مقرر ہوا تھا اور جسکی تصنیف قانون ملک جس کیولے یا سیولے (Jus Civila) کی اٹھارہ جلدوں میں اس امر کی حقیقی کوشش کی گئی کہ قانون روما کے اصول کی تشریح منطقی ترتیب اور انتظام سے کیجائے۔ اسکا وولا (Scaevola) کے بعد ایکوٹیس گیالس (Aquitius Gallus)

نے جو ۶۶ سنہ ق.م میں پریٹر ہوا تھا کتاب استی پیولا ٹیو اکوی لیانا (Stipulatio Aquiliana) لکھی اور سرویس سلپی کیس (Servius sulpicius) نے جو ۵۱ سنہ ق.م میں قنصل ہوا تھا پریٹر کے اعلانات پر پہلی شرح لکھی۔

آگسٹس (Augustus) کے عہد میں دو اہم باتیں نمودار ہوئیں۔ پہلی یہ کہ ازروئے اختیار رفقا (جس ریسپانڈنڈی Jus respondendi) زیادہ تر ممتاز فقہا کو اختیار رفقا و دیگر فوقیت دیگئی[1] اور دوسری یہ کہ خود فقہا دو ہم پلہ مذاہب میں منقسم ہو گئے۔ ایک مذہب پراکیولینس (Proculians) کا تھا جس کا پیشوا لیابیو (Labeo) تھا اور دوسرا سیابی نینس (Sabinians) کا تھا جو کیاپیٹو Capito کے مقلد تھے۔

یہ تقسیم گیس (Gaius) کے وقت تک جاری رہی۔ اور گیس (Gaius) کو سیابی نینس (Sabinians) کا آخری ہیرو کہتے ہیں۔ روبی (Roby)[2] کا خیال ہے کہ اس تقسیم کو کسی واضح اصول پر مبنی کرنا مشکل ہے۔ تحقیق کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا ان کا سلسلۂ جانشینی اصولی تھا یا جیسا کہ کہا گیا ہے اور جو خلاف قیاس نہیں ہے پروفیسروں وغیرہ کے عہدوں کی تفریق پر مبنی تھا۔ کارلووا (Karlowa) کی یہ رائے ہے کہ پراکیولینس (Proculians) شدت کے ساتھ قانون ملک کے قدیم ضوابط کی پیروی کرتے تھے اور سیابی نینس (Sabinians) ان ترمیمات کو جو قانون ممالک اور قانون قدرت کی بنا پر ممکن تھیں ترجیح دیتے تھے اس مواد کے خلاف ہے جو ان دونوں مذاہب کے تنازعات کے متعلق موجود ہے۔ بہر حال گیس (Gaius) کے بعد اس تنازع کا خاتمہ ہو گیا۔

## ۳۔ مستند اصول قانون کا زمانہ

رومی قانون کا مستند زمانہ عموماً ہیڈرین (Hadrian) کی حکومت کا آغاز مانا جاتا ہے لیکن یہ تاریخ کسی قدر اور آگے ہونی چاہیئے اگر پی جووینٹیس کیلسس (P. Juventius Calsus) کو بھی مصنفین "عہد زریں" میں شامل کر لینا منظور ہے جو کوئی نامناسب بات نہیں معلوم ہوتی۔

---

[1] دیکھو بیان مابعد۔

[2] دیکھو روبی (Roby) کتاب اول صفحہ ۱۵۔

کیلسس (Celsus) نے جو ایک پراکیولین (Proculian) تھا ڈومی ٹین (Domitian) کے خلاف جو سازش سنہ ۹۶ء میں ہوئی تھی اسمیں شریک تھا۔ وہ سنہ ۱۰۶ء میں پریٹر اور ۱۲۹ء میں قنصل ہوا۔ اسکی بڑی تصنیف ڈائجسٹ (Digest) ہے جسکے انتالیس حصے ہیں کیلسس (Celsus) کے بعد اینٹونائنس (Antoninus) کے دور میں سالویس جولیانس (Salvius julianus) اور گیس (Gaius) کا شمار ہے۔ اول الذکر کی شہرت اسکی تصنیف موسومہ بدوامی اعلانات ایڈکٹم پرپی ٹوام (Edictum perpetuun) اور اسکی ڈائی جسٹ (Digest) (جسکی نوے جلدیں ہیں) کے باعث ہے اور آخر الذکر کی ناموری زیادہ تر اس کے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) پر مبنی ہے جس نے تین صدیوں سے زاید مدت تک طلبائے قانون روما کی وہی خدمت ادا کی ہے جو بلاکسٹن (Blackstone) کی شرحوں نے مسلسل نسلوں یا پشتوں تک نوجوان انگریز وکلا کی خدمت کی ہے[۱]۔ ان کے بعد کیوکرویڈیس اسکاوولا (Q. Cervidus scaevola) قابل ذکر ہے جسکا شاگرد پاپی نین (Papinian) تھا اور جو تمام رومی فقہا میں اعلیٰ ترین پایہ کا تھا۔ اور جسکی اہم ترین تصنیفات میں انیس حصے یعنی بری ریسپانسورم (Libri responsorum) کی اور سینتیس حصے کو اسٹیونم لبری (Quaestionum lebri) کی ہیں۔ کیاراکیلا (Caracalla) کے نوکروں نے اسکو قتل کر ڈالا۔

تین اور فقہا کا ذکر باقی رہ گیا ہے

(۱) ڈومی ٹیس الپیانس (Domitius ulpianus) جو پاپی نین (Papinian) کا ہمعصر تھا اور جسکی تحریروں کا حوالہ جسٹینین (Justinian) کی ڈائی جسٹ (Digest) میں دیگر فقہا کی تحریروں سے کہیں زیادہ دیا گیا ہے[۲]

(۲) جولس پالس (Julius Paulus) جو اسی کے زمانہ کا تھا اور جسکی بڑی تصنیف

---

[۱] گیس (Gaius) کے حالات اور تصنیف انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے مسودہ کی دستیابی کے متعلق دیکھو نوٹ (۱) اور فقہا کی تفصیل کے لئے دیکھو روبی (Roby) کی تصنیف انٹروڈکشن ٹو ڈائی جسٹ (Introduction to the Digest)

[۲] کتاب ڈائی جسٹ (Digest) کا تقریباً ایک ثلث حصہ الپین (Ulpian) کی تحریروں کا اقتباس ہے۔

اعلانات کی شرح ہے جسکے (تصنیف کے) اسّی حصے ہیں۔

(۳) ماڈسٹی نس (Modestinus) جو الپین (Ulpian) کا شاگرد تھا اور ۲۴۴ء میں فوت ہوا ڈائجسٹ (Digest) میں اس شخص کی تحریروں کے تین سو چوالیس اقتباسات ہیں۔

پس مستند اصول قانون کا زمانہ دوسری صدی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے۔ الپین (Ulpian) کے زمانہ تک انتہائی کمال کو اور تیسری صدی کے وسط میں یکایک اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ ماڈسٹی نس (Modestinus) کے بعد رومی قانون کے ارتقا کا کام قریب قریب کلیتہً شاہی فرامین نے انجام دیا تھا۔

مستند فقہا کے اثر کو مجملاً یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ انکا کام چار نوعیتوں کا تھا۔

(۱) ابتدائی مذہبی وکلا کی تشریح و توضیح کے ختم ہوجانیکے بعد رومی قانون کی ترقی کا کام جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں زیادہ تر ان اصلاحات سے جو پریٹروں کے اعلانات سے ظہور میں آئیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ علم اصول قانون متقدمین (ویٹریس جورس پروڈنٹس (Veteres Jurisprudentis) نے بے شک قانون کو وسعت دی تاہم قرین قیاس یہ ہے کہ بہ نسبت ان کی تحریروں کے یہ کام زیادہ تر اس بالواسطہ اثر سے نکلا جو انھوں نے پریٹروں پر ڈالا تھا۔ بہرحال پریٹروں کے قانون کا نشو و نما ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ میں ایڈکٹم پرپی ٹوام (Edictum Perpetuum) کے ساتھ اختتام کو پہنچ گیا اور فقہائے مابعد کا پہلا کام یہ تھا کہ اس قانون میں جو کہ پریٹر کے اعلانات میں پایا جاتا تھا اور جس نے رفتہ رفتہ نشو و نما پائی تھی۔ ایک قسم کی ترتیب اور تناسب پیدا کر دیا جائے۔

(۲) پریٹر کے اعلانات کے باعث قواعد میں دو شکلیں پیدا ہوگئیں۔ کسی معاملہ کے لئے یہ ممکن تھا کہ ایک ہی معاملہ بہ لحاظ قانون ملک ایک قسم کے قواعد سے تصفیہ پائے اور بہ لحاظ قانون نافذ کردہ حکام دوسری قسم کے قواعد کا ان پر اطلاق ہو۔ فقہائے مستند نے اس افتراق کو کسی طرح قطعاً تو نہیں بلکہ ایک حد تک مٹا کر دونوں میں باہم موافقت پیدا کر دی۔

(۳۳) اعلانات میں جو قانون درج تھا وہ مکمل نہیں تھا۔ قانون کو اس ذریعہ سے وسعت دینا سیاسی اسباب کے باعث ناممکن ہوگیا تھا مگر حل کرنے کے لئے نئے نئے قانونی مسائل موجود تھے۔ ان کو فقہا نے اس طریقہ سے حل کیا جسکو سام (Sohm) نے نہایت خوبی کے ساتھ "تشریح جدید" کہا ہے۔ جس طرح کہ زمانۂ قدیم میں الواح اثنا عشر کی تشریح کی احتیاج تھی اسی طرح پریٹر کے اعلانات کے واسطے بھی تشریح کی ضرورت درپیش ہوئی۔ اور اسکا مآل کار یہ ہوا کہ خاصکر وجوبات کے دائرہ میں فقہائے مستند نے قانون کا ایسا مجموعہ تیار کیا جو مادی اور صوری دونوں اعتبار سے ہر زمانہ کیلئے نمونہ بن سکے۔

## فقہا کی تصنیفات بطور ماخذ قانون کے

زمانہ جمہوریت میں فقہا عموماً اپنی رائے اس وقت ظاہر کرتے تھے جب کہ انکے شاگرد کوئی فرضی مقدمہ پیش کرتے یا جب متنازعین یا حاکم عدالت حقیقی نزاعات میں مشورہ کرتے۔ عہد نمونہ ہدایتی میں تقریباً بلا تغیر حاکم عدالت ایک خانگی شخص ہوتا تھا جسکو فریقین متحدہ طور پر مقرر کرتے تھے اور جسکو کوئی خاص قانونی علم نہیں ہوتا تھا اگرچہ عند الطلب رائے دیدی جاتی تھی مگر اس سے کسی پر پابندی لازم نہیں ہوتی تھی۔ انکی رائے کی وقعت اتنی ہی تھی جو زمانۂ حال کے ایک انگریز بیرسٹر کی رائے کی ہے۔ جس فقیہ سے مشورہ کیا جاتا اور اگر وہ بڑا فاضل اور ہوشیار ہوتا اور امور وقوعی کا اظہار ٹھیک ٹھیک کرتا اور وہ بخوبی سمجھ لئے جاتے تو اسکی رائے مقدمہ کی قانونی حالت کو واضح کردیتی تھی۔ مگر یہ فقط احتمال ہے کیونکہ حاکم عدالت کو پوری آزادی حاصل تھی کہ اگر وہ بیجا سمجھے تو اسکے خلاف فیصلہ صادر کرے۔ اگسٹس (Augutus) کے زمانہ سے یہ طریقہ بدل گیا۔ اس نے یہ طریقہ قائم کیا جو شہنشاہان مابعد کے زمانہ تک جاری رہا کہ چند ممتاز تر فقہا کو گویا ایک قسم کی سند دی جاتی تھی جسکو اختیار رفتاد جس ریسپانڈنڈی (Jus Respondendi) کہتے تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اگر مشورہ کے بعد کوئی فقیہ جسکو ایسا اختیار دیا گیا تھا اپنی تحریری رائے بہ ثبت مہر دیتا تو ایسی رائے گویا شہنشاہ "کے حسب الحکم" (ایکس اکٹوری ٹاٹے Exauctoritate) متصور ہوتی تھی اور اس لئے اسکی پابندی حاکم عدالت پر لازم ہوتی تھی

تاوقتیکہ کوئی دوسرا فقیہ جسکو اس طرح کا خاص اختیار رفقا حاصل تھا اسکے خلاف رائے نہ دیتا۔ گو ممکن ہے کہ اپنے ہم پیشہ کی پاسداری کے باعث ایسا موقع اکثر آنے نہ پایا ہو۔ اختیار رفقا کے موضوع کے متعلق بڑی دشواری گیس (Gaius) کی ایک عبارت سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "فتاولے مجتہدین ان اشخاص کی آرا اور فیصلہ جات میں جن کو قانون کی تشریح کرنیکی اجازت دی گئی ہے۔ اتفاق کی صورت میں ان کا فیصلہ قانون کا حکم رکھتا ہے اور اختلاف کی صورت میں حاکم عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس رائے پر چاہے عمل کرے جیسا کہ ہیڈرین (Hadrian) کے فرمان سے ظاہر ہے" یہ ظاہر ہے کہ اس عبارت کے ساتھ اس امر کی بھی مطابقت ہوتی ہے کہ حاکم عدالت پر نہ صرف اس رائے کی پابندی عاید ہوتی تھی جو کسی زندہ فقیہ نے معاملہ واقع شدہ میں دی تھی بلکہ اسی پرانی آرا (سین ٹن ٹی آئی Sententiae) کی بھی پابندی لازم تھی جو فقہا کی تصانیف میں پائی جاتی تھیں عام اس سے کہ وہ فقہا زندہ تھے یا متوفی۔ بہتر رائے تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہیڈرین (Hadrian) نے فقط موجودہ عملدرآمد معمول کو قائم رکھا یعنی یہ کہ حاکم عدالت فقط ان آرا کا پابند تھا جو زندہ فقہا نے کسی معاملہ میں نزاع واقعی کی صورت میں دی تھی۔

تیسری صدی کے ختم کے بعد اختیار رفقا کے عطا کرنیکا طریقہ موقوف ہوگیا اور ماڈسٹی نس (Modestinus) کے ساتھ اس قرن کے وسط میں مستند فقہا کا بھی یکبارگی خاتمہ ہوگیا۔ گو بڑے بڑے فقہا مر چکے تھے مگر انکی تصنیفات زندہ تھیں اور تدریجاً یہ خیال ترقی کرتا گیا (غالباً قسطنطین کے زمانہ کے قریب) کہ چند اعلیٰ ترین فقہا کی تصنیفات خاص طور سے واجب الاحترام تھیں کیونکہ وہ ایسی مستند تھیں کہ ان کا حوالہ دئے جانے پر انکی پابندی لازم ہوجاتی تھی اور جب ان میں اختلاف ہوتا جیسا کہ اکثر ہوتا تھا تو یہ دشواری پیش آتی کہ کیا کیا جائے۔ اس مشکل کو ایک حد تک اس طرح حل کیا گیا کہ سنہ ۳۲۱ء میں پاپی نین (Papinian) پر جو شرحیں پالس (Paulus) اور الپین (Ulpian) نے لکھی تھیں ان کو قسطنطین نے منسوخ کردیا تاکہ پاپی نین (Papinian) بلا افراط و تفریط کے اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ پالس (Paulus) کے فیصلہ کا مستند ہونا بھی تسلیم کرلیا۔ اس کے قریب قریب ایک صدی بعد سنہ ۴۲۶ء میں

تھیوڈوسیس ثانی (Theodosius II) اور III ویالنٹی نین سوم (Valentinian III)
نے قانون حوالہ نظائر لاآف سائیٹیشن (Law of Citations) کی صورت میں ایک
اس سے بھی زیادہ موثر تدبیر نکالی اور طریقۂ غلبۂ آراء کو رائج کیا۔ گیس (Gaius) الپین
(Ulpian) پالس (Paulus) پاپی نین (Papinian) اور ماڈسٹی نس
Modestinus وہ فقہا ہیں جنکا حوالہ دیا جاتا ہے (بشرطیکہ اصل سے محولہ کی تطبیق
ہو سکے) اور جنکی تصانیف نہایت ہی مسلم الثبوت مانی جاتی ہیں۔ بہ صورت اتفاق حاکم عدالت
پابند ہے لیکن اگر ان میں غیر مساوی اختلاف ہے تو غلبۂ آرا پر فیصلہ کا حصر ہے اور اگر
اختلاف مساوی ہے تو پاپی نین (Papinian) کو فیصلہ کن رائے دینے کا اختیار ہے۔
اگر وہ ساکت ہے تو حاکم عدالت بلا استمداد فیصلہ صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ تدبیر تقریباً
تاحد امکان مکمل تھی اور اس کے مکمل ہونے میں کوئی نقص اس وجہ سے عاید نہیں ہوتا کہ
ماڈسٹی نس (Modestinus) کے بعد کا ہر فقیہ لازماً خارج کر دیا گیا۔

## دفعہ ۱۴ جسٹینین کی تدوین قانون

جب ۵۲۷ء میں شہنشاہ جسٹینین سریر آرائے سلطنت ہوا تو رومی قانون میں
قریب قریب وہی بے ترتیبی تھی جو آج کل قانون انگلستان میں ہے۔ (انگلستان میں اگر
یہ بات دریافت طلب ہو کہ کسی معاملہ دعویٰ پر کن کن قانونی قواعد کا اثر پڑتا ہے تو اسکے لئے
شاید اس بات کی ضرورت ہو کہ کل قوانین موضوعۂ سلطنت کی جانچ فرداً فرداً انتظام جاگیری
(فیوڈل سسٹم Feudal System) کے زمانہ تک کیجائے اور بے شمار مقدمات
اور کتب متداولہ کا سلسلہ وار مطالعہ کیا جائے کیونکہ گو قانونی کتابیں ہمارے نزدیک
ماخذ قانون نہیں ہیں تاہم بعض اوقات ان میں کامن لا کے ایسے قواعد پائے جاسکتے
ہیں جنکا اظہار کسی فیصلہ میں ابتک نہ کیا گیا ہو اور جو بلاشبہہ کامن لا کے قواعد ہیں۔
روما میں اس قسم کا ذخیرہ اس سے بھی زیادہ تر بسیط تھا۔ ایک طرف مختلف قسم کے
قوانین موضوعہ۔ قانون موضوعۂ اعلیٰ ترین مجلس وضع آئین و قوانین۔ قانون موضوعۂ
مجلس عوام۔ تجاویز سنیات اور فرامین شاہی عہد الواح اثنا عشرہ سے لیکر (Justinian)
کے زمانہ تک تھے اور دوسری طرف پریٹروں کے اعلانات اور ادب فقہ کا پورا ذخیرہ تھا۔

اُس سے پہلے بھی تدوین قانون کی کوششیں ہو چکی تھیں کیونکہ جیساکہ سطور ماسبق میں ذکر ہو چکا ہے Hadrian کے فرمان سے اعلانات منتظم ہو چکے تھے اور قانون حوالۂ نظائر کی بدولت ہوشیار وکلا کے ہاتھ ایک ذریعہ آگیا جس سے بے شمار فتاوی مجتہدین کو ایک دوسرے کے ساتھ مطابق کیا جائے۔ اس لئے بھی قانون موضوعہ کی پیچیدگیوں کو دور کرنیکی مختلف کوششیں کی گئیں جنکے منجملہ جو نہایت اہم ہیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) مجموعۂ قانون مولفۂ گرگوری (دی کوڈیکس گرگوریانس The Codex Gregorianus)
یہ ایک خانگی تالیف تھی جو سنہ ۳۰۰ء میں شائع ہوئی۔ اس تالیف میں ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ سے سنہ ۲۹۴ء تک جو شاہی فرامین جاری ہوئے تھے جمع کئے گئے تھے۔

(۲) مجموعہ قانون مولفۂ ہرموجی نین (دی کوڈکس ہرموجی نیانس The Codex Hermogenianus)
اسکی تاریخ غیر تعیینی ہے۔ یہ بھی ان شاہی فرامین کا ایک خانگی مجموعہ ہے جو سنہ ۲۹۴ء سے سنہ ۳۲۴ء تک جاری ہوئے۔

اور (۳) مجموعۂ قانون مولفۂ تھیوڈوسس (دی کوڈکس تھیوڈوسیانس The Codex Theodosianus)
یہ مجموعہ تھیوڈوسس ثانی نے سنہ ۴۳۸ء میں شائع کیا جس میں قسطنطین اول (سنہ ۳۰۶ء سے سنہ ۳۳۷ء تک) اور اسکے جانشینوں کے فرامین درج ہیں۔

جسٹینین کو اسکی تخت نشینی کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ تمام قانون روما کو دو حصوں میں جمع کرنا چاہئے۔ ایک حصہ قانون موضوعہ لیکس (Lex) ہو اور دوسرا حصہ قانون غیر موضوعہ جس (Jus) ہو۔ اور سنہ ۵۲۸ء میں ہدایات نافذ کیں کہ تمام موجودہ قانون موضوعہ کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اگر اس کام کو بہ خوش اسلوبی انجام دینا تھا تو اصولاً اس بات کی ضرورت تھی کہ شاہان روما اور مجلس عشریہ سے لیکر خود جسٹینین کے زمانہ وضع قوانین تک مختلف جماعت ہائے وضع قوانین کے نافذ کردہ تمام قوانین کا مطالعہ کیا جاتا۔ مگر حقیقت میں یہ دیکھا جائیگا کہ شاہی فرامین کے قبل کے تمام قوانین موضوعہ جسٹینین کا زمانہ آنے تک یا تو بالکل متروک ہو گئے تھے یا شاہی فرامین یا بعد یا فقہا کی تحریرات میں داخل ہو گئے تھے اور جو مجموعۂ قوانین (کوڈیکس Codex) جسٹینین کی ہدایات سے وجود میں آیا وہ محض تین قوانین کے مجموعوں پر مبنی تھا جنکا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ بالخصوص مجموعۂ قانون مولفۂ تھیوڈوسس

(کوڈکس تھیوڈوسیانس Codex Theodosianus) اور فرامین شاہی جو تھیوڈوسیس
کے بعد صادر ہوئے یعنی فرامین نو ما بعد تھیوڈوسیس پوسٹ تھوڈوسین ناولس
(Post-Theodosian Novels) یہ کام دس اشخاص کی کمیشن نے
(بشمول تھیافی لس) جو قسطنطنیہ میں علامۂ قانون تھا اور ترائی بنین انجام دیا۔ اور جسٹینین نے
انھیں یہ اختیار دیا تھا کہ نہ فقط فضول چیزوں کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ ان قوانین کو
بھی جو متناقض معلوم ہوں باہم مطابق کر دیا جائے۔ یہ مجموعہ دوسرے سال یعنی ۵۲۹ء میں
اختتام کو پہنچا اور شہنشاہ نے فرامین سابقہ کو عام ازیں کہ ان کا تعلق منفرداً کیا جائے
یا تالیفات متذکرۂ صدر میں۔ مسترد و منسوخ کر کے اس مجموعہ کو بعد منظوری قانون موضوعہ
کے طور پر نافذ کر دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کا منشا یہ تھا کہ یہ مجموعہ قانون (کوڈکس جسٹی نیانس
Codex Justinianus) تمام زمانہ کے لئے رومی قانون موضوعہ کا تنہا ماخذ رہے۔
Justinian کا دوسرا کام قانون غیر موضوعہ (Jus) کی تنظیم تھی جس سے
مراد اس زمانہ میں صرف فقہا کی تحریریں تھیں جنھوں نے اپنی شرحوں میں ابتدائی
قانون موضوعہ اور قانونی اعلانات کے اہم حصوں کو شریک کر لیا تھا۔ پس دسمبر ۵۳۰ء
میں ایک دوسری مجلس بہ صدر نشینی ترائی بونین (Tribonian) منعقد ہوئی جس کا مقصد
یہ تھا کہ فقہا کی تالیفات و تصنیفات کو باقاعدہ طور پر ایک ڈائی جسٹ (Digest) میں جمع کیا جائے
جس طرح کہ قوانین موضوعہ کی تنظیم ایک مجموعہ قانون میں کی گئی تھی۔ اور چونکہ مستند فقہا
کی مساعی کے باوجود فقہا میں اختلافات موجود تھے جو پراکیولینیس (Proculians) اور
سیبائی نینس (Sabinians) کے زمانہ سے چلے آ رہے تھے تو ابتدائی تدبیر کے طور پر
ایسے تنازعات کے تصفیہ کے لئے جسٹینین (Justinian) نے پنجاہ فیصلہ جات
(کوینکواگنٹا ڈیسی سیونس Quinquaginta decisiones) صادر کئے۔ ڈائی جسٹ
(Digest) جس کو بعض اوقات پنڈکٹائی (Pandectae) بھی کہتے ہیں شائع ہو کر
دسمبر ۵۳۳ء میں قانون بن گیا۔ جن فقہا کی تحریرات کے اقتباسات اس میں درج ہیں
وہ وہی فقہا نہیں ہیں جن کا ذکر قانون حوالہ منظائر (لا آف سائیٹشن Law of Citations)
میں ہوا ہے بلکہ ان کی تعداد انتالیس ہے۔ تقریباً آدھی کتاب تو الپین (Ulpian)
اور پالس (Paulus) کی تحریریں ہیں۔ اسکے بعد سے ڈائی جسٹ (Digest) ہی

قانون غیر موضوعہ کا واحد ماخذ رہا جس طرح مجموعۂ قوانین کوڈکس (Codex) احکام نافذ کردۂ مجلس وضع قوانین کا تھا اس غرض کو مدنظر رکھ کر Justinian نے ممانعت کردی تھی کہ عبارت کے ابہامات کو دور کرنے کے لئے بھی ان فقہا کی اصلی تصانیف کا حوالہ تک نہ دیا جائے۔

جس سال ڈای جسٹ (Digest) شائع ہوئی اسی سال جسٹنین (Justinian) کی ہدایت کی تعمیل میں ترائی بونین (Tribonian) و تھیافی لس (Theophilus) اور ڈوروتھیس (Dorotheus) نے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کو مرتب کیا۔ انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کی تصنیف جو گیس (Gaius) کی قدیم تصنیف پر مبنی ہے فی الحقیقت کوئی اصل تصنیف نہیں ہے بلکہ (Gaius) کی کتاب کی طبع جدید ہے۔ یہ ایک ابتدائی کتاب تھی جسکی غرض یہ تھی کہ طلبہ کو رومی قانون خاص کے اصول سے متعارف کرایا جائے جسکا مطالعہ ڈای جسٹ (Digest) کے اہم کام کی تمہید ہو۔

ڈای جسٹ (Digest) اور انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کی تکمیل تک ظاہر تھا کہ مجموعۂ قانون (کوڈکس Codex) جو ان کتابوں سے چار سال آگے شائع ہوا تھا ناکمل تھا کیونکہ اس وقفہ کے دوران میں جسٹنین نے ان پنجاہ فیصلہ جات کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے چند نئے فرامین بھی صادر کئے تھے اس لئے ترائی بونین کو یہ کام دیا گیا کہ اس مجموعۂ قانون پر نظر ثانی کرکے اسکو ضروریات وقت کے لحاظ سے مکمل کر دیا جائے۔ ۵۳۴ء کے ختم پر یہ نیا مجموعہ جس کو کوڈکس ریپی ٹی ٹائی پرائی لیکٹیو نس (Codex repetitae Praelectionis) کہتے تھے شائع ہوا اور یہی مجموعہ آج تک موجود ہے۔ اس مجموعہ میں یہ توضیح کردی گئی تھی کہ آیندہ وضع قانون سے متعلق جو تجویزیں عمل میں لائی جائیں ان کو فرامین جدید (نو ویلائی کانسٹیٹیوشنس۔ ناولس (Novellae Constitutiones-Novels) کی طرح شائع کیا جائے اور اس کے متعاقب قریباً ایسے ایک سو ستر ناولس Novels صادر ہوئے مگر پایا جاتا ہے کہ جسٹنین (Justinian) کے ارادہ کے مطابق انکو کوئی باضابطہ شکل نہیں دی گئی۔

زمانۂ جدید میں جسٹنین (Justinian) کی مختلف تالیفات کو مجموعی طور پر مجموعۂ قوانین ملک (کارپس جورس کیولس Corpus Juris Civilis) اور کارپس (Corpus)

ایک واحد تصنیف مانی جاتی ہے جس میں انسٹی ٹیوٹس (Institutes)، ڈائی جسٹ (Digest) کوڈکس ریپی ٹی ٹاٹی پرائی لکٹیونس Codex repetitae Praelectionis اور ناولس (Novels) شامل ہیں۔

## دفعہ ۵ انسٹی ٹیوٹس INSTITUTES کی ترتیب کا خاکہ

قانون عام ہوتا ہے یا خاص۔ جب عدالت میں کوئی نزاع پیش ہو جسمیں فریقین معمولی رعیت ہیں تو وہاں قانون خاص کا سوال پیدا ہوتا ہے اور جب ایک فریق ریاست یا اسکا کوئی شعبہ ہے تو وہاں قانون عام کا سوال ہوتا ہے۔ اس فرق کو جسٹینین ظاہر کرتا ہے "قانون عام متعلق ہے ریاست روما کی بہبودی سے اور قانون خاص کا تعلق افراد رعیت کی ذاتی فلاح سے ہے"[۱] انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا قریب قریب پورا حصہ قانون عام سے نہیں بلکہ قانون خاص سے متعلق ہے اگرچہ چوتھی کتاب کے اخیر عنوان کے تحت میں جسٹینین نے فوجداری کارروائیوں کو مختصر طور سے بیان کیا ہے (ڈی پبلکس جوڈی کس de publicis Judicus) جو اس میں شک نہیں کہ قانون عام (جس پبلیکم Jus Publicum) کا ایک حصہ ہے۔ گیئس (Gaius) اور جسٹینین نے قانون خاص کی تقسیم یوں کی ہے کہ قانون جسکا تعلق (۱) اشخاص (۲) اشیا اور (۳) نالشات سے ہو۔

کسی ملک کا قانون خاص ان حقوق کے مجموعہ سے نہ زیادہ ہے اور نہ کم جو اس ملک کی عدالتیں نافذ اور تعمیل کرانیکے لئے آمادہ ہیں۔ یہ حقوق بدلتے رہتے ہیں بہ لحاظ شان قانونی حقدار یا شخص مستوجب الفرض کے مثلاً ایک نابالغ اور مجنون میں وہی قانونی اہلیت موجود نہیں ہے جو ایک معمولی رعیت میں ہے۔ اس لئے قانون خاص کے ایک حصہ میں یہ تبلایا جائیگا کہ ناکمل اہلیت کا اثر حقوق پر کیا ہوتا ہے اور جسکو بغرض سہولت قانون اشخاص ناکمل اہلیت کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان حقوق کا ذکر کیا جائے گا جن سے مکمل اہلیت کے مدنی استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ایسے حقوق چاہے عوارض ہوں

---

[۱] دیکھو جسٹینین کتاب اول ۱۔۴

کسی جائداد کی ملکیت یا قبضہ کے (جیسے کہ یہ حق کہ کوئی غیر کسی کی زمین پر مداخلت بیجا نہ کرے) یا اس طرح عوارض نہ ہوں (جیسے کہ وہ حق جو ہر شخص کو حاصل ہے کہ عوام الناس میں اسکی توہین نہ کیجائے اور نہ اسکی زدوکوب کیجائے) اس لئے قانون خاص کے کسی دوسرے حصہ میں ان حقوق کا بیان ہونا چاہئے جن سے مکمل اہلیت کے اشخاص متمتع ہوتے ہیں اور یہ کہ وہ کس طرح حاصل ہوتے اور تلف ہوجاتے ہیں۔ خاتمہ پر یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ اگر کسی کے حق میں دست اندازی کیجائے تو مرتکب خلاف ورزی کو نقصان کا معاوضہ کس طرح ادا کرنا چاہئے۔ یعنی قانون ضابطہ کارروائی۔

جس ترتیب کو گیس (Gaius) اور جسٹینین Justinian نے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں مدنظر رکھا وہ سرسری طور پر حسب ذیل ہے[1]:۔

قانون متعلق بہ اشخاص (گیس Gaius اور جسٹینین Justinian کی کتاب اول) جو مجموعی طور پر قانون اشخاص نامکمل اہلیت کے مطابق ہوتا ہے۔

قانون متعلق بہ اشیا۔ (گیس Gaius کی کتاب دوم وسوم اور جسٹینین Justinian کتاب دوم وسوم وچہارم) ان تمام حقوق کا بیان ہے (چاہے وہ جائداد کے عوارض ہوں یا نہ ہوں) جن سے ایک مدنی متمتع ہوتا ہے اور ان ذرائع کا بھی جن سے حقوق پیدا منتقل اور تلف ہوتے ہیں۔

قانون جو نالشات سے متعلق ہے۔ گیس Gaius کی کتاب چہارم اور جسٹینین Justinian کی کتاب چہارم ۶ - ۱۷) قانون ضابطہ کارروائی کے متعلق ہے۔

## نوٹ اول

### گیس Gaius کے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کی دستیابی

اگرچہ قانون روما کے طلبہ کو یہ بات ہمیشہ سے معلوم تھی کہ ایک فقیہ نے جسکا نام گیس (Caius) تھا انٹونائنس (Antonines) کے زمانہ میں قانون روما پر

---

[1] اس قید کی وجہ متعاقب معلوم ہوگی۔

ایک ابتدائی کتاب لکھی ہے۔ لیکن انیسویں صدی کے شروع ہونے تک اس کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا تھا۔

۱۸۱۶ء میں مورخ نیبھر (Niebuhr) کو سفر ویرونا (Verona) کے زمانہ میں معبد کنیسہ کے کتب خانہ میں ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ جو ایسی جھلی پر لکھا ہوا تھا جس پر سے کہ پہلی تحریر مٹا دی گئی تھی (پالمسسٹ Palimpsest) جسکو بغور معائنہ کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ سینٹ جروم (Saint Jerome) کی بعض تحریروں اور بعض مقامات پر دیگر درمیانی تحریروں کے تلے ایک قانونی رسالہ ہے۔ ساوینی (Savigny) سے مشورہ کرنیکے بعد یہ طے پایا کہ رسالۂ زیر بحث کو گیس (Gaius) کی انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا ایک نسخہ ہے۔ سال مابعد میں اس کو نقل کرنیکا کام شروع ہوا اور نتیجہ ۱۸۲۰ء میں شائع ہوا۔

جو کتاب اس طرح شائع ہوئی وہ مکمل نہ تھی جسکی وجہ کچھ تو یہ ہوئی کہ تین فولیو (Folio) بالکل دستیاب نہیں ہوئے تھے اور کچھ یہ بھی بات تھی کہ گیس (Gaius) کے اصلی نسخہ کو جھانویں کے پتھر سے مٹا دیا گیا تھا۔ اور اسکے بعد جھلی کی سطح سینٹ جروم (St. Jerome) کی تصنیف کے لئے تیار ہوگئی تھی۔ قریب قریب کتاب کے دسویں حصہ کا پتا نہ تھا۔ لیکن چونکہ اسکا ایک حصہ جسٹینین کی انسٹی ٹیوٹس سے فراہم ہوسکتا تھا قریباً تیرھواں حصہ ہنوز مفقود ہے جسکے نصف حصہ کا تعلق کتاب چہارم سے ہے۔ ۱۸۲۰ء کی اشاعت اولیں بعد سے کئی ممتاز المانی علما کی مستقل جفاکشی نے عبارت کو صاف کرنے میں بہت کام کیا۔ اور سٹوڈمنڈ (Stude mund) نے ۱۸۷۴ء میں ویرونا (Verona) میں جو نسخہ دستیاب ہوا تھا اسکی نقل بجنسہ شائع کی۔

## گیس GAIUS کا زمانہ

گیس (Gaius) کی ولادت اور وفات کی صحیح تاریخ نامعلوم ہے۔ وہ خود ذکر کرتا ہے کہ وہ ہیڈرین (Hadrian) (۱۱۷ء تا ۱۳۸ء) کے زمانہ میں موجود تھا۔ اور بلحاظ اس امر کے کہ تجاویز سینات پر[1] جو کموڈس (Commodus) کے زمانہ میں

[1] سینات (Orphitianum آرفی ٹیانم)۔

جاری ہوئی تھیں اس نے ایک کتاب لکھی تھی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اس شہنشاہ کے زمانہ تک وہ زندہ رہا۔ اندرونی شہادت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا ایک جزو اینٹونائنس پیس (Antoninus Pius) (۱۳۸ء تا ۱۶۱ء) کے اور دوسرا جزو مارکس اریلیس (Marcus Aurelius) (۱۶۱ء تا ۱۸۰ء) کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔

## گیس (Gaius) کی زندگی اور اسکی تصانیف[1]

اسکے ذاتی معاملات کے متعلق بہ مشکل کوئی مواد موجود ہے۔ اور اسکے اسم العایلہ (کاگنومن Cognomen) اور اسم القبیلہ (نومن Nomen) دونوں کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ گیس (Gaius) فقط ایک اسم شخص (پرائی نومن Preanomen) ہے۔ اس نام کا تلفظ اس طرح کیا جاتا تھا کہ گویا اس میں تین اور کبھی اس طرح کہ گویا دو جزو لفظ ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ وہ ایک فقیہ اس لفظ کے وسیع معنی میں تھا۔ یہ کہ اس نے اپنی پوری زندگی قانون کے لئے وقف کر دی تھی اور اس میں بھی شک نہیں کہ سیابی نینس (Sabinians) اور پراکیولینس (Proculians) کے دو مذاہب کے منجملہ اسکا تعلق اول سے تھا۔ یہ امر نہایت ہی مشتبہ ہے کہ آیا اسکو اپنی زندگی میں اختیار رفقا ملا تھا۔ لیکن بہرحال ویلینٹائن (Valentine) کے قانون حوالۂ نظائر کے باعث اس کی تحریروں کو اس کی وفات کے کئی سال بعد بڑی عظمت حاصل ہوئی۔ انسٹی ٹیوٹس (Institutes) اور ایک دوسرے رسالہ کے علاوہ جو تجاویز سینات آرفی ٹیانم (Orphitianum) پر لکھا گیا تھا۔ گیس (Gaius) نے اور بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ مثلاً اس نے ایک رسالہ تجاویز سینات ٹرٹلیانم (Tertullianum) پر۔ دوسرا رسالہ جسکا نام ریس کوٹوڈیانائی (Res Quotadianae) تھا اور ایک تیسرا رسالہ ایڈکٹم اربیکم (Edictum Urbicum) پر لکھا۔ اسکے علاوہ اس نے کوئن ٹس میوکیس (Quintus Mucius) کی تصنیفات اور الواح اثناعشر پر شرحیں لکھیں۔

[1] پورے بیان کیلئے دیکھو روبی (Roby) کی تصنیف (انٹروڈکشن ٹو دی ڈائی جسٹ Introduction to the Digest) صفحہ ۱۷۴

# حصہ اول

## قانون جو اشخاص سے متعلق ہے

جدید قانون میں اشخاص ناکمل اہلیت کی تقسیم ہے اس میں اور رومنی قانون متعلق اشخاص میں پوری پوری مطابقت نہیں پائی جاتی ۔ اگر مطابقت ہوتی تو ایک طرف ناکمل اہلیت کے اشخاص کے حقوق کا پورا ذکر ہوتا اور دوسری طرف ان حقوق کو جو کمل اہلیت کے مدنیوں کو حاصل ہوتے ہیں کلیۃً خارج کر دیا جاتا ۔ رومنی تقسیم ان دونوں توقعات کے پورا کرنے میں قاصر ہے ۔ کیونکہ چند ایسے امور انسٹی ٹیوٹس (Institutes کے دوسرے حصوں کے لئے چھوڑ دئے گئے جو اشخاص ناکمل اہلیت سے متعلق ہیں ۔ (چنانچہ کسی غلام اور دیگر اشخاص ناکمل اہلیت کے اکتساب جائداد کا ذکر قانون متعلق بہ اشیا میں کیا گیا ہے ۔ دیکھو جسٹینین (Justinian دفتر دوم فقرہ ۹ ۔ اور گیس Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۸۶ اور مابعد) ۔ دفتر اول میں جہاں اشخاص کی ناقابلیتوں سے بحث کی گئی ہے جیسے کہ غلام کی ناقابلیتوں کا ذکر آقا کے مقابل میں اور بیٹے کا ذکر اب العائلہ (کرتا) کے مقابل میں تو مولفین انسٹی ٹیوٹس Institutes ) کے لئے یہ ناممکن تھا کہ آقا اور باپ کے حقوق متقابل کا ذکر بالکل ترک کر دیتے ۔ یعنی کمل اہلیت کے مدنیوں کے حقوق جنکا تعلق منطقی سلسلہ کے لحاظ سے قانون متعلق بہ اشیا سے ہے ۔[1] یہی دو باتیں قابل لحاظ ہیں ورنہ ہر طرح سے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے پہلے دفتر میں ایسے اشخاص کی صراحت کی گئی ہے جو بہ لحاظ قانون رواکسی نہ کسی ذاتی ناقابلیت کی وجہ سے کمل قانونی اہلیت نہیں رکھتے تھے یعنی جنکی اہلیت الاداء اور اہلیت الوجوب ناکمل ہوتی تھی جسٹینین (Justinian) کہتا ہے کہ "قانون کا جاننا بے فایدہ ہو جاتا ہے اگر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کیسے اشخاص تھے جنکے لئے یہ قانون مقرر کیا گیا"۔

---

[1] مثلاً گیس (Gaius) دفتر اول فقرہ (۵۲) اور جسٹینین (Justinian) دفتر اول ۸ - ۱

اور جب اشخاص ناکمل اہلیت کی فہرست پوری ہو جائے تو صرف مکمل اہلیت کے مدنی رہ جاتے ہیں۔ جن کے غیر محدود حقوق کا ذکر قانون متعلق بہ اشیا میں ملیگا[1]۔
روما میں ہر شخص کی قانونی اہلیت ذیل کے چار سوالات سے معلوم ہو سکتی تھی۔

(۱) آیا حر ہے یا غلام۔
(۲) آیا شخص مدنی ہے یا غیر مدنی۔
(۳) آیا وہ خود مختار ہے یا غیر مختار۔
(۴) باوصف اسکے کہ شرائط معدود پوری ہوتی ہوں آیا وہ زیر ولایت ہے کہ نہیں۔

صرف وہی شخص مکمل حیثیت قانونی رکھتا تھا جو حر۔ مدنی۔ اور خود مختار ہوتا اور کسی کی ولایت میں نہ ہوتا۔ جدید مصنفین قانون روما اول الذکر تین سوالات پر بحث ذیل کے تین عنوان کے تحت کرتے ہیں:۔ حریت۔ مدنیت اور عایلہ۔

## دفعہ ۱ حریت

اس عنوان کے تحت امور ذیل قابل غور ہیں:۔

ذیلی دفعہ ۱۔ غلامی کے اسباب۔
ذیلی دفعہ ۲۔ غلام کی حیثیت قانونی۔
ذیلی دفعہ ۳۔ وہ طریقے جن سے غلام کا عتق ممکن تھا۔

## ذیلی دفعہ ۱ غلامی کے اسباب

الف۔ ولادت یعنی اگر غلام پیدا ہو۔
ب۔ واقعہ مابعد یعنی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جسکی وجہ سے وہ شخص غلام قرار دیا جائے۔

**الف۔ ولادت** | قانون ملک کے بموجب بچہ کی حالت کا انحصار کلیۃً ماں کی حالت پر تھا[2]

---

[1] بعض اوقات قانون متعلق بہ اشخاص کا ذکر (خاصکر ساوینی Savigny کے مقلدین) اسطرح کیا جاتا ہے کہ وہ قانون متعلق بہ عایلہ ہے مگر اس پر کئی اعتراضات ہو سکتے ہیں چنانچہ یہ بات معقولیت سے خالی ہے کہ عایلہ کا بیان کرتے ہوئے یہ ذکر کیا جائے کہ مدنیت کسطرح حاصل ہو سکتی ہے۔

[2] تا وقتیکہ تزویج بمنزلۂ تزویج صحیح کے نہ ہو۔ دیکھو بیان مابعد۔

پس اگر بوقت ولادت ماں جاریہ تھی تو بچہ غلام ہوتا تھا۔ وقت ولادت کو اس قدر اہمیت دیجاتی تھی کہ ماں کا بوقت استقرار حمل یا استقرار حمل اور ولادت کے درمیان کسی وقت بھی حرہ ہونا کوئی فرق نہیں پیدا کرتا تھا۔ چند ہی دنوں میں اس قانون کی یہ سختی باقی نہیں رہی۔ اور جسٹینین (Justinian) کا زمانہ آنے تک یہ بات تسلیم کرلی گئی تھی کہ اگر ماں استقرار حمل کے وقت سے لیکر ولادت تک کسی وقت بھی حرہ ہوتی تو مولود حر ہوگا۔

"اس بچہ کو جو ابھی رحم میں ہے (یعنی جنین) اسکی ماں کی بدقسمتی سے نقصان نہیں پہنچنا چاہئے" اصل قانون کی سختی دفع ہونے سے پہلے ازروئے اسٹاٹیوٹ کلاڈیانم (Senatus Consulta Claudianum) ذیل کی اشکال کو قانون متذکرۂ صدر سے مستثنیٰ کردیا تھا۔

۱۔ اگر کوئی حر کسی جاریہ کو حرہ سمجھے اور اس سے اسکو اولاد ہو تو ایسا مولود حر متصور ہوتا تھا۔ ویسپےسین (Vespasian) نے اس قاعدہ کو منسوخ کردیا۔

۲۔ اگر کوئی حرہ کسی غلام سے اس کے آقا کی مرضی سے مباشرت کرے تو اس کے بچے غلام ہوتے۔ اس قانون کو ہیڈرین (Hadrian) نے منسوخ کردیا۔

۳۔ اگر کوئی حرہ کسی غیر شخص کے غلام سے مباشرت کرے اور اگر اس غلام کا آقا اس پر اعتراض کرے اور مجسٹریٹ کے آگے تین بار اس عورت کی بدچلنی کی شکایت کرے تو وہ عورت اور جو بچے اس کے پیدا ہوں وہ سب آقائے غلام کی ملک قرار دئے جاتے اور اس عورت کی کل جائداد بھی اس آقا کو ملجاتی تھی۔ جسٹینین (Justinian) کے وقت تک اسکی تنسیخ نہیں ہوئی۔

| ب۔ واقعہ مابعد یعنی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جسکی وجہ سے وہ شخص غلام قرار دیا جائے | حر ذیل کی صورتوں میں غلام بن سکتا تھا:۔ جسٹینین کے زمانہ میں:۔ |
| --- | --- |

(۱) جنگ میں اسیر ہونے سے۔ یہ اصول مبنی تھا قانون ممالک پر نہ قانون ملک پر۔

(۲) سازشی فروخت سے۔ یعنی جیسے کہ کوئی شخص قیمت میں حصہ لینے کی غرض سے اپنے کو غلام کی طرح فروخت کرادے اور بعد میں مشتری پر اپنی اصلی حیثیت قانونی ظاہر کرکے آزاد ہوجائے لیکن ابتدا ہی سے

پریٹر نے ایسے اشخاص کو اعلان حریت (یعنی Proclamatio Libertatem) دینے سے انکار کرنا شروع کیا (بشرطیکہ اس کی عمر سن تمیز کی یعنی بیس سال سے زاید ہو) اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ غلام ہی رہتا تھا۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ سینات کی تجویز مابعد نے پریٹر کے اس قاعدہ کی توثیق کردی۔

(۳) وہ اشخاص جنکو سوت یا معاون میں مشقت کرنے یا شمشیر زنوں یا جنگلی جانوروں سے لڑنے کی سزا دیجاتی تعزیری غلام (Servi Poenae) کہلاتے تھے۔

اور (۴) اگر کوئی عتیق اپنے آقائے سابق کے ساتھ سخت احسان فراموشی کا مرتکب ہوتا تو وہ پھر غلام بنا دیا جاسکتا تھا (ریووکاٹس ان سرویٹوٹم Revocatus in Servitutem) رجعت بہ عبدیت یعنی پھر غلام ہو جانا۔

قدیم قانون کی رو سے رعایا سے جو مردم شماری یا فوجی خدمت سے گریز کرتے وہ بہ عبور دریائے تائیبر غلام کی طرح بیچ دئے جاتے تھے اور وہ مدیون جنکی ذات پہ جائداد کے نہ ہونے کی وجہ سے ڈگری کی تعمیل کرائی جاتی تھی (مینیانس انجکٹیو Manusinjectio = گرفتاری بہ عدم ادائی قرضہ) جب بالآخر دائن اسکو بیچتا تو وہ غلام بن جاتا تھا۔ اس طرح سے سارق بھی غلام بنا دیا جاتا تھا جو بوقت سرقہ گرفتار کر لیا گیا ہو[1]۔ (سارق ظاہر شدہ Furmanifestum)۔ اسٹاٹیوٹ کلاڈیانم کی رو سے حسب بیان مندرجہ فقرہ الف (۳) حرہ بھی جاریہ بنا دی جاتی تھی۔

## ذیلی دفعہ ۲ غلام کی حیثیت قانونی

ازروئے قانون ملک غلام شئے متصور ہوتا تھا نہ کہ شخص۔ کسی دوسری شئے کی طرح غلام ایک یا ایک سے زیادہ آقا کی ملک ہوسکتا تھا یا یہ کہ ایک آقا کو کسی غلام کی بابتہ حق حین حیات (حق منفعت) ہوتا تھا اور اس پر کسی دوسرے آقا کا حق معطل (ملکیت یعنی Dominium) باقی رہتا تھا۔

---

[1] دیکھو گیئس (Gaius) کتاب سوم فقرہ ۱۸۹

شے ہونیکے لحاظ سے غلام کو کسی قسم کا حق نہ تھا۔ اس کے ساتھ مالک جو سلوک چاہتا کرسکتا تھا۔ چاہے مار ڈالے یا جس قسم سے چاہے ایذا پہنچائے۔ وہ نہ کسی قسم کی جائداد رکھ سکتا تھا اور نہ قانوناً اس پر وجوبات عاید ہو سکتے تھے اور نہ وہ دوسروں پر وجوبات عاید کرسکتا تھا۔ مگر ذیل کے اصول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانون ملک کی رو سے بھی غلام کی حالت بالکل جانوروں کی سی نہیں تھی۔

(۱) آقا غلام پر اختیار آقا (پوٹسٹاس Potestas) استعمال کرتا تھا اور پوٹسٹاس ایسی اصطلاح ہے جو صرف انسانوں کے متعلق استعمال کیجاتی تھی۔ کیونکہ اشیا کیلئے ملکیت (Dominium) کی اصطلاح استعمال کیجاتی تھی۔

(۲) غلام مناسب طریقوں سے آزادی حاصل کرسکتا تھا۔

(۳) غلام اپنے آقا کے کارندہ کی حیثیت سے کاروبار انجام دے سکتا تھا یعنی یہ کہ ان جدید معنوں میں نہیں کہ وہ اپنے آقا پر ذمہ داری عاید کرے بلکہ اسی طرح آقا اپنے غلام کے ذریعہ سے حقوق مالکانہ حاصل کر کے فایدہ اوٹھا سکتا تھا یا اپنے غلام کے معاہدوں سے جو نفع حاصل ہو وہ اسکو آپ لے سکتا تھا۔ "ہم اپنے غلاموں کے ذریعہ سے اپنی حالت بہتر کرسکتے ہیں مگر ابتر نہیں کرسکتے"۔ رفتہ رفتہ اس نظریہ کی سختی بہت کچھ رفع کی گئی۔

اگرچہ ابتداً آقا کو اپنے غلام کے جسم و جان پر حقوق مطلق (اختیار حیات و ممات) حاصل تھے۔ مگر یہ فرض کرنا ممکن ہے کہ روما کے ابتدائی زمانہ میں ان حقوق کا یا ان چھوٹے حقوق کا جو ان میں مضمر تھے جائز یا ناجائز استعمال عام طور پر ہوتا تھا۔ غلام قلیل التعداد تھے۔ وہ غلام اس لفظ کے جدید مفہوم میں نہ تھے بلکہ انکی حیثیت زیادہ تر وہی تھی جو ہمارے خانگی ملازم اور کھیت کے مزدوروں کی ہے۔ اور غالباً انکے آقا انکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ لیکن جب روما کی عالمگیر قوت کو روز افزوں ترقی ہونے لگی تو غلامی کا تصور بدل گیا۔ جمہوریت کے دور آخر اور عہد شہنشاہیت میں غلاموں کی تعداد بے انتہا بڑھ گئی تھی جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ میں بہت سے

---

۵۱ "چاہے غلاموں کی معاشری حالت میں کتناہی بڑا فرق کیوں نہ ہو اور اس زمانہ میں تھا بھی زیادہ۔ مثلاً مقرب یا منظور نظر خانگی غلام اور تعزیری غلام میں۔ تاہم قانون کی نظر میں سب ایک تھے اور ان میں استعداد صرف آزاد ہونیکی ہوتی تھی۔"

قیدی ہاتھ آئے تھے اور ہوریس (Horace) کے زمانہ میں کسی معمولی رعیت کی ملک میں دوسو غلام کا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ آقا اور ملازم کا تصور باقی نہ رہا۔ اور دولتمندی اور سامان عیش وعشرت کی فراوانی کے ساتھ بدکاری اور بے رحمی لازمی طور سے پیدا ہوگئی اور اس طرح آقا اپنے سخت حقوق سے ناجائز فائدہ اُٹھانے لگے۔ دور شہنشاہیت میں غلاموں کی حمایت کے لئے قانون وضع کرنیکی سخت ضرورت درپیش ہوئی۔ از روئے قانون پٹرونیا (Petronia) جو ۶۱ء سے کچھ پہلے نافذ ہوا غلاموں کو کسی مجسٹریٹ کا حکم لئے بغیر جانوروں کے حوالے کرنے سے آقا (موالی) کو ممانعت کردی گئی کلاڈیس (Claudius) کے ایک اعلان کی رو سے ان غلاموں کو آزادی ملجاتی تھی جن کو پیرو ناکارہ ہونے کے باعث انکے آقا چھوڑ دیتے تھے۔ سزائے موت کے لئے ہر صورت میں ہیڈرین (Hadrian) نے مجسٹریٹ کی منظوری لازمی کردی۔ اینٹونائینس پیس (Antoninus Pius) نے آقا کو جس پر سخت بدسلوکی کا الزام عاید ہوتا اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے غلاموں کو کسی رحمدل شخص کے ہاتھ بیچ دیں۔ اور اسی شہنشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ قانون کارنیلیا ڈی سکاریس (Cornelia de Sicarüs) مصدرہ ۸۱ء ق۔م کے احکام کو جنکی رو سے کسی غیر شخص کے غلام کو مار ڈالنا قتل انسان مستلزم سزا تھا ایسی حالت کے متعلق بھی وسعت دیجائے جب کہ کسی شخص نے بلاوجہ اپنے ہی غلام کو مار ڈالا ہو۔ "اس شخص کو جس نے اپنے غلام کو مار ڈالا ہو اس شخص سے کم سزا نہ دینی چاہئے جس نے غیر شخص کے غلام کو بلاوجہ مار ڈالا ہو"

اگرچہ غلام کو یہ حق حاصل ہوگیا تھا کہ نہ تو وہ مار ڈالا جائے اور نہ اس کے ساتھ سخت بدسلوکی کیجائے تاہم وہ بذات خود کبھی بھی ان حقوق یا دوسرے حقوق کا دعوے نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ گو بالکل ابتدائی زمانہ سے یہ بات مسلمہ تھی کہ غلام کچھ اثاثہ پکولیم (Peculium) بہ صورت لباس وفرنیچر رکھ سکتا تھا اور اس سے بالذات متمتع ہوسکتا تھا تاہم یہ تمتع فقط واقعاتی تھا نہ کہ قانونی جسکا سبب یہ تھا کہ جس طرح غلام قانوناً آقا کی ملک تھا اسی طرح اسکا اثاثہ بھی آقا کا مال تھا۔ جس پر وہ کسی وقت بھی قبضہ کرسکتا تھا۔ دور شہنشاہیت میں غلام کے اثاثہ کے مفہوم میں اسکی کمائی اور جو انعام اس کو ملے ہوں وہ سب داخل تھے۔ اس طرح غلام بڑی بڑی رقوم پیدا کرسکتا تھا اور وہ تمام قانوناً آقا کی ملک تھیں۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ عام طور پر آقا اپنے اس طرح سے قبضہ کرنے کے حق کو بہ کثرت استعمال نہیں کرتے تھے۔

اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ غلام اپنے اس اثاثہ سے آزادی خرید کیا کرتے تھے۔ آزاد ہو جانے پر غلام اپنا اثاثہ آپ لے لیتا تھا تا وقتیکہ اسکے خلاف کوئی صریح قرارداد نہ ہو۔ جو کچھ غلام کماتا تھا وہ اپنے آقا کے واسطے کماتا تھا۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کو ایک طرح کا اخلاقی حق اپنے اثاثہ پر ہوتا تھا۔ پس مثلاً اگر بعد فروخت کوئی گھوڑا یا زمین زید کے غلام کو قانوناً منتقل ہوجائے تو اس بائع زید کو فوراً حق ملکیت حاصل ہوجاتا ہے۔[1] اسی طرح جو کچھ تمھارا غلام کماتا ہے وہ تمھارے لئے کماتا ہے اور وہ تمھارا ہوجاتا ہے گو تمھیں اس کا علم نہ ہو اور وہ تمھاری مرضی کے خلاف کیوں نہ ہو" اور اس اصول کا اطلاق ان اشیا پر ہوتا تھا جنکی ملکیت منتقل کیجاتی تھی جیسا کہ بذریعۂ بیع بلکہ اسکا اطلاق اس وقت بھی ہوتا تھا جبکہ اشیا محض اسکے قبضہ میں ہوتی تھیں۔ اگر اسکا ایسا قبضہ ازروئے قواعد قدامت قبضہ (یوزوکیپیو Usucapio ) بمنزلۂ ملکیت ہوجائے تو ایسے قبضۂ محض کا فائدہ آقا کو ملتا تھا۔

اس صورت میں جب کہ غلام ایک آقا کو استحقاق ملکیت ازروئے قانون ہو اور دوسرے کو بربنائے قواعد نصفت تو فائدہ صرف آخر الذکر کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی آقا کو اپنے غلام پر فقط حق منفعت یا حق حین حیات (یوزو فرکٹ Usufruct ) حاصل ہو تو اس صورت میں غلام جو کچھ اپنے آقا کی اشیا یا اپنی ذاتی محنت سے کماتا ہے وہ آقا کی ملک ہوجاتی ہے۔[2] مثلاً اگر زید کو کسی غلام پر حق منفعت یا حق حین حیات اور بکر کو حق ملکیت یا حق عود حاصل ہو اور عمرو اس غلام کو کوئی شے ہبہ بالوصیت کرے تو شے موہوبہ بکر کو ملتی نہ کہ زید کو کیونکہ غلام کو یہ ہبہ بالوصیت کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں ہوا جو زید کی ملک تھی اور نہ خود غلام کی ذاتی محنت سے۔

غلام چونکہ انسان ہے وہ عملاً اپنے آقا یا کسی تیسرے شخص کے ساتھ اقرار کرسکتا ہے مگر کسی صورت میں بھی یہ اقرار (اسکے پورے معنوں میں) بمنزلۂ معاہدہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کی بنا پر نہ غلام دعوے کرسکتا اور نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا تھا مگر:۔

[1] دیکھو بیان مابعد۔

[2] غلامان نیک نیت (بونا فائیڈی سرونس Bonafide Serviens ) اور ایسے غلام غیر میں جسکی بابت بھی اسکے آقا کا خیال تھا کہ وہ اسی کی ملک ہے اس قاعدہ کا استعمال ہوتا تھا۔

(۱) جب ایسا اقرار وہ کسی تیسرے شخص کے ساتھ کرے تو آخر الذکر پر قانونی وجوب عاید ہوتا ہے جسکی تعمیل غلام کا آقا کرا سکتا اور اس طرح اس اقرار سے استفادہ حاصل کر سکتا تھا۔
(۲) چند صورتوں میں آقا پر ایسے معاہدہ کی ذمہ داری عاید ہوسکتی ہے یعنی بذریعہ نالش بربنائے معاہدہ نائب[1] (ایڈجکٹیٹائی کوالی ٹیاٹس Adjectitiae qualitatis) اور
(۳) بہرحال غلام کے معاہدہ سے اخلاقی وجوہات پیدا ہوتے تھے جو انگلستان کے معاہدات نامکمل وجوبات کی طرح گو قانوناً واجب التعمیل نہیں تھے تاہم قانونی نتیجہ سے خالی نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً فرض کرو کہ آقا نے اپنے غلام سے معاہدہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر یہ وجوب عاید ہوا کہ اپنے غلام کو کوئی دین ادا کرے۔ ایسی ادائی کی ذمہ داری اخلاقی ہے، اور اس لئے دعوے نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر آقا غلام کو آزاد کردیتا اور اسکے بعد قرض ادا کرتا اور اس ادائی کے بعد چھپا کر رقم واپس لینے کی کوشش کرتا تو یہ اخلاقی ذمہ داری اس کو ناکام کرنیکے لئے کافی تھی۔ اور اگر اس دین کے متعلق کوئی تیسرا شخص معاہدہ کرتا اور رقم بھی ادا کرتا تب بھی نتیجہ یہی ہوتا۔
مضرت یا جنایات (ڈی لکٹس Delicts) کے متعلق کسی غلام کو اس کے آقا یا تیسرے شخص سے مضرت پہنچ سکتی تھی۔ اگر مالک سے پہنچی ہو تو اسکو کوئی چارہ کار قانونی حاصل نہیں تھا۔ گو یہ اور بات تھی کہ بربنائے وضع قانون متذکرۂ صدر سرکار مداخلت کرے اور اور اسکی طرف سے آقا کو سزا دے۔ اگر کسی تیسرے شخص کا فعل ہو تو غلام بذات خود کوئی چارہ جوئی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مضرت کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اسکے مالک کو پہنچائی گئی تھی۔ چنانچہ اگر اسکا نتیجہ یہ ہو کہ کوئی واقعی نقصان غلام کو پہنچے تو قانون (ایکویلیا Aquilia) کے تحت آقا دعویٰ کر سکتا تھا[2]۔ اس کے برعکس اس فعل کی اصلی غرض آقا کی توہین ہوتی تو وہ از روئے نالش ازالہ حیثیت عرفی (ایکٹیو انجوریارم Actio injuriarum) لا سکتا تھا۔ یہ امر کہ مضرت کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ کلیۃً آقا کو پہنچتا تھا اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ جب غلام کو جو دو یا دو سے زاید آقا کی مشترکہ ملک ہو مضرت پہنچتی تو ہرجہ کا اندازہ ان حصوں کی شرح سے نہیں کیا جاتا تھا جو انھیں اس غلام میں حاصل ہوتے تھے۔ بلکہ انکی ذاتی وقعت و عزت

---

[1] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۹۵۔
[2] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۳۱۔

کے لحاظ سے (آقا کی حیثیتوں کے لحاظ سے کیونکہ مضرت خود انکو پہنچتی ہے) اور اگر غلام عمداً مار ڈالا جاتا تو ملزم کے خلاف آقا از روئے قانون (کارنیلیا ڈی سکاریس Cornelia de Sicariis) استغاثہ پیش کرسکتا تھا۔ اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اس قسم کا مقدمہ از روئے فرمان انیٹونائینس خود آقا کے خلاف بھی دائر کیا جاسکتا تھا یعنی جب کہ خود اس نے قتل کیا ہو۔

اگر غلام اپنے آقا کو نقصان پہنچاتا تو اس سے کوئی قانونی وجوب پیدا نہیں ہوتا تھا اگرچہ آقا کو اپنے ہاتھ میں لے کر آپ ہی حاکم اور آپ ہی جلاد بن سکتا تھا۔ گو کہ ایسا اختیار ان قوانین سے محدود تھا جو غلام کی حمایت میں وضع کئے گئے تھے۔ اگر غلام کسی تیسرے شخص کو مضرت پہنچاتا تو ابتدا میں آقا اس بات پر مجبور تھا کہ غلام کو ضرر رسیدہ شخص کے حوالے کردے تاکہ وہ اس سے انتقام لے۔ مگر بعد میں اس کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو غلام کو حوالہ کرنیکے عوض معاوضہ ادا کرے۔

## ذیلی دفعہ ۳ غلام کے آزاد ہونیکا طریقہ

ذیل کے کسی ایک طریقہ سے بھی غلام آزاد ہوسکتا تھا:۔

۱۔ بربنائے مسئلہ واپسی بہ وطن (پاسٹی لیمینیم Postliminium)

اگر کوئی رومنی مدنی جنگ میں غنیم کے ہاتھ گرفتار ہوجاتا تو وہ غلام بنجاتا تھا۔ اور اسکے تمام حقوق قانونی زائل ہوجاتے تھے۔ اگر کسی طرح وہ غنیم کے پاس سے فرار ہوکر روما واپس پہنچ جاتا تو وہ پھر نہ صرف حر ہوتا بلکہ پاسٹی لیمینیم کے امر مفروضہ امکانی کی بنا پر اس کی آزادی تاریخ گرفتاری سے متصور ہوتی تھی۔ اس طرح کہ چند قیود کے ساتھ اس کو اسکی قدیم حیثیت اور حقوق قانونی دوبارہ ملجاتے تھے گویا کہ وہ کبھی روما کے باہر گیا ہی نہ تھا۔

۲۔ بربنائے قانون موضوعہ یعنی بربنائے اعلان کلاڈیانم

۳۔ عتاق۔ (مینیومشن Manumission) یعنی آقا کا غلام کو آزاد کرنا۔ یہ طریقہ آزادی عام ترین ہونیکے علاوہ اہم ترین بھی تھا۔ ابتدا میں آزادی کا فقط ایک طریقہ فرضی دعوے تھا (ان جیور سیشیو [illegible] Injure Cessio) جس کو عتاق بالعصا (مینیومسیو وِنڈکٹا Manumissio Vindicta) کہتے تھے۔ ازمنہ ابتدائی میں

کوئی بات اتنی ناپسندیدہ نہیں سمجھی جاتی تھی جتنی کہ تبدیلی حیثیت قانونی تھی۔ اور یہ امر قریب قریب یقینی ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہوگا جب کہ جو شخص غلام پیدا ہوا ہو وہ ضرورتاً تادم مرگ اسی حالت میں رہا ہو۔ اور یہ تصور بھی ناممکن تھا کہ کوئی غلام کبھی آزاد ہوگا۔ لیکن کچھ دنوں بعد یہ تسلیم کر لیا گیا ہوگا کہ تاوقتیکہ لوگوں کو اپنی حالت کو بہتر کرنیکی اجازت استثناءً ہی سہی نہ دیجائے سوسائٹی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب یہ خیال پیدا ہوا تو ایک تدبیر اختیار کی گئی جس سے اصلاح اس طرح عمل میں آئی کہ اس سے قدامت پسند طبایع کو کسی قسم کا اختلاف نہ رہا یعنی طرز کارروائی سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ کسی قسم کا تغیر کیا گیا۔ عتاق بالعصا کی کارروائی حسب ذیل کی جاتی تھی :-

آقا اور اسکا ایک دوست جو اس کارروائی میں مدعی بنتا تھا اور جسکو مدعی آزادی (لبرٹاٹس Libertatis) کہتے تھے اور غلام یہ تینوں اشخاص پریٹر کے اجلاس پر حاضر ہوتے اور مدعی آزادی ایک عصا (ونڈکٹا Vindicta) جو اس نالش کی وجہ تسمیہ بن گیا) اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے دعوے پیش کرتا نہ اس امر کا کہ اس غلام کو آزاد کر دینا چاہئے بلکہ یہ کہ وہ آزاد ہے اور ہمیشہ سے آزاد رہا ہے ("یہ شخص ازروئے قانون ملک ہمیشہ سے آزاد رہا ہے") اسکے بعد وہ شخص غلام کے جسم کو عصا سے چھوتا۔ آقا اسکے خلاف کوئی عذرداری پیش نہ کرتا۔ بلکہ اغلب یہ ہے کہ غلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھر اسی وقت چھوڑ دیتا تھا۔ (میانیومیٹیرے Manumittere : دست برداری) اور اس طرح اسکی حریت تسلیم کر لیتا۔ اسکے بعد پریٹر اپنا فیصلہ سناتا تھا۔ "چونکہ آقا کوئی جواب دعوے پیش نہیں کرتا ہے لہذا یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ شخص ازروئے قانون ملک ہمیشہ سے آزاد تھا"[1] کچھ دنوں بعد ان کارروائیوں میں آسانی پیدا کر دی گئی۔ اول تو یہ کہ مدعی آزادی جو کام کرتا تھا اسکو پریٹر کے نقیب (لکٹر Lictor) انجام دینے لگے۔ اور آقا کا جو تھوڑا سا حصہ اس لغو اور مضحکہ خیز کارروائی میں تھا وہ بھی موقوف ہوگیا۔ اور بالآخر نقیب کے حاضر رہنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اور اغلب یہ ہے کہ عہد جسٹینین سے پہلے ہی یہ ہوگیا تھا کہ اگر آقا بلا ضابطہ ہی سہی اور عدالت کے باہر بھی کسی مجسٹریٹ کے آگے اپنا ارادہ ظاہر کرتا (کہ غلام آزاد ہونا چاہئے) تو ایسی آزادی جائز مانی جاتی تھی۔ "عموماً آقا اپنے غلاموں کو کسی وقت بھی یعنی جب حاکم عدالت فقط پاس سے گزرا ہو مثلاً جبکہ پریٹر

---

[1] یہ بیان متذکرہ صدر بہت کچھ قیاسی ہے۔ دیکھو روبی (Roby) کتاب اول صفحہ ۲۶ نوٹ

یا نائب قنصل یا کوئی صوبہ دار حمام یا ناچ گھر جا رہا ہو" آزاد کرتے تھے۔
لیکن اگرچہ عتاق بالعصا قدیم ترین طریقہ تھا تاہم کچھ ہی دن بعد ہمیں آزادی کے دو اور موثر طریقے نظر آتے ہیں یعنی عتق بنائے مردم شماری (میانو میسیو سنسو Manumissio Censu) اور عتق تدبیری (ٹسٹامنٹو Testamento) ان دو طریقوں کے ساتھ عتق بالعصا کو ملا کر اس مجموعہ کو بعض اوقات عتق ہائے جائز (میانو میسیانس لیجیٹائی Manumissiones Legitimae) کہتے تھے۔
عتق بر بنائے مردم شماری کا حصر اس شکل کی طرح جو اس سے بھی قدیم تھی ایک امر مفروضہ امکانی پر تھا۔ آقا کی رضامندی سے غلام کا نام آزاد مدنیوں کی فہرست میں لکھا جاتا تھا۔ نہ اس فرض کی بنا پر کہ وہ آزاد کیا جا رہا ہے بلکہ گویا اس طرح کہ وہ آزاد ہے۔ شہنشاہیت کے دور میں جب مردم شماری کا عملدرآمد باقی نہ رہا تو یہ طریقہ آزادی بھی متروک ہو گیا۔
اس صورت کو عتق تدبیری کہتے تھے جب کہ آزادی آقا کی آخر وصیت کی بنا پر دیجاتی تھی۔ آقا اپنے غلام کو آزادی بلا واسطہ دے سکتا تھا۔ (جس صورت میں کہ غلام کو عتیق متوفیٰ (لبرٹاٹس آرکینس Libertatis orcinus) کہتے تھے کیونکہ آزاد کنندہ فوت ہو چکا ہوتا یا اپنے وارث یا موہوب لہ کو اس امر کی ہدایت[۱] دیکر بالواسطہ آزاد کرتا تھا۔ اس صورت میں غلام کو عتیق متوفی کہنے کے بجائے عتیق وارث یا موہوب لہ (جیسی کی صورت ہو) کہتے تھے۔
قانون ملک کے بموجب بھی تین جائز طریقے تھے جن سے غلام آزاد ہو کر مدنی بن سکتا تھا۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی لازم تھا کہ آقا آزاد کنندہ کو غلام پر پوری پوری ملکیت بلحاظ قانون ملک حاصل ہو[۲]۔
بہر حال جمہوریت کے اختتام سے پہلے عتق کی مختلف شکلیں رواج پا چکی تھیں جن میں ضابطہ کی پابندی کی اس قدر ضرورت نہیں تھی اور جو خانگی طور پر بھی انجام پا سکتی تھیں۔ انکا نام

---

[۱] اگر وہ آزاد کرنے سے انکار کرتے تو پریٹر انھیں مجبور کرتا۔
[۲] اگر غلام متعدد آقاؤں کی ملک ہوتا اور اسکو فقط ایک آقا دوسرے آقا کی رضامندی لئے بغیر آزاد کرتا تو وہ غلام بدستور غلام رہتا اور آقا آزاد کنندہ کا حصہ دوسرے آقاؤں کو منتقل ہو جاتا تھا۔ جسٹینین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ جو آقا راضی نہ ہوں انھیں مجبور کیا جائے کہ اپنے اپنے حصہ کی قیمت لیکر اس غلام کو آزاد کر دیں۔

عتق بلا ضابطہ (میانومیسیانس مائنس سالیمنس Manumissiones Minus Solemnes
رکھا گیا تھا۔ اس طرح کہ آقا اپنے احباب کے مواجہہ میں اپنے غلام کی آزادی کا اعلان کرکے
(انٹر ایمیکاس Inter amicas = دوستوں کے روبرو) یا اسکو دعوت دیکر یا خط کے ذریعہ
سے آزاد کرسکتا تھا۔ لیکن جو غلام اس طرح آزاد ہوتے تھے (ان غلاموں کے مانند جن کی
آزادی تو باضابطہ ہوتی تھی مگر جن آقاؤں کی حیثیت ایسی ہوتی تھی جیسی کہ مالک از روئے
ایکوسٹی کی ہوا کرتی تھی) قانوناً ہنوز غلام غلام ہی رہتے تھے لیکن وہ اشخاص بہ حالت "آزادی"
(ان لبرٹاٹی In Libertati) کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اس لئے کہ پریٹر ایسے
آقا کو مدد دینے سے انکار کردیتا تھا جو اپنے غلام کو ایک بار اس طرح آزاد کرچکنے کے بعد
پھر اس سے انحراف کرنا چاہتے تھے۔

عتق کے متعلق سن عیسویہ کے آغاز میں تین اہم احکام جاری ہوئے تھے۔ یعنی

(۱) قانون ایلیا سینٹیا Aelia sentia مصدرہ سنہ ۴ء

(۲) قانون فوفیا کیانینا Fufia canina مصدرہ سنہ ۸ء

(۳) قانون جونیا نربانا Junia narbana مصدرہ سنہ ۱۹ء

پہلے دو احکام ایسے تھے کہ ان سے ترقی ہونیکے برخلاف غلاموں کی حالت میں اور ابتری
پیدا ہوتی تھی کیونکہ غلاموں کے آزاد کئے جانے کے متعلق سہولتیں پیدا کرنیکے عوض ان پر قیود
لگا دی گئیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ قوانین زیر بحث کے وضع کرنیکے تین بڑے اسباب یہ تھے :۔

الف۔ دائنین کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے یہ لازمی تھا کہ آقا کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ
وہ دائنین کو فریب دینے کی غرض سے اپنی قیمتی جائداد یعنی غلاموں کو آزاد کردے۔

ب۔ عتق تدبیری کی صورت میں ورثا کے حقوق کی نگہداشت لازمی تھی اور ریاست کی
مصلحت بھی یہی تھی کہ غلام بہ کثرت آزاد نہ کئے جائیں کیونکہ ایسے لوگ اکثر ایک مخدوش گروہ کی
صورت اختیار کررہے تھے۔ قوانین متذکرۂ صدر کے منجملہ پہلے قانون ایلیا سینٹیا کے احکامات
حسب ذیل تھے :۔

(۱) دائنین کو فریب دینے کی غرض سے اگر غلاموں کو آزادی دیجاتی تو ایسی آزادی
کالعدم متصور ہوتی تھی اور عتق اس وقت فریب دہ متصور ہوتا تھا جب کہ آقا بوقت عتاق نادار ہو
یا بوجہ عتاق نادار ہوجائے۔

مگر الف۔ یہ بھی ثابت کرنا لازمی تھا کہ آقا کی نیت فریب دینے کی تھی۔
ب۔ باوجود ان احکامات کے وہ موصی جو دوالیہ ہو اگر چاہے تو اپنے غلام کو
بذریعہ وصیت وارث بناکر آزادی دے سکتا تھا تاکہ دائنین ورثا کو غلام کے
نام سے بیچ دیں اس طرح کہ متوفی کو کوئی ذلت نہ پہنچے" (دیکھو جسٹینین کتاب اول ۶-۱
(۲) اگر غلام کی عمر تیس سال سے کم ہو تو وہ صرف بہ طریقہ وِنڈکٹا آزاد ہونے کی
صورت میں مدنی بن سکتا تھا اور یہ بھی اس وقت جب کہ اس کی آزادی کیلئے معقول
قانونی وجہ ہو۔ (مثلاً کسی جاریہ سے بیاہ کرنا چاہتا ہے) اور یہ قانونی وجہ کونسل کے
روبرو پیش کی گئی ہو۔ روما میں کونسل میں پانچ (ایکوٹیاس Equites) اور پانچ
اراکین سینیٹ اور مفصلات میں بیس (ریکوپریٹرس (Recuperatores) پر مشتمل تھی۔
تیس سال سے کم عمر کے غلام کو اگر کسی اور طرح آزادی دیجاتی تو اسکی حیثیت اس شخص کی سی
ہوتی جو (ان لبرٹاٹی In Libertate) یعنی بہ حالت آزادی ہوتا تھا لیکن قانون ایلیا سنٹیا
کسی طرح سے اس حکم کی تردید نہیں کرتا جس کی رو سے ایک نادار آقا اپنے غلام کو
بذریعہ وصیت وارث بناکر آزادی دے سکتا تھا۔
(۳) اگر آقا کی عمر بیس سال سے کم ہو تو وہ بھی اپنے غلاموں کو صرف متذکرۂ صدر
طریقہ سے آزاد کرسکتا تھا یعنی بہ طریقۂ عتق بالعصا بعد اظہار وجہ معقول بہ اجلاس کونسل۔
(وجوہ معقول = کازا پروباٹو (Causae probatio) ایسا آقا کسی اور طریقہ سے آزادی
دیتا تو وہ کالعدم متصور ہوتی تھی۔
(۴) ان غلاموں کو جنھیں آزاد ہونے سے پہلے ذلیل ترین سزائیں دی گئی تھیں
(مثلاً جن کے جسم پہ داغ دئے گئے تھے یا جو اکھاڑے میں وحشی جانوروں سے لڑنے پر
مجبور کئے گئے تھے) آزادی حاصل ہونے پر ایک خاص حیثیت قانونی دی جاتی تھی یعنی
ایسے دشمن کی سی جس نے بہ صوابدید اپنے آپ کو حوالہ کردیا ہو۔ (ڈیڈیٹیکی (Dediticii)
حوالگی خویش) جو شخص اپنے آپ کو اس طرح حوالہ کردیتا تھا اس کو مدنیت کا کوئی حق
حاصل نہیں ہوتا تھا اگرچہ وہ آزاد تھا نہ غلام۔ وہ اپنی حالت کو کسی طرح بھی بہتر نہیں
کرسکتا تھا یعنی مدنی نہیں بن سکتا تھا اور اس کو شہر روما سے ایک سو میل کے اندر
رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر وہ حکم آخر الذکر کی خلاف ورزی کرتا تو وہ پھر غلام بن جاتا

اور اگر اسکے بعد وہ آزاد کیا بھی جاتا تو اسکا آزاد بننا تو درکنار۔ وہ پھر عتیق درجہ اسفل (ڈیڈیٹیکس Dediticius ) بھی نہیں بن سکتا تھا۔" ان کا درجہ آزادی کے تمام درجوں میں اسفل ہے"

(۵) اگر تیس سال سے کم عمر میں معقول وجہ (کازا پروباٹیو Causse probatio) کے ساتھ عتق بالعصا کے عوض کسی اور طریقہ سے آزاد کیا جائے تو ایسے غلام کو رومنی مدنی بنانیکے لئے ایک تدبیر نکالی گئی جسکو بعض اوقات ثبوت یا وجہ یک سالہ (اینی کیولی پروباٹیو Anniculi probatio ) بھی کہتے تھے۔ وہ تدبیر حسب ذیل تھی:۔

اگر کوئی غلام جو اس طرح ناکمل طریقہ سے آزاد کیا گیا تھا سات رومنی بالغ مدنیوں کے گواہیوں میں ایسی عورت سے بیاہ کرے جو مدنیہ ہو۔ لاطینی نوآبادی کی ساکن ہو یا خود اسی کے طبقہ کی ہو اور اس ازدواج سے اسکے لڑکا پیدا ہووے اور وہ ایک سال کا ہو جاوے (ایک سالہ ایناکیولس Anniculus ) تو ان واقعات کو روما میں پریٹر یا ضلع میں کسی صوبہ دار کے اجلاس پر ثابت کرنیکے بعد وہ غلام اسکی زوجہ (اگر وہ پہلے سے مدنیہ نہ ہو) اور وہ بچہ[۱] سب کے سب رومنی مدنی ہو جاتے تھے۔

اس سلسلہ کا دوسرا قانون یعنی قانون فیوفیا کینینا مصدرہ ۸ ؁ء اس لئے نافذ ہوا کہ از روئے وصیت بے شمار غلام جو آزاد کئے جاتے تھے اس کا انسداد کیا جائے کیونکہ موصی عموماً اپنے غلاموں کو کثیر تعداد میں آزاد کیا کرتے تھے تاکہ انکے جنازہ کے ساتھ انکی عنایات کے زندہ شاہد ہیں۔ از روئے قانون جدید وہ آقا جسکے پاس دو سے لیکر دس غلام تک ہوں صرف نصف تعداد آزاد کرسکتا تھا۔ دس سے تیس تک ایک ثلث اور علی ہذا یہ ضروری تھا کہ جن غلاموں کو آزاد کرنا مقصود ہوتا ان کے نام صاف صاف بتادئے جائیں اور کسی صورت میں بھی ایک سو سے زائد غلام آزاد نہیں ہوسکتے تھے۔

اس سلسلہ کے اخیر قانون جونیا نربانا مصدرہ ۱۹ ؁ء کی رو سے بھی قانون ایلیا سنٹیا کی طرح ایک نئی شان قانونی پیدا کی گئی۔ اس کے نفاذ کے وقت اشخاص عتیق کی (جو ان غلاموں سے جدا تھے جنہوں نے اپنے تئیں حوالہ کردیا تھا یعنی ڈیڈیٹیکی) دو قسمیں تھیں:۔

---

۱؎ ممکن تھا کہ مستثنیٰ طور پر بچہ پہلے سے ہی مدنی ہو (دیکھو گیئس کتاب اول فقرہ ۳۰)

(۱) وہ اشخاص جنکو آزادی بہ طریقہ عتق باضابطہ اور بتمسیل احکام قانون سنٹیا دیگئی تھی۔ یا

(۲) وہ اشخاص جو محض بہ حالت آزادی (ان لبرٹاٹی) تھے۔ یعنی جو ہنوز قانوناً غلام تصور کئے جاتے تھے مگر جنکی حمایت پریٹر کرتا تھا ایسے اشخاص حسب ذیل تھے:-

(الف) وہ اشخاص جنکو بے ضابطہ طریقوں سے آزادی دی گئی تھی جیسا کہ دوستوں کے مواجہہ میں (بہ مجلس احباب: انٹر امیکاس Inter amicos)

(ب) وہ اشخاص جنکو ایسے آقا نے آزاد کیا تھا جسکی ملکیت محض نصفتی تھی۔ یا

(ج) وہ غلام جنکی عمر تیس سال سے کم تھی اور جو معقول وجہ کی بنا پر بہ طریقۂ عتق بالعصا آزاد نہیں کئے گئے تھے۔

ان تمام اشخاص کو جنکی حیثیت ابتک "بہ حالت آزادی" کی تھی ایک نئی اور معین حیثیت قانونی دیگئی اور اسوقت سے انکو (لیاٹینی جونیانی Latini juniani) کا نام دیا گیا اور انکی حیثیت اس حیثیت کے مماثل کر دی گئی جو چند لاطینی مستعمرات کے باشندوں کو حاصل تھی۔ (لیاٹینس جونیا (Latinus Junianus) کو عام قانون میں کوئی حق حاصل نہ تھا اور نہ اسکو حق ازدواج[1] (کینا بیم Connubium) ل تھا گو ایک حد تک اسکو قابلیت تجارت (کمرشیم Commercium) دیگئی تھی۔ یعنی یہ کہ اسکو حق مالکانہ کے ساتھ چند دیگر حقوق بین الحیاتین حاصل تھے نہ کہ بربنائے وصیت (مارٹس کازا Mortis Causa) پس لیاٹینس جونیانس اس لئے کوئی چیز وصیۃً نہ لے سکتا تھا۔ (الا بہ طریقہ امانت[2] فائیڈی کمیسیم (Fidei Commissum) اور نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اور اسکی وفات کے بعد اس کی تمام جائداد اس کے آقائے سابق (یا مربی) کو وراثتاً پہنچ جاتی تھی گویا کہ وہ ہمیشہ سے غلام تھا۔ "آخری سانس کے ساتھ جان اور آزادی دونوں چھوڑ دیتے تھے"

لیکن اگر ان قانونی ناقابلیتوں سے قطع نظر کیا جائے جو لیاٹینس جونیانس آزاد تھا۔ اور اسکے بچے گو مدنیوں کی طرح اس کے اختیار پدری میں نہ تھے تاہم پورے پورے مدنی تھے۔ عتیق درجہ اسفل کے برخلاف لیاٹینس جونیانس اپنی حالت کو درست کر سکتا تھا اور کئی طریقوں سے

---

[1] یعنی ایسے ازدواج کا حق جس سے اسکے بچوں پر اسکو اختیار پدری حاصل ہو۔
[2] دیکھو لیچ صفحہ ۲۰۴۴ -

جنکی مثالیں ذیل میں دیجاتی ہیں وہ مدنی بن سکتا تھا۔

الف۔ (اٹی راٹیو (Iteratio) = تکرار۔ یعنی پہلا طریقۂ آزادی ناقص ہونیکے باعث دوبارہ پورے پورے قانونی طریقہ سے آزاد ہونا۔

ب۔ بربنائے فرمان شاہنشاہی۔

ج۔ قانون ایلیا سنٹیا کے طریقۂ اینی کیولی پروباٹیو کی بنا پر اگرچہ قانون متذکرۂ صدر کی رو سے یہ طریقہ ان غلاموں کے لئے مفید تھا جنکی عمر تیس سال سے کم تھی اور جو نامکمل طور سے آزاد ہوئے تھے۔ لیکن بعد میں حل کر اس کا فایدہ ان اشخاص کو بھی دیا گیا جو ۱۹ء سے پہلے بہ حالت آزادی کہلاتے تھے اور جو بعد میں لیاٹنی جونیانی بن گئے۔

د۔ غلط فہمی وجہ ثابت شدنی (ایرورس کازا پروباٹیو Erroris causae probatio) یعنی ایک لیاٹنی جونیانس طریقہ اینی کیولی پروبیٹیو کا استفادہ حاصل کرنیکی غرض سے دھوکے میں ایک غیر ملکی عورت سے ازدواج کرتا ہے۔ اگر وہ شخص یہ غلطی (ازدواج اور بچہ کا ایک سالہ ہونا) ثابت کردے تو غلطی[1] کے باوجود قانون ایلیا سنٹیا کے احکام سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

ھ۔ اگر عورت ہو تو اسکے تین بچے ہونیکے بعد۔

و۔ سپہگری۔ (ملیشیا Militia) سے یعنی فوجی خدمات انجام دینے سے۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۳۲) جہاز سازی (ناوی Nave) یعنی جہاز بنانے اور چھ سال تک غلہ درآمد کرنے سے (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۳۲ج)۔ تعمیر (ایڈی فیسیو Aedificio) یعنی عمارت بنانے سے۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۳۳)۔ خبازت یا نان پزی (پسٹرینو Pistrino) یعنی نان بائی کی دوکان لگانے سے

---

[1] ایرورس کازا پروباٹیو کے اصول کا استعمال اور صورتوں میں بھی ہوتا تھا مثلاً کوئی مدنی دھوکے سے کسی لاطینی کے ساتھ ازدواج کرے۔ دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۶۷۔

(دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۴۳ ۔)

قانون جونیانا یا نا کے نفاذ کے بعد حسب قانون اشخاص ۔۔ نے اشخاص کی تقسیم آزاد اور غلام میں کردی تو اس لحاظ سے اشخاص کی جماعتیں حسب ذیل پائی جاتی ہیں :-

(۱) احرار (انجینیوس Ingenuus) یعنی وہ لوگ جو پیدائشی احرار تھے ۔

(۲) اشخاص آزاد شدہ (لبرٹینی Libertini) یعنی غلامان سابق جو آزاد ہو کر مدنی بن گئے تھے ۔

(۳) (لیاٹینی جونیانی Latini Juniani) جو ۱۹ء سے پہلے بحالت آزادی تھے ۔ یعنی وہ غلامان سابق جو آزاد ہونیکے بعد طریقۂ آزادی میں نقص ہونیکے باعث پورے مدنی سے کمتر درجہ کے تھے ۔

(۴) ویڈیٹیکی ۔ عتاق درجہ اسفل یعنی وہ غلامان سابق جو جرائم کے ارتکاب کی پاداش میں ذلیل ترین سزا بھگت چکتے تھے اور آزادی پانے پر بہ بنائے قانون ان کی آزادی ادنی درجہ کی تصور ہوتی تھی (آزادی اسفل ۔ پیسیما لبرٹاس Pessima Libertas)

(۵) غلامان صحیح ۔

تیسری، چوتھی ۔ اور پانچویں جماعتوں کی حالت کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے ۔

حر ۔ (انجینیوس Ingenuus) وہ مدنی ہیں جن کو پورے یا معمولی (نارمل Normal) حقوق حاصل تھے ۔ اس لئے اب فقط یہ دیکھنا باقی رہ گیا ہے کہ شخص آزاد شدہ[1] لبرٹینس اور حر (انجینیوس) کی حالت میں کیا فرق تھا ۔ اپنے آقا کے مقابل میں جو فرائض اور وجوبات اس پر عاید ہوتے تھے بیشتر[2] انہی کے باعث شخص "آزاد شدہ" کی اور حر کی حالت میں فرق پیدا ہو گیا تھا ۔ ان وجوبات کی تین قسمیں تھیں جو مربی کی وفات کی بعد اس کے بچوں کو پہنچتے تھے ۔

---

[1] اشخاص "بحالت آزادی" کے بچے احرار ہوتے تھے ۔

[2] ابتدا میں شخص "بحالت آزادی" کا ازدواج حر سے نہیں ہو سکتا تھا مگر بعد میں اس قید کی عملی سختی کم ہو گئی اور ممانعت فقط ایسے اشخاص کے ساتھ ازدواج کرنے کی رہ گئی جو اکابر ملک سے ہوں ۔ جسٹینین نے اس قید کو بھی منسوخ کر دیا ۔

(۱) ولائے عتاقہ (بانا Bona) یعنی اگر شخص آزاد شدہ لاولد فوت ہو جائے تو وصیت کی عدم موجودگی میں اسکے مربی کو چند حقوق وراثت حاصل تھے۔

(۲) تعظیم و تکریم (آبسیکوئم Obsequium) ہر عتیق پر لازم تھا کہ اپنے آقائے سابق کی وہی عزت کرے جو بچہ اپنے باپ کی کرتا ہے۔ پریٹر کی اجازت لئے بغیر وہ اپنے آقائے سابق پر نالش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر مربی یا اسکا خاندان نادار ہو جائے تو عتیق پر لازم تھا کہ انکے خورو نوش کا انتظام کرے۔ جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں اگر عتیق سخت احسان فراموشی کا مرتکب ہوتا (بحصول رضامندی تو ہین کی نالش بھی داخل احسان فراموشی تھی) تو وہ پھر سے غلام بنا دیا جاتا (ان سرویٹیوڈنم ریوکاٹس In servitudinem revocatus رجعت بہ عبدیت)

(۳) خدمت گزاری (آپرے ری Operae) اپنے مربی کے لئے چند معقول خدمات (آپرے ری آفیشیالس Operae officiales) انجام دینا ہر عتیق کا اخلاقی فرض تھا۔ یہ وہ اخلاقی فرض تھا جس کی مزید توثیق حلف سے (حلف بہ وقت آزادی = جوراٹا پرامیسیو لبرٹی Jurata promissio Liberti) کرائی جاتی تھی۔ جو ہر عتیق کو بوقت آزادی اٹھانا پڑتا تھا۔

مربی کے یہ حقوق مربیانہ (جورا پٹروناٹس (Jura patronatus)) خود ہی کے فعل سے تلف ہو سکتے تھے۔ جیسے اگر بلا وجہ معقول کسی عتیق پر ایسے الزام لگائے جن کی سزا موت ہو یا شہنشاہ کے فرمان سے جسکو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ چاہے کہ کسی شخص آزاد شدہ کو اس کی ناقابلیتیں[^1] دور کر کے وہی حیثیت قانونی عطا کرے جو حر کو حاصل تھی یعنی یہ کہ اس کے مربی کے مقابل میں اور قانون عام میں "آزاد شدہ" کی حالت کو بالکل حر کیطرح کر دیا جائے۔ لیکن شہنشاہ "آزاد شدہ" کو خاتم زر پہننے کا حق (جس اینولورم اوریورم Jus anulorum aureorum) دیتا تو "آزاد شدہ" کی ناقابلیتیں قانون عام کی حد تک رفع ہو جاتیں۔ مگر اسکا کوئی اثر مربی کے حقوق پر نہیں ہوتا تھا۔

قانون ریت میں جسٹنین نے جو تبدیلیاں کیں منجملہ انکے جو خاص تھیں وہ حسب ذیل ہیں:-

[^1]: مثلاً نہ وہ مجسٹریٹ اور نہ رکن مجلس سناٹ بن سکتا تھا۔

(۱) لاٹنی جونیانی اور عتیق درجہ اسفل (ڈیڈیٹیکس) کی جماعتیں غیر مسلمہ قرار دی گئیں اور جتنے عتیق تھے ان کو رومنی مدنی بنا دیا۔

(۲) قانون فوفیا کیانینیا کو کلیتہً منسوخ کر دیا۔

(۳) تیس سال سے کم عمر کے غلاموں کی آزادی کے متعلق جو احکام ایلیا سنٹیا میں درج تھے ان کو منسوخ کر دیا۔

(۴) قانون مجوزہ صدر کے اس حکم کو اس نے بحال رکھا کہ وہ آقا جسکی عمر بیس سال سے کم ہو معقول وجہ (کازا پروبیٹیو) بنانے پر طریقۂ عتق بالعصا کے ذریعہ سے آزاد کر سکتا تھا۔ مگر اس میں اتنی ترمیم کر دی کہ ایسا آقا جسکی عمر ۱۸ سال کی ہو عتق تدبیری کا مجاز ہے۔ اور بعد میں اپنے ایک فرمان جدید کے ذریعے (۱۸) کے عوض عمر کی حد (۱۴) سال مقرر کر دی۔

(۵) قانون ایلیا سنٹیا کے اس حکم کو بحال رکھا جس سے دائنین کو فریب دینے کی غرض سے غلام کو آزاد کرنا کالعدم متصور ہوتا تھا۔

(۶) جو غلام وارث بنایا جاتا اسکو آزادی استنباطی حاصل ہوتی تھی لہٰ محض اسکو وارث قرار دینا کافی ہے "(Exipsa scriptura institutiones) عام ازیں کہ اسکا آقا نادار ہو کہ نہ ہو۔

(۷) قانونی ملکیت (کوریٹیری Quiritary) اور ملکیت بر بنائے اصول ایکویٹی (بانیٹری Bonitary) میں جو فرق تھا وہ منسوخ کر دیا گیا۔

(۸) جائز طور پر آزادی دینے کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ عتق باضابطہ ہو بلکہ نیت کا اظہار چاہیے خواہ کتنا ہی بے ضابطہ طور پر کیا گیا ہو عملاً کافی ہے۔

(۹) جتنے عتیق تھے ان سب کو جسٹینین نے اپنے اٹھترویں فرمان جدید کی رو سے پیدائشی حر کہلانے کا حق (ریسٹیٹوٹو نٹالم Restituto natalum) اور سونے کی انگوٹھی پہننے کا حق (جس اینولورم اوریورم Jus anulorum sureorum)

---

لہٰ جسٹینین کے زمانہ سے پہلے عتاق رسمی (رہبانیہ) یعنی ان ایکلیزیاس (Manumissio in ecclesiis) کو مذہبی پیشواؤں نے عتاق کا ذریعہ جائز قرار دیا تھا اور اسکو قسطنطین نے منظور کر لیا تھا۔

عطا کر دیا مگر یہ شرط لگا دی کہ اس سے مربی کی رضامندی کے بغیر حقوق آقائے آزاد کنندہ پر کوئی برا اثر نہیں پڑیگا۔ پس انکی حالت بجز مربی کے پوری پوری احرار کے برابر ہو گئی۔

قبل اسکے کہ اشخاص کی یہ تقسیم ختم کر دی جائے جو غلام اور آزاد میں کی گئی ہے اشخاص ذیل کی قانونی حالت جو کم و بیش غلامی کے مماثل ہے توجہ طلب ہے:۔

(۱) مدبر (اسٹاٹیولائبر Statu liber) وہ غلام تھا جسکو بربنائے وصیت آزادی ملی تھی مگر وہ آزاد نہیں ہو سکتا تھا تاوقتیکہ شرط کا ایفا نہ ہو مثلاً "میرا غلام مسمی زید آزاد ہوگا اگر وہ میرے وارث کو ایک سو "آری Auri ایک سونے کا سکہ) دے" جب تک کہ اس شرط کا ایفا نہ ہو وہ موصی کے وارث کا غلام ہوتا تھا۔ اگر وارث اس کو کسی شخص غیر کے ہاتھ بیچ دیتا یا اگر کوئی شخص ثالث اس غلام پر قابض ہوتا اور اسکے بعد بربنائے حق قدامت (یوزو کیا پیو Usu capio) اس پر ملکیت حاصل کر لیتا تو بھی غلام کا یہ حق قایم رہتا کہ ایفائے شرط کر کے آزادی حاصل کر لے۔

(۲) کلائنیس یعنی وابستگاں (Cliens) سے مراد وہ پلی بیئیں (Plebians) ہیں جو روما کے ابتدائی زمانہ میں جب کہ (پلیبس Plebs) جزو ملکیت نہیں ہوئے تھے کسی پیٹریشین (Patrician) سے جو انکا مربی کہلاتا تھا وابستہ ہو گئے تھے اور ان دونوں میں بالکل اس قسم کا تعلق تھا جو ابن العایلہ اور رب العایلہ میں ہوتا۔ مگر وہ صرف مذہبی تہدید کی حمایت میں ہوتا تھا تاکہ اس کا مربی اپنے اختیار مربیانہ کا استعمال حد سے زاید سختی کے ساتھ نہ کرے۔ " اگر مربی اپنے کلائنیس کے ساتھ فریب کرتا ہے تو گناہ کرتا ہے" (الواح اثنا عشر)

(۳) کالونی یعنی اسامی (Coloni)۔ یہ شہنشاہیت[1] کے دور مابعد کے اسامیاں تھے جو کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ قانون کی نظر میں وہ آزاد تھے مگر اراضی سے اس طرح وابستہ تھے کہ اس سے علٰحدہ نہیں ہو سکتے تھے۔ اراضی سے وابستہ

[1] دیکھو سام (Sohm) صفحہ ۱۷۹۔

یا وابستہ اراضی (گلبے بے ای ایڈسکرپٹی Glebae adscripti ) اور بغیر اپنے آقا کی رضامندی کے اراضی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اور کئی اعتبارات سے انکی حیثیت غلاموں کی سی تھی۔

(۴) بونا فائیڈ سرونیس (Bona-fide serviens ) وہ آزاد مرد ہیں جو اپنی حیثیت کے متعلق درحقیقت غلط فہمی میں رہکر اپنے آقا کی خدمت غلام کی طرح کرتے تھے۔ جب تک وہ اس حالت میں رہتے ہر وہ چیز جو وہ اپنی محنت ( ذاتی محنت اکس آپریس سوئی Exoperis suis ) سے یا اپنے فرضی آقا کے سامان کے ذریعہ سے بناتے وہ آقا کی ملک ہوتی۔

(۵) آکٹوراٹی ( Auctorati ) وہ آزاد مرد تھے جو اجرت پر شمشیر زنی کا کام کرتے تھے۔ انکی آزادی تو قایم تھی لیکن غلاموں کی طرح رہتے تھے اس لئے کہ اگر کوئی شخص انکو ترغیب دیکر بھگانے جائے تو ان پر اجرت دینے والا نالش سرقہ (ایکٹیو فرٹی Actio furti ) دائر کرسکتا تھا۔

(۶) ریڈمپٹی ( Redempti ) یہ اسیران جنگ تھے جو آزادی اس شرط پر حاصل کرتے تھے کہ زر فدیہ ادا کیا جائے۔ مگر اس شرط کے پورے ہونے تک اسیر کنندہ سابق کا حق انفصال رقم کے لئے ان اشخاص پہ باقی رہتا تھا۔

(۷) جوڈیکاٹی اونیکسی Judicati and nexi ازروئے قانون قدیم جس شخص نے بہ عدم استطاعت ادائی قرضہ (یا مفلسی) اپنے تئیں حوالہ داین کر دیا ہو (جوڈیکاٹی اس لئے کہ عدالت نے بطور مدیون کے قرار دیدیا تھا اور نیکسس یعنی غلام بہ پاداش عدم ادائی قرضہ بنایا گیا تھا یعنی معاہدہ کی بنا پر اس کارروائی کا مستوجب ہوا تھا) اسکو حاکم عدالت داین کے سپرد کرسکتا تھا جسکو ساٹھ روز کے ختم ہونے اور چند رسمی کارروائیوں کے بعد بطور غلام کے بہ عبور دریائے ٹائبر ( Tiber ) فروخت کرنیکا حق حاصل تھا۔ داین کے سپرد ہونیکے بعد اور فروخت سے پہلے تک ایسے شخص کی حیثیت واقعی غلام کی سی ہوتی تھی جیسا کہ اس بات سے ثابت ہے کہ وہ چورایا بھی جاسکتا تھا۔ مگر قانوناً وہ ہنوز آزاد تھا۔ اور اس وجہ سے اپنے داین کے ساتھ جایز قانونی معاملہ کرسکتا تھا یعنی یہ کہ وہ اپنی مشقت سے زر قرضہ

ادا کر سکتا تھا۔

(۸) اشخاص بہ حالت شئے مبیعہ (ان مینسپیو کاز ا (In mancipu causa)
دیکھو بیان مابعد عایلہ۔

## دفعہ ۲ - مدنیت

اگرچہ رومی قانون کے جدید مصنفین (یا اساتذہ) اس تقسیم کو اختیار کرتے ہیں
مگر اس تقسیم کو صاف طور سے نہ تو گیئس نے اور نہ جسٹنین نے اختیار کیا ہے۔
اگر جسٹنین نے ایسا نہیں کیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اسکے زمانہ میں
حق مدنیت صرف اہل روما کا امتیاز تھا جسکو اس وقت تک بھی وہ بہت عزیز رکھتے تھے
اور بہت سے غیر ملکی تھے جنکی حیثیت قانونی رومنی مدنیوں سے بالکل جدا تھی۔ اس لئے
اس بات کی توقع ہو سکتی تھی کہ وہ بیان کرنیکے بعد کہ تمام اشخاص غلام تھے یا آزاد وہ آگے
چل کر کہیگا کہ "تمام اشخاص مدنی ہیں یا غیر مدنی" مگر حقیقت یہ ہے کہ مدنیت پر گیئس بالواسطہ
بحث کرتا ہے۔ مثلاً وہ مختلف طریقے بیان کرتا ہے جس سے لیاٹن جونیانس کو وہ مرتبہ
حاصل ہو سکتا تھا۔

روما کے ابتدائی زمانہ میں کسی شخص کے حقوق عام اور حقوق خاص یا خانگی کا حصر تمام تر
اس امر پر تھا کہ آیا وہ شخص مدنی ہے یا نہیں۔ اور جب کہ غیر ملکیوں کے معاملات کا تصفیہ پریٹر
خارجہ نے قانون ممالک کی رو سے کرنا شروع کیا تو ان کو گو کہ قانون کی نظر میں ایک قسم
کی حیثیت مل گئی تھی مگر باوجود اس کے از روئے قانون ملک ان کیلئے ایک معاملہ بھی
قانوناً کرنا ممکن نہ تھا۔ اسکے برخلاف مدنی کو حق رائے (جس سفریجی (Jus suffragii)
اور حق حصول خدمات عامہ (جس آنورم (Jus honorum) جیسا کہ مجسٹریٹ کا عہدہ۔
حاصل ہونیکی وجہ سے ان کو نہ صرف حقوق عام حاصل تھے بلکہ اور حقوق بھی حاصل تھے
جیسے (جس کیانوبی (Jus connubii) حق ازدواج جس سے اپنے بچوں پر اختیار پدری
پیدا ہوتا ہے اور حق تجارت بھی حاصل تھا۔ یعنی وہ حق جسکی بنا پر ازدواج کے سوائے اپنے
قانونی تعلقات کو از روئے قانون ملک واضح اور نافذ کرے۔ مثلاً اسکی یہ قابلیت کہ جائداد
حاصل کرے۔ معاہدہ کرے۔ اور بربنائے وصیت جائداد حاصل کرے یا چھوڑ جائے۔

مدنی اور غیر ملکی کے درمیان لاطینی طبقہ وسطیٰ تھا۔ اور قوانین (جولیا Julia ) اور (پلاٹیا پاپیریا Plautia papiria ) کی رو سے جنکا نفاذ جنگ معاشرتی کے اختتام پر ہوا تھا۔ اصطلاح (لیاٹینیٹاس Latinitas ) سے مراد شہر (لیاٹینم Latinum ) یا چند رومنی مستعمرات کے باشندوں کی حیثیت قانونی تھی۔ اگرچہ ان لوگوں کو قانون عام میں کچھ حقوق حاصل نہیں تھے تاہم انھیں حق تجارت (جُس کمرشیائی Jus commercii اور بعض صورتوں میں حق ازدواج بھی حاصل تھا۔ قوانین موخر الذکر نے تمام باشندگان ایطالیہ کو کامل مدنیت عطا کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے اصطلاح لاطینیت (لیاٹینیٹاس Latinitas ) کا جغرافئی مفہوم متروک ہوکر وہ ایک قانونی اصطلاح بن گئی جسکا اطلاق لیاٹنی جونیانی پر ہوتا تھا جسکی حیثیت قانونی کا مدار اس پر تھا۔ (گو حسب بیان تذکرۂ مصدر ان کا حق تجارت فقط بین حیاتین تک محدود تھا) یا ان باشندوں پر جو روما کے باہر قصبوں یا دیہات میں آباد تھے۔ (لاطینی مستعمرات لاٹینی کالونیاری (Latini coloniarii

مدنیت کی اہمیت اس وقت سے گھٹنے لگی جب کہ مارکس آریلیس کے زمانہ میں اسکے متعلق استفسار فقط بیع و شری کے وقت کیا جاتا تھا۔ اور کیاراکیلا کے عہد کے بعد اس کی اہمیت تقریباً تمام و کمال جاتی رہی۔ کیونکہ شہنشاہ مذکور نے وہ حق نہ صرف لاطینی مستعمرات تک محدود رکھا بلکہ تمام غیر ملکیوں کو بھی جو حکومت روما کی رعیت تھے عطا کیا۔ اس طرح کہ اس وقت سے صرف لاٹینی جونیانی اور عتیق درجہ اسفل ہی وہ آزاد اشخاص تھے جو حق مدنیت سے محروم رہ گئے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے جسٹینین کے زمانہ سے یہ دونوں طبقات باقی نہیں رہے اور اس لئے اس کے زمانہ میں مملکت روما کا ہر آزاد رعیت لازماً مدنی بھی تھا۔

## دفعہ ۳ - عائلہ[1]

قانون اشخاص کی یہ تقسیم اس امر پر مبنی ہے کہ تمام اشخاص خود مختار (سوئی جورس

[1] بعض اوقات کسی شخص کا عائلہ اسکے (پیکیونیا Pecunia ) کا نقیض ہوتا تھا۔ اگر اسکے یہ معنی لئے جائیں تو یہ سمجھنے کے لئے وجہ ہے کہ اسکے اندر ہر وہ چیز داخل ہے جسکو وہ بذریعہ طریقہ بیع نقد فروخت کرسکے۔ یعنی ابتدا میں اسکے مفہوم میں زن و فرزندان زیر اختیار اور وہ احرار جو بعلت مضرت شخصی حوالگی میں اسکو ملے تھے (بحالت شئے بیعہ)

Sui juris ) ہوتے ہیں۔ یعنی کسی دوسرے خانگی شخص کے اختیار میں نہیں ہوتے یا غیر مختار (الینی جورس Alieni juris ) یعنی جو ایسے اختیار کے تابع ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ غلام غیر مختار ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کے اختیار ارکانہ (ڈامینکا پوٹسٹاس Dominica potestas) میں ہے۔ چونکہ حریت کے عنوان کے تحت غلامی پر بحث ہو چکی ہے لہذا اس مقام پر (انسٹی ٹیوٹس Institutes ) میں فقط ایسے احرار سے بحث کی گئی ہے جو زیر اختیار ہوں۔

چونکہ اس شعبۂ قانون کا سنگ بنیاد وہ ہم جدی یا حکمی رشتہ داری ہے جسکو اگنا ٹیو (Agnatio ) کہتے ہیں لہذا یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قانون عائلہ (فیا میلیا Familia ) کی توضیح کرنے سے پہلے یہ بیان کر دیا جائے کہ وہ رشتہ کیا ہے۔

رشتہ داری کے جدید تصور کو رومنی (کاگنا ٹیو Cognatio ) یعنی خونی یا حقیقی رشتہ داری کی اصطلاح سے تعبیر کرتے تھے۔ وہ ایک قدرتی خونی رشتہ ہے۔ کسی شخص کو اپنے بھائی۔ بہن۔ باپ۔ چچی اور رشتہ کے بھائی بہنوں وغیرہ کے ساتھ جو تعلق ہوتا ہے۔ وہ اس رشتہ کے سوائے اور کسی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اور شاید اسکا اہم ترین قانونی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے رشتہ دار کے بلا وصیت جائز فوت ہونے پر رشتہ داری کے باعث جانشینی کے چند حقوق حاصل ہو سکتے ہیں۔ روما میں جس رشتہ داری کو قانون کلیتہً تسلیم کرتا ہے اور جو ابتداءً میں وہی ایک مسلمہ رشتہ داری تھی اسکو رومنی ایگنا ٹیو یعنی ہم جدی یا حکمی رشتہ داری کی اصطلاح سے تعبیر کرتے تھے۔ کوئی شخص کسی کا قانونی رشتہ دار محض کاگنا ٹی (خونی رشتہ دار) ہونیکی وجہ سے نہیں بلکہ اگنا ٹی (ہم جدی یا حکمی رشتہ دار) ہونیکی بنا پر ہوتا تھا۔ ایگنا ٹس (ہم جدی حکمی رشتہ داران) وہ اشخاص ہیں جو رشتہ دار اس وجہ سے سمجھے جاتے ہیں کہ وہ ایک مورث اعلی کے زیر اختیار ہیں یا اس وجہ سے کہ اگر وہ مورث اعلی زندہ رہتا تو وہ سب اسی کے زیر اختیار ہوتے۔[1] رومنی قانون خاص اس تصور پر مبنی ہے کہ ہر ایک خاندان میں ایک سرپرست خاندان ہوتا ہے اور وہ سرپرست وہ مورث اکبر ہے

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ (ان میانکیپی کاؤزا In mancipiicausa ) اور وہ اشیا بھی داخل تھیں جن کو انکی نوعیت کی خصوصیت کے باعث اشیائے قابل بیع کہتے تھے۔ (ریج صفحہ ۱۲۰)

[1] مقابلہ کرو (مین Maine ) کی کتاب "قانون قدیم" ( Ancient law ) سے صفحہ ۱۴۹

جو زندہ اور از قسم ذکور ہو۔ اسکے اختیار میں اسکی آل واولاد اور اسکی آل واولاد کی آل واولاد ہوتی تھی۔ اس طرح کہ اگر پر دادا اتفاقاً بقید حیات ہو تو ساٹھ سال کا دادا اس طرح ابن العایلہ اور زیر اختیار ہوتا جس طرح کہ اس خاندان کا ایک طفل اصغر۔

وہ تمام اشخاص جو اس کے اختیار میں ہوں ایک دوسرے کے ایگناٹس (ہم جدی رشتہ داران حکمی) کہلاتے تھے۔ اور یہ رشتہ داری مورث اعلیٰ کے فوت ہونیکے بعد بھی قائم رہتی۔ چونکہ صرف مرد ہی ایسے اختیار کو استعمال کرتے تھے اور چونکہ اکثر لوگ اس وجہ سے زیر اختیار ہوتے تھے کہ انکی ولادت اس اختیار کے اندر واقع ہوئی ہے۔ لہذا کتاب انسٹی ٹیوٹس میں ایگناٹس یعنی ہم جدی رشتہ داران حکمی کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "وہ کاگناٹس (خونی رشتہ دار) جو ہم جدی ہوں" مگر یہ تعریف غیر صحیح ہے۔ اسوجہ سے کہ اگرچہ اولاً ایگناٹس ایسے کاگناٹس ہیں جو ہم جدی ہوں تاہم وہ خاندان جو ایگناٹیو Agnatio (ہم جدی یا حکمی رشتہ داری) پر مبنی تھا مصنوعی طور پر گھٹ بڑھ سکتا تھا۔ گھٹنے کی صورتیں یہ تھیں کہ لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ دیا جائے۔ یا سرپرست کسی بچہ کو اپنے اختیار سے آزاد کردے۔ یا سرپرست کسی بچہ کو جو اسکے زیر اختیار ہو غیر کفو میں بغرض تبنیت دیدے۔ اسکے برعکس خاندان بڑھتا یوں تھا کہ کوئی عورت بر بنائے ازدواج داخل خاندان ہو اور کوئی شخص بذریعہ تبنیت غیر مختار یا تبنیت خود مختار شریک خاندان کر لیا جائے۔ پس ایگناٹس یعنی ہم جدی رشتہ داران حکمی کی توضیح خصوصیت کے ساتھ یوں کیجا سکتی ہے کہ

الف۔ وہ خونی رشتہ دار کاگناٹی ہیں جنکا سلسلۂ نسل ذکور سے شمار ہوتا ہے
بہ استثناء ان کاگناٹی (خونی رشتہ داروں) کے جو آزاد یا کسی اور طرح سے
خاندان سے خارج ہو چکے ہوں۔ اور ان خونی رشتہ داروں کے علاوہ

ب۔ ایسے اشخاص جن سے کوئی رشتہ داری نہ ہو بلکہ تبنیت یا کسی مصنوعی طریقہ سے
داخل خاندان ہو گئے ہوں[1]۔ جو قانون اس تقسیم سے متعلق ہے وہ تین عنوانات پر

[1] رومیوں میں اور قسم کی جو رشتہ داریاں رائج تھیں انکا مجمل بیان تحریر ہے۔ جنٹی لیٹاس (Gentilitas) یعنی ہم قبیلگی وہ رشتہ داری تھی جو ایک ہی قبیلہ کے ارکین کے مابین ہو۔ جینس (Gens : قبیلہ) ان تمام حکمی ہم جدی خاندانوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو ایک ہی نام سے پکارے جاتے ہوں۔ اگر کوئی شخص بلا وصیت

مشتمل ہے۔ اب العایلہ یا (کرتا) کے زیر اختیار اشخاص مصرحۂ ذیل تھے:۔
(۱) ایسی تمام اولاد جو ذکور کے سلسلہ سے ہو۔ (اختیار پدری)
(۲) آزاد اشخاص جن کی حیثیت غلام کی ہو۔ (بحالت شئے مبیعہ)
(۳) اس کی زوجہ (اختیار زوج)

## ذیلی دفعہ ۱۔ اختیار پدری

اختیار پدری پر تین پہلو سے بحث کیجا سکتی ہے:۔
الف۔ اس کی ابتدا
ب۔ اس کا اثر
ج۔ اس کا اختتام

الف۔ اختیار پدری کی ابتدا۔ اختیار پدری حسب ذیل صورتوں میں پیدا ہوتا ہے:۔
(۱) ازدواج جائز
(۲) تصحیح النسب یعنی غیر صحیح النسب کو صحیح النسب قرار دینا
(۳) تبنیت غیر مختار
(۴) تبنیت خود مختار (کرتی)

(۱) ازدواج جایز:۔ ازدواج قانونی سے جو بچے پیدا ہوں وہ اپنے باپ کے زیر اختیار ہوتے ہیں۔ ("ہمارے اختیار میں وہ بچے ہیں جو جایز ازدواج سے پیدا ہوتے ہوں"[۱]) بشرطیکہ وہ خود ابن العایلہ نہ ہو۔ اور اگر ہو تو بچے اس شخص کے اختیار میں ہوتے ہیں جس کے اختیار میں خود انکا باپ ہوتا ہے۔ اس شخص کے اختیار میں نہ صرف وہی بچے ہوتے ہیں

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ فوت ہوجائے تو ابتدا میں اسکی جائداد کے وارث اس کے ہم قبیلہ ہوتے تھے۔ اور اگر اسکے کوئی ذاتی و لازمی ورثا (سوئی ہیریڈس Sui Heredes) نہ ہوں تو تدوین الواح اثنا عشر کے بعد اس کے "ہم جدی حکمی رشتہ داران اقرب" وارث ہوتے تھے۔ فریقین ازدواج کے خونی رشتہ دار آپس میں (الفینس Affines) کہلاتے تھے (مقابلہ کرو انگریزی رشتہ داری "برادر نسبتی" سے)

[۱] دیکھو جسٹینین دفعہ اول نوٹ ۳۔

جو ازدواج سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ وہ تمام نسل بعید بھی جو ذکور سے پیدا ہو۔ اس طرح کہ اگر زید جو کسی کے زیر اختیار نہیں ہے بیاہ کرے اور اسکے ایک لڑکا عمر اور ایک لڑکی ہندہ پیدا ہو تو یہ دونوں اس کے زیر اختیار ہوں گے اگر عمر بیاہ کرے اور اسکے بچے پیدا ہوں تو وہ تمام بچے زید کے زیر اختیار ہوں گے۔ لیکن اگر ہندہ بیاہ کرے تو اسکے بچے زید کے زیر اختیار نہیں بلکہ اس کے شوہر کے زیر اختیار ہوں گے بشرطیکہ ازدواج یا حق اختیار زوج (ان میانم In manum) ہوا ہو ورنہ اسکے خاندان کے سرپرست کے زیر اختیار ہوں گے۔ اگر کسی عورت کے بچے اسی حالت میں پیدا ہوں جب کہ وہ نہ زیر اختیار پدری اور نہ زیر اختیار زوج تھی تو اس صورت میں بھی بچے اسکے زیر اختیار متصور نہیں ہوتے تھے۔ اور اس طرح سے اسکے خاندان کا خاتمہ اسکی ذات پر ہوجاتا تھا۔ "عورت کا خاندان اسی پر ختم ہوجاتا ہے") ازدواج جایز کے لئے جو امور لازمی تھے ان کے لئے دیکھو اختیار زوج (میانس Manus) جسکا ذکر بعد میں آئیگا۔

(۲) تصحیح النسب۔ (بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو بچے اختیار پدری میں پیدا نہیں ہوتے وہ بعد میں اختیار پدری میں لائے جاتے ہیں۔)[1] غیر صحیح النسب کو صحیح النسب تسلیم کرنے کا رواج سنہ مسیحی سے شروع ہوا۔ اس رواج کی جو بڑی بڑی مثالیں گیئس نے دی ہیں انکا تعلق اینی کیولی پر دیٹیو اور ایروس کا زا پر دیٹیو سے ہے۔ جسٹینین کے زمانہ میں جو بچہ ازدواج جایز سے نہیں پیدا ہوتا تھا اسکو ذیل کے تین طریقوں کے منجملہ کسی ایک طریقہ سے صحیح النسب بناکر زیر اختیار پدری کر دیا جاتا تھا۔

الف۔ آبلاٹیو کیوری ای (Oblatio curiae) تھیوڈوسیس اور ویلنٹی نین نے یہ احکام جاری کئے کہ مدنی اپنی اولاد غیر صحیح النسب کو مجلس عشریہ کے (یعنی وہ طبقہ جس سے صوبہ جاتی قصبوں میں حکام عدالت کا انتخاب ہوتا تھا) اراکین بنادیں تو وہ صحیح النسب ہوجائیں گے۔ اس غیر معمولی قانون وضع کرنیکی وجہ یہ تھی کہ مجلس عشریہ کا رکن بننا ایک ایسا امتیاز تھا جس کے مصارف کثیر تھے اور عام طور پر مدنی ان مصارف کا بوجھ اٹھانیکے لئے آمادہ نہ ہونیکے باعث

[1] دیکھو جسٹینین دفتر اول ۱۰-۱۳۔

اس طبقہ کے نابود ہو جانیکا خوف تھا۔ اس طریقہ سے صحیح النسب بنانیکا اثر ایک حد تک وہی ہوتا تھا جو ذیل کے دو طریقوں سے بنانیکا ہوتا تھا۔ ان تینوں طریقوں سے بچہ صحیح النسب ہوتا اور زیر اختیار پدری آتا اور اسکو اپنے باپ کا جانشین بننے کا حق بھی حاصل ہوتا تھا۔ لیکن فرق اتنا تھا کہ دوسرے دو طریقوں سے جو بچے صحیح النسب بنائے جاتے وہ تمام اغراض کیلئے اپنے باپ کے خاندان میں داخل ہوتے۔ اور اس طرح دیگر اراکین خاندان کے بھی جانشین بن سکتے تھے۔ لیکن جو بچہ بطریقہ آبلاٹیو کیورے ای صحیح النسب بنایا جاتا اس کو اپنے وال کے سوائے کسی اور رکن خاندان کی جانشینی کا حق نہیں ہوتا تھا۔

ب۔ بذریعہ ازدواج مابعد۔ (پر سبسیکوینس میاٹریمونیم Per subsequens matrimonium) معلوم یہ ہوتا ہے کہ والدین کے ازدواج مابعد سے بچہ کے صحیح النسب بنائے جانیکا طریقہ سب سے پہلے قسطنطین نے ایجاد کیا۔ جسٹینین کے ترقی یافتہ قانون میں تین شرطیں لگائی گئی تھیں:-

(۱) بوقت یا بزمانہ استقرار نطفہ ازدواج ممکن ہونا چاہئے۔ (اور اس لئے جو بچے زنا یا محرمات یا حرام کاری یا مدنی اور مملوک کی مباشرت سے پیدا ہوں انکی حالت فریقین کے ازدواج مابعد سے بہتر نہیں ہوسکتی تھی)۔

(۲) کوئی مناسب تملیک ازدواجی ہونی چاہئے۔ اور

(۳) بچہ کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

اس شرط موخر الذکر کی وجہ یہ تھی کہ بچہ غیر صحیح النسب ہونے کے باعث آپ خود مختار ہوتا اور کسی کے زیر اختیار نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے اسکی مرضی کے خلاف اسکو کسی کے اختیار کے تحت لاکر غیر مختار بنانا درست نہ تھا۔

ج۔ ازروئے تحریری فرامین شاہنشاہی۔ (امپیریل ریسکرپٹس Imperial rescripts) جسٹینین کا حکم تھا کہ اگر ازدواج مابعد سے صحیح النسب ہونا ممکن نہ ہو (جیسے کہ ماں فوت ہو چکی ہو یا کسی اور شخص سے بیاہ کر لیا ہو) اور اگر کوئی صحیح النسب اولاد موجود نہ ہو تو فرامین یا تحریری جوابات شاہنشاہی کی

بنا پر جو اسی کے باپ کی درخواست پر یا اسکی وفات کے بعد دیا گیا ہو بچہ کو ایسی حیثیت قانونی دیجا سکتی تھی گویا کہ وہ صحیح النسب پیدا ہوا تھا۔

(۳) تبنیت غیر خود مختار (کرتا)۔ (ایڈاپٹیو Adoptio)۔ گیس اور جسٹینین دونوں لفظ تبنیت ایڈاپٹیو کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ اس میں تبنیت غیر خود مختار اور تبنیت خود مختار (کرتی) (ایروگاٹیو Arrogatio) دونوں داخل ہیں مگر یہاں مراد اول الذکر سے ہے۔

جب کوئی شخص ایک اختیار سے دوسرے اختیار میں دیدیا جاتا تھا تو اسکو تبنیت کہتے تھے۔ اس لئے یہ دو کارروائیوں پر مشتمل تھی یعنی یہ کہ اصلی خاندان کے ساتھ جو ہم جدی یا حکمی رشتہ داری تھی اس کو ساقط کرنا اور خاندان منسوبہ کے ساتھ قانونی (یا حکمی) رشتہ داری پیدا کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں تبنیت ویسی ہی ناممکن سمجھی جاتی تھی جیسے کہ غلام کی آزادی۔ تبنیت کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ فقہا نے الواح اثنا عشر کی جو تشریح و توضیح کی تھی اسکی رو سے یہ ممکن العمل ہوئی اور اس تشریح و توضیح کا مقصد یہ تھا کہ نہایت سنگ دل باپ کو سزا دیجائے۔ حسب بیان متذکرۂ صدر مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو تین بار بیچے تو باپ کا اختیار پدری ایسے بیٹے پر سے ہمیشہ کیلئے اٹھ جائے۔ اور یہی بنیاد رسم تبنیت کے اس حصہ اول کی ہے جسکا ذکر گیس کرتا ہے اور جسکا مقصد قدیم قانونی رشتہ داری کو توڑنا تھا جو تین بار فروخت کرنے اور دوبارہ قانونی نالش کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ طریقہ عمل حسب ذیل ہے :-

زید جو حقیقی باپ ہے اپنے بیٹے عمر (جسکو وہ تبنیت میں دیتا ہے) کے ساتھ پانچ بالغ رومنی مدنیوں ایک میزان بردار اور اپنے ایک دوست بکر کو بلاتا۔ مخصوص الفاظ اور ضوابط کے ساتھ بکر عمر کو زید سے ایک فرضی رقم کے بدل میں خرید لیتا اور اسکے بعد عمر کی حالت بکر کے بمقابل میں "بہ حالت شئ مبیعہ" کی ہو جاتی۔ اس کے بعد زید عمر اور بکر پریٹر کے اجلاس پر حاضر ہوتے۔ زید مطالبہ کرتا کہ عمر درحقیقت آزاد شخص ہے اور بکر اس سے انکار نہ کرتا۔ پس پریٹر فیصلہ کرتا کہ عمر آزاد ہے۔ بہ الفاظ دیگر بکر عمر کو بہ طریق عتاق بالعصا (ونڈکٹا Vindicta) آزاد کر دیتا۔ اس کے بعد عمر پھر زید کے اختیار میں دے دیا جاتا

---

[۱] کارروائی عتاق میں اسی ایک چیز کی ضرورت تھی اور عتاق اور تبنیت کے حصہ اول میں جو مشابہت ہے اسکی یہی وجہ ہے۔

کیونکہ بیٹے پر جو اختیار پدری[1] ہوتا ہے وہ تین بار فروخت کرنے سے زائل ہو جاتا ہے۔
پھر اسی طرح عمر فروخت کیا جاتا اور اسی طرح فرضی دعوے کیا جاتا اور دوبارہ عمر بکر کے
مقابل میں بہ حالت شئے مبیعہ رہ چکنے کے بعد پھر زید کے اختیار میں آجاتا۔ ظاہر ہے کہ ایک
ادنے نتیجہ کیلئے اتنی بڑی زحمت برداشت کی گئی کیونکہ عمر ابتدا ہی سے زید کے زیر اختیار تھا۔
پھر تیسری بار عمر بکر کے ہاتھ فروخت کیا جاتا اور تیسری بار عمر بکر کے مقابلہ میں بحالت شئے مبیعہ
آجاتا۔ لیکن چونکہ یہ کارروائی احکام مندرجہ الواح اثنا عشرہ پر مبنی تھی اس لئے زید کا اختیار پدری
اور وہ قدیم ہم جدی حکمی رشتہ داری جو نہ صرف زید اور عمر میں تھی بلکہ جو ایک طرف
زید اور اس کے خاندان کے کل اراکین اور دوسری طرف عمر کے فی مابین تھی ہمیشہ کے لئے
اٹھ گئی۔ اور رسم تبنیت کا حصہ اول مکمل ہو گیا۔

کارروائی کے دوسرے نصف حصہ کا مقصد یعنی عمر اور خالد (جو تبنیت میں لینا چاہتا ہے)
کے مابین ایک نئی قانونی رشتہ داری کا پیدا کرنا تھا۔ خالد کو یہ مقصد اس طرح سے حاصل
ہو سکتا تھا کہ خالد ایک فرضی نالش کے ذریعہ سے دعوے کرتا کہ عمر جس کی نسبت بکر کہتا ہے کہ
وہ اسکے مقابل میں "بحالت شئے مبیعہ" ہے درحقیقت خالد کا (یا اپنا) بچہ ہے۔ اور اسوقت
بکر کوئی عذر داری پیش نہ کرتا۔ مگر عموماً بکر عمر کو پھر زید کے ہاتھ بیچ دیتا جو اسکا باپ تھا۔ مگر اب
عمر کی حالت زید کے مقابل میں بیٹے کی نہیں ہوتی تھی بلکہ "شئے مبیعہ" کی اور جب کارروائی
اس نوبت پر پہنچتی تو خالد ایک فرضی دعوے کرتا۔ جس میں زید کوئی عذر داری پیش نہ کرتا۔
اور عمر کی نسبت یہ فیصلہ سنا دیا جاتا کہ وہ خالد کا ابن العایلہ ہے۔ باپ کے ہاتھ دوبارہ
فروخت کرنیکا سبب غالباً یہ ہو گا کہ اس کے احساسات کا لحاظ کیا جائے یعنی یہ کہ اخیر وقت
تک بچہ اپنے حقیقی باپ کے ساتھ رہے۔

تبنیت کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ بچہ کا تعلق اس کے اصل خاندان سے ہر طرح ٹوٹ
جاتا تھا بالخصوص وہ تمام حقوق جو اس کے باپ کے بلا وصیت وفات پانے پر جانشینی کی
بابت اسے حاصل تھے زایل ہو جاتے۔ مگر اسکو اپنے پدر متبنی کی جانشینی کا حق ملجاتا تھا۔
جسٹینین کے زمانہ میں تبنیت کی کارروائی میں دو اہم تبدیلیاں ہوئیں:۔

[1] بیٹی یا پوتے کے لئے ایک بار فروخت کرنا کافی تھا۔

الف۔ تکمیل ضابطہ کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ یہ کہ پدر حقیقی پدر تبنی اور پسر تبنی حاکم عدالت کے اجلاس پر حاضر ہو کر اپنا بیان قلمبند کرا دیں جس کا داخلہ عدالت کے دفتر میں رکھ لیا جاتا۔

ب۔ جسٹینین نے تبنیت مکمل (ایڈاپٹیو پلینا Adoptio plena) اور تبنیت غیر مکمل (ایڈاپٹیو مائنس پلینا Adoptio minus plena) میں فرق پیدا کیا۔ تبنیت مکمل اس وقت واقع ہوتی جب کہ پدر تبنی اجداد سے ہوتا تھا مثلاً نانا۔ اور ایسی صورت میں نتیجہ وہی ہوتا جو قانون قدیم میں ہوتا تھا۔ اور ہر دوسری صورت میں (جب کہ پدر تبنی غیر ہو یا کوئی دوسرا شخص اجداد کے سوا ہو) تو تبنیت نامکمل ہوتی تھی۔ کیونکہ گو لڑکا واقعۃً پدر تبنی کے اختیار جسمانی میں آجاتا تھا تاہم قانوناً وہ اپنے اصلی ہم جدی خاندان کا رکن حسب سابق رہتا تھا۔ لیکن ایسی تبنیت کا قانونی نتیجہ صرف یہ تھا کہ لڑکے کو اپنے پدر تبنی کی وفات بلا وصیت پر اسکی جانشینی کا ایک موقعہ ملجاتا تھا۔[1]

(۴) تبنیت شخص خود مختار: (کرتی) (ایروگیشن Arrogation)۔ اس وقت واقع ہوتی تھی جب کہ ایک خود مختار شخص اپنے تئیں کسی دوسرے مدنی کے اختیار میں دیکر آپ غیر خود مختار بن جاتا۔ اور چونکہ اس کارروائی سے ایک رومنی خاندان مفقود ہوجاتا تھا لہذا اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین کا حکم لینا ضروری تھا۔ کارروائی ابتداً کمیٹیا کلاٹا (Comitia calata) میں پیش ہوتی تھی جہاں اس عمل کے قرین مصلحت ہونیکے متعلق احبار کی تحقیقات ختم ہونیکے بعد پدر تبنی، پسر تبنی اور جو مدنی حاضر ہوں ان سب سے علی الترتیب سوال کیا جاتا تھا کہ آیا وہ اس تبنیت سے اتفاق کرتے ہیں۔ اگر وہ اتفاق کرلیں تو حکم نافذ کیا جاتا جسکی رو سے پسر تبنی اپنے نئے خاندان کا رکن بن جاتا اور اس کے اصلی خاندان سے اسکا تعلق منقطع ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے پدر تبنی کے اختیار میں چلا جاتا تھا جسکے مقابل میں اسکا تعلق ابن العایلہ کا ہوتا تھا اور اوس کی

[1] اس بنائے نام تبنیت از روئے وصیت سے بظاہر غرض یہ تھی کہ وارث اس شرط کے ساتھ مقرر کیا جائے کہ وہ مورث کا نام اختیار کرے لیکن دیکھو گرارڈ (Girard) صفحہ ۱۷۱ - ۱۷۲۔

قدیم مذہبی رسوم بھی متروک ہو جاتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ اسکے نئے اختیار اسکی اولاد یا وارث (اگر کوئی ہوں) اور اسکی تمام جائداد (یعنی تمام جائداد مادی اور حقوق) بھی چلے جاتے تھے۔ الّا ایسے خاص شخصی حقوق[1] جو اس تنزل حیثیت قانونی[2] (کیا پٹیو ڈیمنیٹیو Captio Deminutio) سے زائل ہو جاتے تھے۔ کیونکہ اس کارروائی سے تنزل حیثیت قانونی واقع ہوتا تھا۔ لیکن پسر متبنیٰ کے ذمہ جو وجوبات ہوں ان میں یہ تفریق کی گئی کہ اگر وہ اس پر اس وجہ سے عاید ہوتے تھے کہ وہ کسی تیسرے شخص متوفی کا وارث تھا تو وہ وجوبات پدر متبنیٰ پر منتقل ہو جاتے تھے۔ اور انکی پابندی اس پر لازمی ہوتی تھی۔ اگر وہ محض شخصی تھے تو قانوناً سراسر منسوخ ہو جاتے تھے۔ زمانہ مابعد میں پریٹر نے دائنین کو یہ حق عطا کیا کہ وہ اس جائداد سے اپنا قرضہ بیباق کرلیں۔ جو تبنیت واقع نہ ہونیکی صورت میں پسر متبنیٰ کی ملک ہوتی (دیکھو گیئس دفتر سوم فقرہ ۸۴) مجلس عشریہ کا اختیار وضع قانون زایل ہونیکے بعد جب ہر بیوں کی نمایندگی تیس چوبدار (لکٹرس Lictors) کرنے لگے تو اس وقت بھی مجلس مذکورہی میں شخص خود مختار کی تبنیت کی کارروائی ہوتی تھی۔ لیکن یہ کارروائی کچھ محض تکمیل ضابطہ کی غرض سے نہیں کیجاتی تھی۔ کیونکہ اس وقت بھی عدالتی تحقیقات کیجاتی تھی اور فریقین کی رضامندی بھی پہلے کی طرح ضروری تھی (ڈایکلیٹین Diocletian) کے زمانہ تک ضابطہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ مگر اسکے بعد مجلس عشریہ کے حکم کے بجائے شہنشاہ کا فرمان لازمی قرار دیا گیا۔ شہنشاہ مذکور نے صرف اتنی تبدیلی کی کہ پدر متبنیٰ کے حق کو پسر متبنیٰ کی جائداد میں فقط عین حیات منفعت (یوزو فرکٹ Usufruct) تک محدود کر دیا[3]۔

---

[1] مثلاً وہ خدمات جو عتیق کو اس کے مقابل میں انجام دینی تھیں۔ سابق میں ان خدمات میں حق منفعت (یوزو فرکٹ Usufruct) اور استعمال (یوسس Usus) بھی داخل تھے لیکن جسٹینین نے اس خصوص میں قانون میں ترمیم کردی۔

[2] دیکھو ضمیمہ صفحہ ۱۱۴۔

[3] سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے کہ گیئس اور جسٹینین دونوں اصطلاح تبنیت (ایڈاپٹیو Adoptio)

ابتداً چونکہ کارروائی مجلس عشریہ میں ہوا کرتی تھی اس لئے تبنیت خود مختار فقط روما میں ہوسکتی تھی عورت تبنیت میں نہیں لیجاسکتی تھی اور نہ وہ کسی کو متبنیٰ لے سکتی تھی۔ نابالغ بھی اس قسم سے تبنیت میں نہیں لیا جاسکتا تھا۔ قید موخرالذکر کی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی شخص ایک چھوٹے لڑکے کو آج متبنیٰ بنالے اور کل آزاد کردے تو اس شخص پر کسی قسم کے وجوبات عاید نہیں ہوتے تھے لہٰذا اس شخص کو اس لڑکے کی تمام جائداد ملجاتی اور اسکے قبضہ میں بحال رہ جاتی جب مجلس عشریہ کے عوض شہنشاہ کے فرامین لازمی قرار دئے گئے تو صوبہ جات میں خود مختار اشخاص کی تبنیت ممکن ہوگئی (ڈائکلیٹین Diocletian) کے زمانہ میں یہ تسلیم کیا گیا کہ عورتیں متبنیٰ ہوسکتی ہیں اور انٹونائینس پئیس کے زمانہ میں نابالغ کی تبنیت بھی چند سخت شرائط کے ساتھ ممکن کردی گئی۔ فریقین کی عمر میں تبنیت سے جن اشخاص کا تعلق ہو انکے اغراض۔ وہ امکان جو اسکے خاندان کو نقصان پہنچنے کا ہو اور فریق ثانی کے فواید۔ غرض ان سب امور کے دریافت کرنے کے علاوہ چند اور شرطیں بھی تکمیل طلب ہوتی تھیں مثلاً۔

(۱) اس قسم کی تبنیت میں متبنیٰ کو اکثریہ اختیار دیا جاتا تھا کہ اسکی عمر ۱۴ سال کی ہونیکے بعد اگر وہ چاہے تو تبنیت کو منسوخ کردے۔

(۲) پدر متبنیٰ کو ضمانت دینی پڑتی تھی کہ اگر معقول وجہ کی بنا پر لڑکے کو ۱۴ سال کی عمر سے پہلے آزاد کردے یا اگر وہ لڑکا اس عمر کو پہنچنے سے پہلے مرجائے تو پہلی صورت میں جائداد لڑکے کو اور دوسری صورت میں اس کے ورثا کو واپس دے دیگا۔

(۳) اس کے علاوہ اس امر کی بھی ضمانت لیجاتی تھی کہ اگر وہ لڑکے کو محروم الارث کرے یا اسکی عمر ۱۴ سال کی ہونے سے پہلے بغیر معقول وجوہ کے آزاد کردے تو

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کو تبنیت "خود مختار" (ایروگاٹیو) اور تبنیت غیر خود مختار (ایڈاپٹیو) کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ دونوں مصنفین تبنیت غیر خود مختار کو اسکے صحیح معنوں میں بطور (ایڈاپٹیو ایمپریو مجسٹریٹس Adoptio Imperio magistratus) کے استعمال کرتے ہیں گیئس تبنیت خود مختار کو (ایڈاپٹیو پاپیولی اکٹوری ٹاٹی Adoptio populi Auctoritate) اور جسٹنین (پرنسپی ریسکرپٹو Principi rescripto) کہتا ہے

وہ نہ صرف لڑکے کی جائداد واپس دیدیگا بلکہ اپنی ذاتی جائداد کا بھی ایک ربع دیگا جسکو (کوارٹا انٹونانیا یا کوارٹا ڈیوی پا Quarta Antonina or Quarta Divi Pii) بھی کہتے تھے۔

تبنیت غیر خود مختار اور تبنیت خود مختار خصوصہا ذیل میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں:۔

(۱) ہر صورت میں (بجز جسٹنین کی تبنیت ناممکمل کے) اس شخص کا خاندان بدل جاتا تھا۔

(۲) اس اصول پر کہ "تبنیت قدرت کی تقلید کرتی ہے" لازم تھا کہ پدر متبنی کی عمر دوسرے شخص سے کم سے کم (۱۸) سال زائد ہو اور اگر متبنی خفتی ہو تو وہ کسی قسم کی تبنیت کا مجاز نہیں تھا۔

(۳) چونکہ "خاندان عورت پر ختم ہوتا ہے" لہذا عورت کسی قسم کی تبنیت کی مجاز نہ تھی اگرچہ زمانہ مابعد میں از راہ مراحم شاہنشاہی عورت کو اس بنا پر کہ اس کے بچے مر گئے ہیں تسکین خاطر کے لئے ایسی تبنیت کی اجازت دی گئی۔ جو ہم شکل تبنیت ہو یعنی جس سے اختیار پدری حاصل نہ ہوتا ہو۔

تبنیت خود مختار اور تبنیت غیر خود مختار میں حسب ذیل اختلافات ہیں:۔

(۱) تبنیت غیر خود مختار میں ایک شخص غیر مختار اور تبنیت خود مختار میں ایک شخص خود مختار کا خاندان بدل جاتا تھا۔

(۲) تبنیت خود مختار میں نہ صرف وہ متبنی جو قبل ازیں خود مختار تھا بلکہ اسکی اولاد و ورثاء بھی متبنی کے اختیار میں آجاتے تھے۔

(۳) جب تک کہ تبنیت خود مختار عوام کے حکم سے ہوتی تھی اسکی کارروائی صرف روما میں ہو سکتی تھی۔

(۴) از روئے تبنیت غیر خود مختار عورتیں ہمیشہ تبنیت میں لیجا سکتی تھیں۔ ڈایکلیٹین کا زمانہ آنے تک انکی تبنیت از روئے تبنیت خود مختار ممکن نہ تھی۔

(۵) از روئے تبنیت غیر خود مختار نابالغ ہمیشہ متبنی کیا جا سکتا تھا مگر حسب بیان متذکرہ صدر اسکو از روئے تبنیت خود مختار متبنی کرنا[۱] اینٹونائنس پیس کے زمانہ کے بعد ممکن ہوا۔

---

[۱] بجز اس صورت کے کہ شہنشاہ بطور خاص اجازت دے۔

ب ۔ اختیار پدری کا اثر

قانون ملک (جس سویل Jus civile) کے سخت نظریہ کے بہ موجب اب العایلہ اپنے بچوں کو یا اولاد کو جو اسکے اختیار میں ہوں گھر سے نکال سکتا ۔ سزا دے سکتا ۔ غلاموں کی طرح بیچ سکتا یا قتل کر سکتا تھا ۔ اگر وہ کسی بچہ کو بہ عبور دریائے تایبر بطور غلام کے بیچ دے تو اس بچہ کی حالت محض غلام کی سی ہو جاتی ۔ اگر روما میں بیچے تو مشتری کے مقابلہ میں وہ بہ حالت شئے مبیعہ" ہوتا تھا ۔ اگر مشتری اسکو آزاد کر دے تو وہ پھر اپنے باپ کے اختیار میں آجاتا اور اس لحاظ سے اس کی حالت غلام صحیح سے بھی بدتر ہوتی تھی کیونکہ عتاق کے بعد غلام کی حالت آزاد شخص کی ہو جاتی تھی ۔ حقوق پدری کے حقیقی استعمال کے نظایر کے منجملہ یہ بھی ہیں :-

الف ۔ (یل ۔ جونیس بروٹس L. Junius Brutus) نے اپنے بیٹوں کو مار ڈالا

ب ۔ اغسٹس نے اپنی بیٹی کو بدچلنی کی پاداش میں خارج البلد کر دیا ۔

ازمنۂ ابتدائی میں ایسے اختیار کے استعمال بیجا کی روک تھام کے لئے جو قانونی احکام تھے وہ وہی تھے جو الواح اثنا عشر میں بیع کے متعلق مندرج تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ شہنشاہیت کا دور آنے تک اختیار مالکانہ (ڈامینیکا پوٹسٹاس Dominica potestas) کی طرح اختیار پدری کے بھی ناجایز استعمال کا احتمال ہونے لگا ۔ بنابریں باپ کا جو اختیار بیٹے پر تھا اسکو صریح وضع قانون کے ذریعہ سے کم کر دیا گیا ۔ اور قسطنطین نے بچوں کے مار ڈالنے کو ویسا ہی جرم قرار دیا جیسا کہ جرم پدرکشی تھا ۔ فقہائے مستند کے زمانہ میں بچوں کو بطور غلام کے بیچنا عملاً متروک تھا ۔ اگرچہ جسٹینین کے زمانہ میں بھی انتہائی عسرت کی حالت میں باپ اگر چاہے تو اپنے نومولود اطفال (سانگونیالانٹی Sanguinolenti) کو بیچ سکتا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسٹینین کے زمانہ میں بھی چند حقوق اس عظیم حق سے بچ رہے تھے جو باپ کو اپنے لڑکوں کی جان و مال پر حاصل تھا یعنی یہ کہ وہ اپنے نومولود اطفال کو بیچ سکتا ۔ بچوں کو تادیباً سزا دے سکتا ۔ اور بچوں کے ازدواج کو نامنظور کر سکتا تھا ۔

ابتدا میں ابن العایلہ کسی جائداد کا مالک نہیں ہو سکتا تھا ۔ کیونکہ غلام کی طرح جو کچھ وہ حاصل کرتا وہ اپنے اب العایلہ کے لئے حاصل کرتا تھا اور دور شہنشاہیت تک

اگر ابن العایلہ کسی جائداد کا مالک ہو سکتا تھا وہ صرف اسکا اثاثہ (پیکولیم Peculium) تھا جسکو (پروفکٹی کم Profecticium) کہتے تھے۔ یا وہ جائداد جس کے استعمال کی اجازت اسکے باپ نے دی ہو لیکن جسکو باپ کسی وقت بھی واپس لے سکتا تھا۔ دور شہنشاہیت کے اوایل میں تبدیلیوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور ابن العایلہ کو وہی ممتاز حالت مالکانہ حاصل ہوئی جو انگلستان میں کتخدا عورتوں کو جائداد جداگانہ کے اصول کے لحاظ سے حاصل ہے۔

اگسٹس نے (پیکولیم کاسٹرانسی Peculium castrense) اثاثۂ حاصل جنگ رایج کیا جس میں وہ تمام مال شامل تھا جو ابن العایلہ کو جنگی خدمت سے ملا ہو۔ اثاثہ کو اختیار پدری سے خارج کر لیا گیا اور ابن العایلہ اس مال کو حین حیات یا بذریعہ وصیت نامہ اس طرح منتقل کر سکتا تھا گویا کہ وہ آپ خود مختار تھا۔ اگرچہ ہیڈرین کا زمانہ آنے تک جائداد کے وصیت کرنیکے لئے لازم تھا کہ ابن العایلہ میدان جنگ میں ہو۔ صرف اس صورت میں جب کہ اپنے باپ کی زندگی میں اپنے اثاثہ کو منتقل کئے بغیر مرجائے تو باپ اس اثاثہ کو اس طرح لے لیتا تھا گویا وہ اسی کی جائداد تھی (جیوری پیکیولی آئی Jure peculii) جسٹینین کے وضع قانون کے بعد وہ اس کو وراثتاً لے لیتا تھا جوری ہیریڈیٹاریو Jure Hereditario قسطنطین کے زمانہ میں اثاثہ ہمشکل اثاثہ حاصل جنگ (پیکیولیم کویسا کاسٹرانسی Peculium quasi castranse) کا رواج ہوا۔ بیٹا جو کچھ ملکی ملازمت میں کمائے وہ اسی کی ذاتی ملک متصور ہوتی مگر وہ اسکو بذریعہ وصیت نامہ منتقل نہیں کر سکتا تھا۔ یہ رعایت صرف جسٹینین نے عطا کی۔ زمانہ مابعد میں اس اثاثہ کے اندر ہر وہ چیز داخل ہوگئی جو بیٹے نے بہ حیثیت ملازم ملکی کمائی ہو۔ قسطنطین کے زمانہ میں پیکولیم ایڈون ٹیکیم کا بھی رواج ہوا۔ بچہ کو اپنی ماں کے وارث ہونیکی وجہ سے جو کچھ بھی ملتا (جائداد مادری بانامیاٹرنا Bonamaterna) وہ اس اثاثہ میں داخل ہوتا تھا۔ اور باپ کو اس پر صرف حق حین حیات (یوزوفرکٹ Usufruct) حاصل تھا۔ ملکیت یا حق عود لڑکے کو حاصل رہتا تھا۔ پھر اس اثاثہ کو اس قدر وسعت دی گئی کہ اس میں وہ تمام جائداد شامل ہوگئی جو بچہ کو اس کے سلسلہ مادری سے ملی تھی۔ (جائداد سلسلہ مادری - بانامیاٹرنا جنرس Bonamaterna Generis) اور وہ جائداد جو ازدواج سے حاصل ہوئی تھی

(جائداد حاصل از دواج۔ لیوکرا نپٹیالا Lucra Nuptialia) جسٹینین نے اسمیں ہر قسم کی جائداد کو داخل کر دیا۔ مگر بہ استثنائے اثاثۂ حاصل جنگ اور اثاثۂ مشکل اثاثۂ حاصل جنگ اور (پیکیولیم پروفکٹی کیم Peculium Profecticium) کے جو اس کو باپ سے حاصل ہوا تھا (جائداد عطا کردۂ پدری۔ ایکس ری پیاٹریا Ex re patris) گیئس کے زمانہ میں اگر باپ اپنے بیٹے کو آزاد کرے تو اول الذکر کو یہ حق حاصل تھا کہ (پیکیولیم ایڈ وینٹیکیم Peculium adventicium) کا قطعی ایک ثلث اپنے لئے رکھ لے۔ جسٹینین نے اس قانون کو بدل دیا۔ اس اثاثہ کے نصف حصہ پر باپ کو حق حین حیات دیا گیا اور اسطرح بچہ کو مابقی نصف حصہ سے باپ کے زمانۂ زندگی میں آمدنی ملتی تھی۔ اور باپ کے مرنے پر پوری جائداد پر ملکیت حاصل ہو جاتی تھی۔

اگر اب العایلہ اور ابن العایلہ کے مابین کوئی معاہدہ ہو تو اس سے صرف ایک اخلاقی وجوب پیدا ہوتا تھا۔ لیکن برخلاف غلام کے معاہدہ کے اگر بیٹا کسی شخص ثالث سے معاہدہ کرے تو اس سے ایک قانونی وجوب وجود میں آتا تھا۔ (یعنی قانون کی رو سے بیٹا اور شخص ثالث دونوں پر پابندی عاید ہوتی تھی) اگرچہ ابتداً جو فائدہ ایسے معاہدہ سے ہوتا وہ اب العایلہ کو حاصل ہوتا تھا مگر ایسے معاہدہ سے جو نقصان ہو اسکا اثر اب العایلہ پر نہیں ہو سکتا تھا۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ گو اصولاً ابن العایلہ قانوناً جتنے معاہدے چاہتا کر سکتا تھا مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ بجز دو صورتوں کے لوگ اس سے معاملہ کرنیکے لئے آمادہ ہوتے ہوں گے۔

(۱) جہاں کہ خود اپنے نام سے اس اثاثہ کے متعلق معاہدہ کر رہا ہو جو کہ اس کو شہنشاہیت کے زمانہ میں ملا تھا۔

(۲) جب کہ بیٹا اپنے باپ کے کارندہ کی حیثیت سے کام کر رہا ہو اور اس میں معقول امید اس بات کی ہو کہ بذریعہ نالش بر بنائے معاہدۂ نایب (ایکٹیو ایڈجکٹی ٹیائی کوالی ٹاٹس Actio Adjectitiae qualitatis) باپ کو ذمہ دار کر سکیں۔ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ الخ)

ایسی صورت میں جب کہ ابن العایلہ کو اس کے باپ سے کوئی مضرت پہنچی ہو تو اسکو کوئی قانونی چارہ کار نہیں مل سکتا تھا۔ بجز اسکے جہاں کہ صریح طور پر کوئی قانون موضوعہ

اسکی حمایت کیلئے موجود نہ ہو۔ اگر کسی شخص ثالث نے مضرت پہنچائی ہو تو عموماً نالش کرنیکا مجاز اب العایلہ تھا نہ کہ ابن العایلہ۔ اگرچہ ابن العایلہ نالش مضرت (ایکٹیو انجوریارم Actio in juriarum) دائر کرسکتا اور اپنے نام سے (انٹرڈکٹم کواڈ وی انٹ کلام Interdictum quod vi aut clam) کیلئے درخواست دے سکتا تھا۔

اگر بیٹے نے باپ کو مضرت پہنچائی ہو تو آخر الذکر جیسی سزا چاہتا دے سکتا تھا۔ گو رومنی قانون کے زمانۂ مابعد میں سنگین سزا کا حکم صرف حاکم عدالت دے سکتا تھا۔ اگر مضرت کسی شخص ثالث کو پہنچائی گئی ہو تو ابتداءً جس طرح غلام حوالہ کیا جاتا تھا اسی طرح اب العایلہ مجبور تھا کہ ابن العایلہ کو مثل غلام کے ("بہ حالت شئے مبیعہ") اس دوسرے شخص کے حوالہ کردے تاکہ وہ شخص اپنا انتقام لے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسکو یہ اجازت دی گئی کہ اسکو اس طرح سے بطور غلام کے حوالہ کرنیکے عوض ہرجہ ادا کرے اور ("پیاپنین" کا زمانہ آنے تک اگرچہ لڑکا اس طرح حوالہ کردیا جاتا گر سابق کی طرح دوامًا شخص متضرر کے مقابل میں غلام کی حالت میں نہیں رہتا تھا۔ بلکہ صرف اسوقت تک رہتا تھا کہ اسکی محنت سے زرمعاوضہ ادا ہو جائے۔ بالآخر جسٹینین نے شخصی حوالگی (ناکسے ای ڈیڈیٹیو Noxae deditio) کو یک لخت موقوف کردیا۔

نالش مضرت اور (انٹرڈکٹم کواڈ وی انٹ Interdictum quod vi aut clam) کے علاوہ ابن العایلہ اپنے نام سے ذیل کی نالشیں دایر کرسکتا تھا:۔

نالش ایسی وصیت کی بناپر جس میں حقوق کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو۔ (کویریلا ان آفیکیوسی ٹسٹامینٹی Querela inofficiosi testamenti)

نالش ودیعت (ایکٹیو ڈپازیٹی Actio depositi)

اور نالش نسبت معاہدہ عاریت[1] (ایکٹیو کموڈاٹی Actio commodati) غالباً اس کو نالشات (ان فیاکٹم In factum) کی نسبت بھی اجازت تھی یعنی ایسے معاہدوں کو نافذ کرانیکے لئے جو اس نے اپنی آزادمالکانہ حالت کے لحاظ سے کئے ہوں، جو اس کو اثاثہ حاصل جنگ اور اثاثہ ہمشکل اثاثہ حاصل جنگ کے باعث حاصل ہوئی تھی۔

اختیار پدری کا اطلاق قانون عام پر نہیں ہوتا تھا۔

---

[1] دیکھو (پوسٹی Poste) صفحہ ۴۱ تا ۴۲ لیج۔

ابن العایلہ کو حق رائے حاصل تھا۔ وہ خدمات عامہ حاصل کرسکتا تھا مثلاً حاکم عدالت یا ولی بن سکتا) اور حاکم عدالت کی حیثیت سے اپنی ہی تبنیت غیر خود مختار کی کارروائی میں صدر نشین بن سکتا تھا۔ عوارض اختیار پدری سے قانون عام کا متاثر نہ ہونا اور اسکے ساتھ مختلف اثاثوں کا نشو و نما پانا۔ ابن العایلہ پر باپ کے حق جان و مال کا محدود ہونا غالباً یہی وجوہات ہیں کہ قانون روما کے ہر ایک زمانہ میں اختیار پدری کا تصور مسلسل پایا جاتا ہے۔

ج۔ اختیار پدری حسب ذیل صورتوں میں باقی نہیں رہتا تھا:۔

(۱) جب کہ فریقین سے کوئی ایک فوت ہو جائے بشرطیکہ اس شخص کی وفات سے جسکے اختیار میں ابن العایلہ تھا وہ اپنے آبا میں سے کسی اور شخص کے اختیار میں نہ آجاتا ہو۔ مثلاً زید جو دادا ہے اسکے اختیار میں اس کا بیٹا عمر اور پوتا بکر ہے۔ زید کی وفات سے بکر خود مختار نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے باپ عمر کے اختیار میں آجاتا ہے۔

(۲) تبنیت سے بشرطیکہ جسٹینین کے زمانہ میں وہ تبنیت مکمل ہو۔

(۳) عورتیں اختیار پدری سے خارج ہو جاتی تھیں جب کہ از روئے ازدواج یا حق شوہر وہ دوسرے خاندان میں دیدی جاتی تھیں۔ (جب تک کہ یہ طریقہ رائج رہا)۔

(۴) جب کہ بچہ کو کوئی نمایاں امتیاز عام حاصل ہوا ہو۔ مثلاً گیس کے زمانہ میں فلمین ڈیالس Flamen Dialis ) یعنی پرستار مشتری یا وسٹل ورجن یعنی دوشیزہ خادمہ مشتری ( Vestal virgin ) جسٹینین کے زمانہ میں اسقف یا سول یا فوجی افسر (پریفکٹ Prefect ) بننا۔

(۵) قانون مابعد کے زمانہ میں جب کہ باپ اپنے بچہ کو گھر سے نکال دیتا یا اپنی بیٹی کو کسبی بناتا تو اسکا اختیار پدری باقی نہیں رہتا تھا۔

(۶) باپ یا بچہ کے غلام بننے یا حق ابنیت کے زائل ہو جانے سے۔

۱؎ لیکن پاسٹی لیمنیم کے امر مفروضہ امکانی کی بنا پر حقوق پدری پھر حاصل ہو جاتے تھے۔

(۷) جب کہ باپ کسی دوسرے مدنی کی تبنیت خود مختار میں چلا جائے مگر جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے آخر الذکر کو اول الذکر کے بچوں پر بھی اختیار پدری حاصل ہوتا تھا۔

(۸) بچہ کو بطور غلام کے بیچنے سے۔ مگر لڑکا صرف تین بار فروخت کئے جانیکے بعد اختیار پدری سے نکل جاتا تھا۔

(۹) اختیار پدری کے ختم ہونیکا عام ترین طریقہ یہ تھا کہ لڑکے کو آزاد کر دیا جائے۔ یعنی یہ کہ باپ اپنی مرضی سے لڑکے کو آزاد کر دے۔ گیئس کے زمانہ میں لڑکے کو آزاد کرنیکا طریقہ حسب ذیل تھا:۔

چونکہ غرض یہ ہوتی تھی کہ تبنیت کی منزل اول کی طرح قانونی رشتہ داری کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے رسم عتاق کا حصہ اول بالکل وہی ہوتا تھا جو تبنیت میں ہوتا تھا۔ یعنی بچہ کو (اگر وہ لڑکا ہو) فرضی بیع کے ذریعہ سے تین بار ایک شخص غیر کے ہاتھ بیچ دیا جاتا اور بیع اول و دوم کے بعد بہ طریقۂ عتاق بالعصا آزاد کر دیا جاتا (مینومیٹو وِنڈکٹا = Manumitto vindicta) (اگر وہ بچہ لڑکا نہ ہو بلکہ لڑکی یا پوتا ہو تو ایک بار فروخت کرنا کافی تھا) بچہ کی حیثیت مشتری کے مقابلہ میں "بہ حالت شئے بیعہ" کی ہوتی تھی۔ اور بیع نقد کی منزل دوم یہ تھی کہ اسکو اسی حالت سے جو غلامی کی حالت کی ہمشکل تھی آزاد کر دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف وہ باپ کے اختیار سے باہر ہو جائے بلکہ ایک آزاد شخص بن جائے۔ ظاہر ہے کہ اگر مشتری بچہ کو جو اسکے مقابل میں غلام کی حالت میں تھا بذریعۂ عتاق بالعصا آزاد کر دیتا تو یہ مقصد بہ آسانی حاصل ہو جاتا۔ لیکن یہ عام طریقہ نہیں تھا کیونکہ ایسی صورت میں مشتری کے معتق غیر (اکسٹرینیس مانومیسر = Extraneus manumissor) ہونیکے باعث اسکو اس بچہ کی جانشینی کا حق حاصل ہو جاتا۔ جو درحقیقت اسکے باپ کا حق تھا۔ اسلئے عموماً تیسرا بیع بالوفا کہا جاتا (فائڈکیا = Fiducia)[۱] یعنی یہ کہ

[۱] قانون ترقی یافتہ میں اگرچہ کوئی صریح بیع بالوفا نہ ہونے پر بھی مشتری آزاد کر دیا کرتا تھا تاہم حقوق جانشینی کیلئے مشتری باپ کا مرہون منت ہوتا تھا۔

مشتری اسکو دوبارہ اسکے باپ کے ہاتھ بیچدے۔ بعد میں بچہ کو آزاد کردیتا تھا۔ اور اسی طرح بطور پدر معتق (پیرنس مانو میسر Parens manumissor) کے اسکو جانشینی کے حقوق حاصل ہوجاتے تھے۔ عتاق کو سب سے پہلے (اناسٹیسیس (Anastasius) نے اسطرح آسان کیا کہ تحریری جواب شاہنشاہی (امپیریل رسکرپٹس (Imperial rescripts) کی بنا پر آزادی کو ممکن کردیا۔ اس طریقہ کو ایمانسی پاٹیو اناسٹیسیانا = (Emancipatio Anastasiana) کہتے تھے۔ یہ طریقہ عموماً اس وقت اختیار کیا جاتا تھا جب کہ بچہ وطن سے دور ہو اور اس لئے معمولی رسم کی ادائی ممکن نہ ہو۔ بالآخر جسٹینین کے زمانہ میں باپ اور بیٹا اگر دونوں حاکم عدالت کے اجلاس پر اپنا بیان قلمبند کرا دیتے تو آزادی عمل میں آجاتی تھی جسکو عتاق جسٹینین (امانسی پاٹیو جسٹینیانا = (Emancipatio Justiniana) کہتے تھے۔

## ذیلی دفعہ ۲۔ وہ اشخاص جو بیع بعینی کی وجہ سے حالت شے مبیعہ میں آجاتے تھے اور جنکو اشخاص "بہ حالت غلامی" بھی کہتے تھے۔

اس حالت میں ایک آزاد شخص حسب ذیل صورتوں میں آتا تھا:۔

(۱) قانون قدیم کی رو سے اگر رب العایلہ اپنے لڑکے کو روما میں بطور غلام کے بیچدے۔ اور اگر بہ عبور دریائے تابیر بیچے تو اسکی حالت غلام صحیح کی ہوتی تھی کیونکہ یہ حیثیت قانونی جس کو بہ حالت شے مبیعہ کہتے تھے صرف روما کیلئے مخصوص تھی۔

(۲) اگر تبنیت یا عتاق کی کارروائی کے دوران میں وہ فرضی طور پر بیچدیا جائے۔

(۳) اگر شخص حوالگی بر بنائے مضرت (نکسے ایڈیٹیو Noxae deditio) کی بنا پر رب العایلہ اس کو حوالہ کردے۔

(۴) اگر کسی عورت کا شوہر جس نے اس کو خریدا کیا ہو فرضی بیع کے ذریعہ سے اس کو فروخت کردے مثلاً طلاق کی تمہید کے طور پر۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۸ اور تحریر ذیل جو بیع زوجہ با حق شوہر (کوایمپٹیو Coemptio) کے بیان میں ہے۔

غلام صحیح اور ایسے شخص میں جو بہ حالت غلامی تصور کیا جائے حسب ذیل فرق تھا:۔
(۱) آخر الذکر کے حقوق ملک و حق تجارت پورے بحال رہتے تھے۔ اگرچہ یہ بحالی صریح طور پر ظاہر نہ ہو۔
(۲) عتاق سے وہ حر ہو جاتا تھا اگرچہ عتیق (لبرٹینس Libertinus) نہیں بنتا تھا۔
(۳) ایسے شخص کی آزادی پر قیود نہ تو قانون "ایلیا سنٹیا" اور نہ قانون "فو فیا کیانینا" نے عاید کئے۔
(۴) گیئس کے زمانہ میں اگر آقا کسی ایسے شخص کے ساتھ جو بہ حالت غلامی ہو ذلت آمیز سلوک کرتا تو وہ نالش مضرت کا مستوجب ہوتا۔

اسکے برخلاف شخص "بہ حالت غلامی" اور غلام میں اس وجہ سے مشابہت تھی کہ:۔
(۱) وہ قانوناً خود پر وجوبات عاید نہیں کر سکتا تھا۔
(۲) وہ جو کچھ حاصل کرتا اسکے آقا کی ملک ہوتی تھی۔
(۳) غالباً زمانہ قدیم میں اسکے بچوں کی حالت بھی مشکل غلامی کی تھی۔ اگرچہ اس خصوص میں[1] گیئس کا زمانہ آنے تک قانون میں ترمیم ہو چکی تھی۔
(۴) اسکا آقا اسکو کسی دوسرے شخص کے پاس بہ حالت مشکل غلامی بین حیاتین (انٹر ویوس Inter vivos) یا ومیتہ (مارٹس کازا Mortis Causa) منتقل کر سکتا تھا۔ اور اگر ایسا شخص جو بہ حالت شے بیعہ ہو اسکے آقا سے خلاف قانون لے لیا جائے تو وہ بذریعہ نالش (ونڈیکاٹیو Vindicatio) جو ایک نالش بہ مقابلہ شے تھی (یعنی Real action) اسکی واپسی کا دعویٰ کر سکتا

[1] گیئس کہتا ہے کہ کسی لڑکے کا بچہ جو بیع اول یا ثانی کے بعد رحم میں قرار پائے اگرچہ وہ فی الواقع بیع ثالث کے بعد تک پیدا نہ ہوا ہو وہ اپنے دادا کے زیر اختیار ہوتا تھا۔ لیکن اگر بیع ثالث کے بعد قرار پائے تو دادا کے اختیار میں نہیں ہوتا تھا۔ لابو (Labeo) کے قول کے بموجب بچہ اپنے باپ کے آقا کے مقابل میں بہ حالت شے بیعہ ہوتا تھا۔ لیکن گیئس کہتا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب باپ کی حالت شے بیعہ کی ہوتی ہے تو بچہ کی حیثیت معطل رہتی ہے۔ اگر باپ آزاد ہو جائے تو بچہ اسکے اختیار میں آجاتا ہے۔ اگر باپ بحالت شے بیعہ فوت ہو جائے تو بچہ خود مختار ہو جاتا ہے۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۳۵)

اور جہاں سرقہ ہوا ہو وہاں نالش سرقہ (ایکٹیو فرٹی Actio furti) دائر کرسکتا تھا۔ اور

(۵) اسکو آزاد کرنیکے لئے انہی طریقوں کی ضرورت ہوتی تھی جو غلام صحیح کیلئے ضروری تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گیئس کے زمانہ میں ایسی حیثیت قانونی صرف ذیل کی اشکال میں اہمیت رکھتی تھی۔

الف۔ جب کہ بچہ نے کسی دوسرے کو مضرت پہنچائی ہو اور بہ پاداش مضرت سپرد کردیا گیا ہو۔

ب۔ جب کہ باپ نے اپنے لڑکے کو اس شرط امانتی کے ساتھ بیچا ہو کہ وہ دوبارہ اس کے ہاتھ بیچا جائے۔ کیونکہ گیئس کہتا ہے کہ بجز ان صورتوں کے وہ شخص "بہ حالت شے مبیعہ یا غلامی" اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بھی آزادی حاصل کرسکتا تھا۔ اگر وہ اپنا نام رجسٹر مردم شماری میں درج کرادے۔ جسٹینین کے زمانہ سے بہت پہلے آبا کو جو حقوق اپنے بچوں کو غلام بنانیکے لئے بیچنے کے حاصل تھے وہ زائل ہوچکے تھے۔ اور اس کے زمانہ میں تبنیت اور اسکے مماثل اغراض کیلئے جو بیع فرضی طور پر ہوا کرتی تھی وہ مروج نہ رہی۔ پس جب کہ جسٹینین نے آزاد اشخاص کی شخصی حوالگی (ناکسل سرنڈر Noxal surrender) کو موقوف کردیا تو ان اشخاص "بہ حالت شے مبیعہ یا غلامی" کی قانونی حیثیت کلیۃً مفقود ہوگئی۔

## ذیلی دفعہ ۳۔ اختیار زوج (میانس Manus)

### ازدواج جایز (جسٹے ای نپٹیائی Justae Nuptiae)

از روئے قانون قدیم اختیار زوج شوہر اور زوجہ کے مابین وہ رشتہ یا تعلق تھا جسکی وجہ سے ازدواج کے بعد زوجہ کی ہم جدی رشتہ داری اس کے اصلی خاندان کے ساتھ ٹوٹ جاتی۔ اور وہ اپنے شوہر کے ہم جدی خاندان کی ایک رکن بنتی تھی۔ اسطرح کہ اس خاندان کے سردار یا اب العایلہ کے زیر اختیار ہوجاتی تھی اور اس طرح اس کے شوہر کے مقابل میں اگر وہی بزرگ خاندان ہو تو اسکی وہی حالت ہوتی تھی جو بیٹی کی ہوتی۔ پس چونکہ اختیار زوج ازدواج سے وجود میں آتا ہے اس لئے اسکا ذکر اس عنوان کے تحت سہولت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔

الف۔ ازدواج جایز :-

کسی ازدواج کو جایز ہونے کے لئے اسکا ایسا ہونا ضروری ہے جس سے بچوں اور ایسے ازدواج کی اولاد نرینہ سے جو دوسری نسل سے پیدا ہوں اختیار پدری حاصل ہو اسکے لئے شرائط ذیل کی تکمیل لازمی تھی :-

(۱) یہ لازمی تھا کہ فریقین ازدواج کو نافذ کرنیکے مجاز ہوں۔ ورنہ یہ ازدواج زیادہ سے زیادہ ازدواج بموجب قانون ممالک (میاٹریمونیم جورے گنٹیم Matrimonium jure gentium) سمجھا جاتا تھا۔ بچے صحیح النسب تو ہوتے مگر زیر اختیار پدری نہ ہوتے۔ اس شرط کی اہمیت اسوقت مطلقاً جاتی رہی جب کہ کیاراکیلا (Caracella) نے تمام آزاد رعایائے مملکت کو مدنیت عطا کردی کیونکہ حقوق مدنیت میں حق ازدواج بھی شامل تھا۔

(۲) بعض اشخاص قطعاً ازدواج جایز نہیں کرسکتے تھے۔ مثلاً متاہل۔ مملوک اور خصی۔ بعض لوگ صرف بعض صورتوں میں ازدواج درست نہیں کرسکتے تھے۔ مثلاً کوئی رکن سنیات کسی عتقیہ یا رقاصہ سے ازدواج نہیں کرسکتا تھا۔

(۳) فریقین میں قریب کی رشتہ داری نہیں ہونی چاہیئے خواہ وہ رشتہ داری قدرتی ہو کہ مصنوعی (یعنی ازروئے تبنیت) دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۵۸۵-۶۴- اور جسٹنین دفتر اول ۱۰ تا ۱۱ -

(۴) ہر فریق کی رضامندی ضروری تھی -

(۵) اگر کوئی فریق غیر خود مختار ہے تو اب العایلہ کا اذن لازمی تھا -

(۶) فریقین بالغ ہوں۔ یعنی مرد کی عمر ۱۴ سال اور عورت کی عمر ۱۲ سال ہو -

(۷) ازروئے قانون قدیم صرف وہ ازدواج ازدواج جایز تسلیم کیا جاتا تھا جس سے اختیار زوج پیدا ہوتا تھا - اور اختیار زوج صرف اس صورت میں پیدا ہوتا تھا جب کہ ازدواج بہ طریقہ کنفریٹیو (Conferreatio) یا کوایمپٹیو (Coemptio) یا بربنائے یوسس (Usus) ہوا ہو۔

کنفریٹیو ایک مذہبی طریقۂ ازدواج تھا جو مذہبی رسومات پر مبنی تھا - اور ابتداءً صرف پٹریشین اس طریقہ سے ازدواج کرسکتے تھے - پنڈت بنا کر مشتری کی پوجا کی جاتی تھی۔[1]

---

[1] دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۲ -

اور چند مذہبی معینہ الفاظ دس گواہوں کے مواجہ میں لیے جاتے تھے۔ ادائے رسم میں اجراعظم اور خدام مشتری (فلامنس ڈیالس Flamens dialis) سے مدد لی جاتی تھی۔
بیع زوجہ باحق شوہر (کوایمپٹیو Coemptio)۔ یہ ازدواج ازروئے قانون ملک تھا اور پلی بین Plebian کا ازدواج اسی طریقہ سے ہوتا تھا۔ یہ ایک بیع فرضی پر مبنی تھا۔ جو پانچ رومنی مدنی گواہوں اور ایک میزان بردار کے مواجہ میں ہوتا تھا۔ "بذریعہ مانکی پاٹیو یعنی بذریعہ فرضی بیع"

گیس کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر زوجہ کو اسکے اب العائلہ یا ولی سے خریدتا تھا۔ ("بیچی جاتی ہے وہ عورت جو اختیار زوج میں آتی ہے۔ یعنی بیع سے اختیار زوج حاصل ہوتا ہے") مگر اس بیان کے خلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو خرید کرتے تھے۔

ازدواج بربنائے تصرف (یوسس Usus) وہ طریقہ تھا جس سے زوجہ بربنائے قبضہ حاصل کیجاتی تھی۔ اور اس کو طریقہ "بیع زوجہ باحق شوہر" کے ساتھ وہی تعلق تھا جو حق قدامت (یوزوکیاپیو Usucapio) کو بیع نقد (مانکی پاٹیو Mancipatio) سے تھا۔ ایک رومنی مدنی جس نے جائداد کی قسم سے کوئی چیز خرید کی اور اس پر قبضہ حاصل کیا مگر ملکیت اس وجہ سے حاصل نہ ہو سکی کہ قانون ملک کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ کی تکمیل سے غفلت کی گئی تو بربنائے حق قدامت یعنی مرور زمانہ وہ مالک بن سکتا تھا۔ اس طرح کہ اگر وہ مال منقولہ ہو تو ایک سال کے مسلسل قبضہ کے بعد وہ اسکا مالک (ڈامینس Dominus) ہو جاتا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ رہتا جس سے وہ زوجہ کا سلوک کرتا رہا ہو مگر اس سے ازدواج نہ بہ طریقہ "بیع زوجہ باحق شوہر" اور نہ بہ ادائے رسوم مذہبی کیا اور عورت ایک سال تک بلافصل زوجہ کی حیثیت سے اسکے ساتھ رہی ہو تو مدت مقررہ کے انقضا کے بعد اس شخص کو اس عورت پر بطور زوجہ کے ملکیت حاصل ہو جاتی تھی۔ اور وہ عورت اس شخص کے اختیار زوج میں داخل ہو جاتی۔ اور اس ازدواج کو ازدواج جایز مان لیا جاتا تھا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ازمنۂ ابتدائی میں صرف وہی ازدواج ازدواج صحیح مانا جاتا تھا جو متذکرۂ صدر تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے انجام پاتا اور جس سے اختیار زوج

پیدا ہوتا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ الواح اثنا عشر کے زمانہ سے ہی ایک بے ضابطہ طریقۂ ازدواج ممکن ہو گیا تھا کیونکہ قانون مذکور کا منشاء دراصل یہ تھا کہ گو کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ سال بھر رہے اور اسکے ساتھ وہ زوجہ کا برتاؤ کرتا رہا ہو تاہم اختیار زوج نہیں پیدا ہوتا تھا اگر وہ زوجہ مسلسل تین شب گھر سے غیر حاضر رہے۔ (غیر حاضری سہ شب = ٹری ناکٹی ابسنٹیا= (Trinocti absentis) یہ غیر اغلب ہے کہ اس اصول کو تسلیم کرنے میں واضعان الواح اثنا عشر کا یہ منشا ہو کہ کسی نئی اختراع کو رواج دیا جائے کیونکہ حق قدامت کا جزو اعلیٰ ہمیشہ سے یہی مانا گیا تھا کہ قبضہ میں کوئی فصل (مداخلت = یوزرپاٹیو= Usurpatio) واقع نہ ہو۔ یعنی یہ کہ وہ بلا فصل ہونا چاہئے۔ واضح ہوگا کہ الواح اثنا عشر نے وضاحت کے ساتھ یہ قطعی تصفیہ کر دیا تھا کہ فصل کس چیز سے واقع ہوتا ہے۔ اور چونکہ مدت کی تعیین نہیں ہوئی تھی اس لئے جلد یا دیر کوئی نہ کوئی مدت معین کرنی چاہئے تھی۔ ورنہ یہ بحث ضرور پیش ہوتی کہ بازار جانیکے لئے عورت کا مکان سے غیر حاضر رہنا فصل میں داخل ہے۔ لیکن قطع نظر اسکے کہ الواح اثنا عشر کی یہ شرط جدید اختراع سمجھی جائے یا نہ سمجھی جائے یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کے اختیار میں نہ جانا چاہے تو اس کے لئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری تھا کہ ہر سال کے دوران میں مدت مقررہ کے لئے اپنے شوہر کے گھر سے غیر حاضر رہے۔ اور ایسی صورت میں وہ عورت حسب سابق اس شخص کے اختیار میں رہتی یا اگر خود مختار ہو تو اس شخص کی ولایت میں رہتی جسکے تحت وہ ازدواج سے پہلے تھی۔ اس قسم کے بلا ضابطہ ازدواج کا نام ازدواج بموجب قانون مالکیت پڑ گیا۔ اور ایسا ازدواج غیر ملکی بھی کر سکتے تھے۔ مگر ایسی زوجہ کو صرف عورت یا زوجہ (اکسر Uxor) کہتے تھے نہ کہ ام العایلہ جیسا کہ ازدواج جایز میں کہا جاتا تھا۔ اور بچے ماں کی پیروی کرتے تھے۔ یعنی وہ اپنے باپ کے اختیار میں نہیں ہوتے تھے حالانکہ درحقیقت اسی کے بچے تھے۔

گیئس کہتا ہے کہ ازدواج بر بنائے تصرف اور غیر حاضری سہ شب کے متعلق جو قانون تھا وہ اسکے زمانہ میں متروک ہو گیا تھا۔ "یہ کارروائی جزاً قانون موضوعہ سے منسوخ ہو گئی اور جزاً بے رواجی سے مٹ گئی" (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۱) وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مذہبی ازدواج موجود تھا۔ "اور یہ رسم ہنوز رائج ہے" (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۲)

اور جب وہ طریقہ بیع زوجہ باحق شوہر کا ذکر کرتا ہے تو زمانۂ حال استعمال کرتا ہے '' طریقہ
بیع زوجہ باحق شوہر میں مرد کو عورت پر اختیار زوج حاصل ہوتا ہے '' (دیکھو گیئس دفتر اول
فقرہ ۱۱۳) لیکن گیئس کے زمانہ میں مذہبی ازدواج صرف ایک خاص غرض کے لئے
استعمال ہوتا تھا اور اسکا اثر بھی محدود تھا۔ وہ خاص غرض یہ تھی کہ کوئی شخص کاہن شاہی
(ریکس سیاکرورم Rex sacrorum) یا صدر خادم مشتری (فلامنس Flamens)
بننے کا اہل ہو سکے۔ کیونکہ یہ خدمات ان اشخاص کو دیجاتی تھیں جن کے والدین کا بیاہ
(کنفری ایٹی پیرنٹس Conferreati Parentis) اس طریقہ سے ہوا ہو۔ اور لازم تھا کہ
انکا بیاہ بھی اس رسم کے ساتھ ہو۔ اور اسکا اثر اس لئے محدود تھا کہ سنیات کی ایک تجویز
کی رو سے (ٹائیبیریس Tiberias) نے مذہبی ازدواج کے دائرۂ عمل کو محدود کر دیا۔
تاکہ لوگوں کو ایسی اہلیت پیدا کرنیکی ترغیب دیجائے۔ آیندہ اس سے اختیار زوج
پیدا کرنا مقصود نہ تھا بجز اسکے کہ عورت کو اس کے شوہر کے طریقہ پرستش کے مقدس حقوق
(سیاکرا Sacra) دیدئے جائیں۔ تمام دنیوی اغراض کے لئے عورت علیٰ حالہ
اپنی اصلی ہم جدی خاندان کی رکن رہتی تھی۔ گیئس کے زمانہ میں ازدواج بربنائے تصرف
متروک ہو گیا تھا اور مذہبی ازدواج کا استعمال نہایت کم تھا۔ اور اختیار زوج پیدا کرنیکا
واحد ذریعہ بیع زوجہ باحق شوہر رہ گیا تھا مگر عملاً اسکا بھی متروک ہونا قرین قیاس ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گیئس کی تحریر کے زمانہ میں اختیار زوج عملاً متروک تھا۔ تدریجی
اور نامعلوم ارتقا کے ذریعہ سے جسکی تکمیل غالباً سسرو (Cicero) کا زمانہ آنے تک
ہو چکی تھی یہ بلا ضابطہ ازدواج جس سے اختیار زوج پیدا نہ ہوتا تھا اور جس کو ازدواج بموجب
قانون ممالک کہتے تھے نہ صرف معمولی طریقۂ ازدواج بن گیا بلکہ جایز اور قانونی ازدواج
(جسٹوین میاٹری مونیم Justuin matrimonium) بھی تسلیم کر لیا گیا۔ جس سے
گو زوجہ اپنے شوہر کے زیر اختیار نہیں آتی تھی تاہم اسکے بچے اور اولاد نرینہ سے جو نسل پیدا ہو
وہ سب زیر اختیار آجاتے تھے۔

اس لئے جسٹینین کے زمانہ میں اور اس کے صدیوں پیشتر سے رضامندی کا
اظہار چاہے وہ کسی شکل میں کیا گیا ہو قانونی ازدواج کے لئے کافی تھا۔ ('' رضامندی سے
ازدواج ہوتا ہے '') البتہ اس شرط کے ساتھ کہ شرایط ۱-۲-۳-۵ و ۶ جن کا ذکر

اوپر ہو چکا ہے پوری ہو چکی ہوں۔ اور نیز یہ کہ فریقین کا ارادہ اسی وقت سے تعلقات زناشوئی قائم کرنیکا ہو۔ اور یہ ارادہ عموماً (رسم خانہ آوری۔ ڈیڈکٹیوان ڈومم = Deductio in domum) کے عمل سے ظاہر ہوتا تھا۔ یعنی یہ کہ شوہر اپنی دلہن کو اس کے باپ کے گھر سے اپنے گھر لاتا۔

خواصی۔ (کنکوبی نیٹس Concubinatus) وہ اصطلاح تھی جسکا اطلاق اسس دوامی تعلق بلا ازدواج پر ہوتا تھا جو ایک حر اور حرہ میں ہوتا تھا۔ اور جو ازدواج جایز سے بالکل جدا تھا۔ ایسی خواص کو نہ زوجہ (اکسر Uxor) کہتے تھے اور نہ ایسے ازدواج سے جو نسل پیدا ہوتی تھی وہ خاوند کے اختیار پدری میں ہوتی تھی۔

کنٹوبرنیم (Contubernium) سے مراد غلاموں کا ازدواج تھا جو کہ کوئی قانونی نتیجہ نہیں رکھتا تھا۔ ازدواج بموجب قانون ممالک وہ اصطلاح تھی جس سے مراد

الف۔ بلحاظ قانون قدیم ایسا بیاہ جس سے اختیار زوج نہیں پیدا ہوتا تھا کیونکہ اسکا انعقاد متذکرۂ صدر تین طریقوں میں سے کسی طریقہ سے بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور

ب۔ زمانہ مابعد میں اس سے مراد ایسے اشخاص کا قانونی بیاہ تھا جنکو حق ازدواج حاصل نہ تھا۔ ایسے ازدواج سے اختیار پدری پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس طریقۂ ازدواج اور ازدواج درست میں جو فرق تھا وہ بیشتر "کیارا کیلا" کے اعلان کے باعث جسٹینین کے زمانہ میں عملاً متروک ہو گیا۔

## ب۔ ازدواج کا اثر شوہر اور زوجہ پر

(۱) ازدواج بہ اختیار زوج۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے ایسے ازدواج سے زوجہ کا تعلق اسکے اصلی خاندان سے منقطع ہو جاتا تھا۔ اور تاوقتیکہ وہ اس شخص کے اختیار میں نہ آجائے جسکے اختیار میں اسکا شوہر تھا وہ اپنے شوہر کے اختیار پدری یا اختیار زوج میں بیٹی کی طرح آجاتی تھی۔ اور بہ اعتبار عام اسکے شوہر کو اس پر وہی اختیار حاصل ہوتا تھا جو باپ کو ابن العایلہ پر تھا۔ ازروئے حق وراثت یا خلافت مجموعی

ا۔ گر پایا جاتا ہے کہ اسکو سنگین سزا دینے سے پہلے مجلس عایلہ یا خاندان (کالکم ارا کین خاندان) سے مشورہ کر نا واجباً ضروری تھا۔

(سکسیسیو پر یونیورسٹاٹم Successio per universitatum) عورت کے ساتھ
اسکی تمام جائداد بھی منتقل ہو جاتی تھی۔ (خود مختار ہونیکی صورت میں اگر اسکے پاس کچھ جائداد
تھی اور غیر مختار ہونیکی صورت میں اگر اسکے اب العایلہ نے کچھ جہیز دیا تھا۔) اور زمانہ ازدواج
میں جو کچھ وہ حاصل کرتی وہ اس شخص کا مال ہوتا جسکے اختیار زوج میں وہ ہوتی تھی جو وجوبات
اس پر ازدواج سے پہلے عاید ہوئے تھے انکی نسبت نہ شوہر اور نہ اب وجہ مستوجب
ہوتے تھے۔ اور نہ ابتداً خود عورت ہوتی تھی۔ لیکن پریٹروں نے جو اصلاحیں کیں ان
میں سے ایک اصلاح کی رو سے یہ اجازت مل گئی کہ عورت کے خلاف کارروائی کیجائے
اور اسکی جو جائداد بربنائے ازدواج اسکے شوہر کو ملی تھی وہ تصفیہ مطالبہ میں لیجائے۔

(۲) ازدواج بلا اختیار زوج۔ اس صورت میں نتائج بالکل مغایر ہوتے تھے۔
اگر بوقت ازدواج وہ عورت کسی کے اختیار میں تھی تو بعد از ازدواج بھی قانون کی نظر میں
وہ اسی شخص کے اختیار میں قائم رہتی تھی۔ اگر وہ خود مختار تھی (مثلاً تمام اسلاف ذکور فوت
ہو چکے تھے) لیکن زیر ولایت تھی تو وہ اسی حالت میں قائم رہتی تاوقتیکہ وہ ولایت
دوامی (ٹیوٹلا پرپی ٹوا Tutela perpetua) ختم نہ ہو جائے۔ اس ولایت کے
ختم ہونیکے بعد اس عورت کو گو وہ کتخدا ہو اسکو ایک مکمل حیثیت قانونی ملجاتی تھی اور وہ
جائداد بھی حاصل کرسکتی تھی۔ ایسے معاملات بھی کرسکتی تھی جن سے وجوبات پیدا ہوں۔ اور
بالکل مرد کی طرح نالشات دایر کرنیکی مجاز ہو جاتی تھی۔ یہ آزاد شخصیت حاصل ہو جانیکے بعد
اسکی جائداد ایسی ہو جاتی تھی جیسے کہ قانون انگلستان کی رو سے عورتوں کی جائداد جداگانہ
ہے۔ اور اس جائداد پر شوہر کو کوئی حق حاصل نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی خانگی اقرار ہوتا تو اس کی
صورت دوسری ہوتی۔ اس امر واقعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تملیک ازدواجی (ڈاس Dos)
کا دستور جاری ہوا جسکا ذکر اسکے مقابل بوجہ ازدواج (ڈونیشیو پراپٹر نپشیاس = Donatio propter nuptias) کے ساتھ اس موقعہ پر یکجا کیا جاسکتا ہے۔

جہیز (ڈاس Dos) وہ جائداد تھی جو شوہر کو اس لئے منتقل کیجاتی تھی کہ ازدواج
کی وجہ سے نئے اخراجات کا جو بار پڑے اس میں مدد دیجائے۔ (بار ازدواج = آنرا
میاٹریمونیم Onera matrimonium) جب تک ازدواج قائم رہے وہ اس کی
آمدنی سے متمتع ہوتا۔ اور قانونی اصطلاح میں پورے جہیز کا شمول آمدنی اسکے متعلق ہوتا تھا

جائداد کے اس حصہ کو جو بوقت ازدواج تملیک ازدواجی میں شریک نہیں کیا جاتا تھا زیورات وغیرہ (پیارفرنا Parapherna) کہتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کے متعلق شوہر کو کسی قسم کا حق نہ تھا۔

جہیز کی تین قسمیں تھیں:-

(۱) جہیز استخراجی۔ (ڈاس پرافک ٹیکیا Dos Profecticia) وہ جہیز تھا جو اسکے باپ یا اجداد نے جن پر اس عورت کو جہیز دینا قانوناً فرض تھا دیا ہو۔

(۲) ڈاس ایڈون ٹیکیا (Dos adventicia) جو کسی دوسرے ذریعہ سے ملتا تھا۔ ("سوائے باپ کی جائداد کے کسی اور ذریعہ سے")

(۳) جہیز قابل استرداد (ڈاس ریسپٹیکیا Dos Recepticia) یہ جہیز ڈاس ایڈون ٹیکیا کی ایک نوع تھا جو اس سمجھوتے پر دیا جاتا تھا کہ زوجہ کی وفات پر معطی کو واپس کر دیا جائے گا۔

جہیز تین طرح سے دیا جاسکتا تھا[1]:-

(۱) معجل (آوٹ ڈاتور Aut Datur) وہ جہیز تھا جو بروقت عقد دیا جاتا تھا۔

(۲) موعودہ۔ (آوٹ ڈکی تور Aut dicitur) یہ معاہدہ زبانی کا ایک قدیم الایام ضابطہ تھا جو متروک ہوگیا جسکے ذریعہ سے خود دلہن یا اسکے اب وجد یا اسکا مدیون جہیز دینے کا بے ضابطہ وعدہ کرسکتا تھا۔

(۳) مؤجل (آوٹ پرامی ٹیٹور Aut promittitur) یہ معمولی طریقہ تھا جب کہ جہیز فی الحقیقت اسی وقت نہیں دیا جاتا تھا۔ جو شخص دینے کے لئے راضی ہوتا تھا وہ بذریعہ اقرار صالح (یعنی معمولی زبانی معاہدہ جسکا بیان متعاقب آئیگا) اپنے تئیں پابند کرتا تھا اور تھیوڈوسس اور والنٹی نین کے زمانہ سے جہیز دینے کا وعدہ محض (گو اقرار زبانی یا کسی اور طرح سے نہ کیا گیا ہو مگر قانوناً تعمیل طلب تھا) اقرار قانونی (پیکٹم لیجی ٹیمم Pactum Legitimum) کی طرح قابل ارجاع نالش ہوگیا۔

---

[1] یہ وہ طریقے ہیں جو رواج سے قائم ہو گئے مگر کل طریقے یہی نہیں تھے مثلاً جہیز بذریعہ ایکسپٹی ٹاٹیو (Acceptitatio) بھی دیا جاسکتا تھا۔

چونکہ شوہر پورے جہیز کا قانونی مالک تھا اس لئے اسکو نہ صرف یہ حق حاصل تھا کہ انتظام کرے اور اسکی آمدنی سے متمتع ہو بلکہ وہ اصل مال کو منتقل بھی کر سکتا تھا۔ اس غرض سے کہ شوہر جائداد کو بیجا طور پر فروخت وغیرہ نہ کرے ۱۸ سنہ ق۔م میں بذریعہ قانون جولیا نسبت جائداد جہیز حکم دیا گیا کہ کوئی شوہر ملک الطالیہ کے اندر جائداد غیر منقولہ جو جزو جہیز ہو اپنی زوجہ کی رضامندی کے بغیر فروخت نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کی رضامندی سے رہن کر سکتا ہے۔ اور اس حکم کو جسٹینین نے ایسی وسعت دی کہ جہیز کے کسی حصۂ غیر منقولہ کی نسبت ہر قسم کے انتقال کی ممانعت کر دی گئی حالانکہ وہ جائداد ملک الطالیہ میں نہ ہو۔ بلکہ صوبہ جات میں ہو۔ اور زوجہ راضی بھی ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جائداد جہیز (فنڈس ڈوٹالس Fundus dotalis) منجملہ ان چیزوں کے تھی جنکی نسبت حق قدامت سے ملکیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔

جہیز بروقت اختتام ازدواج۔ اگر جہیز قابل استرداد ہو یعنی اگر معطی نے بوقت ازدواج شوہر سے کوئی زبانی معاہدہ یا اقرار واپسی جہیز کی بابت لے لیا تھا تو معطی یا اس کے وارث شوہر کو ختم ازدواج پر جہیز کی واپسی پر مجبور کر سکتے تھے۔ اگر کوئی ایسا اقرار نہ ہوا ہو تو قانون ملک کی سخت نظر میں شوہر کو حق حاصل تھا کہ پورا جہیز آپ لیلے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اسکی بازیابی کے لئے زوجہ کو اخلاقی حق حاصل تھا۔ جو اکثر یا عموماً تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ مگر تقریباً ۲۰۰ سنہ ق۔م ایک نئی نالش بنام ایکٹیوری ای اکسوری اے ای (Actio rei Uxoriae) یعنی نالش جائداد زن ایجاد ہوئی جو ختم رشتۂ زناشوئی پر بازیابی جہیز کے لئے کیجا سکتی تھی۔ اگرچہ اسکی نسبت کوئی اقرار صریح ہوا بھی نہ ہو۔ یہ نالش نالش بر بنائے اقرار (ایکٹیو اکس اسٹی پیولاٹیو Actio ex Stipulatio) سے جو بر بنائے اقرار صریح ہوتی تھی دو بڑی خصوصیات میں متمایز ہے۔

الف۔ جہاں کہ نالش بر بنائے اقرار بالکل قانونی تھی تو نالش منجانب زوجہ (ایکٹیوری ای اکسوری اے ای Actio rei uxoriae) صرف نیک نیتی پر مبنی تھی۔ بہ الفاظ دیگر جس حاکم عدالت کے اجلاس پر یہ مقدمہ پیش ہوتا وہ اس بات کا بلاشرط پابند نہ تھا کہ جہیز کی واپسی کا حکم دیدے بلکہ اسکو پورا پورا اختیار تمیزی حاصل تھا کہ ایسے "عادلانہ مطالبات"

کی تعمیل کرائے جن کو وہ مناسب سمجھے۔ مثلاً جائداد پر جو خرچ ہوا ہو اس کی بابت شوہر کو کچھ معاوضہ دلائے یا اگر ختم رشتۂ زناشوئی کا سبب عورت کی زناکاری تھی تو جو جہیز شوہر کو واپس دینا پڑتا تھا اس میں تخفیف کردے[۱] (پراپٹر مورس گریویورس Propter mores graviores) اس کے بالعکس اگر ختم رشتۂ زناشوئی کا باعث مرد کی بدچلنی تھی تو عورت ابتدائی رقم تملیک سے بھی زاید رقم کا مطالبہ کرسکتی تھی۔

ب۔ نالش بربنائے اقرار کے برخلاف۔ نالش بمنجانب زوجہ وارث نہیں لاسکتا تھا اور اس لئے اگر زوجہ پہلے مرجائے اور زن و شوہر کے درمیان استرداد جہیز کے متعلق کوئی اقرار (کاؤٹیوری ای اکسوری اے ری Cautio Rei uxoriae) بھی نہ ہوا ہو تو زمانہ ابتدائی کی طرح شوہر کو تمام جہیز رکھ لینے کا حق باستثناء جہیز استخراجی کے جسکی بازیابی کے لئے اگر زوجہ شوہر کے آگے مرجائے تو بربنائے نالش منجانب زوجہ دعوے کرنیکا حق اسکے باپ یا کسی ایسے دوسرے جد کو جس نے ابتداءً میں جہیز دیا تھا مستقلی طور پر حاصل تھا۔ جسٹینین نے اس قانون کو بالکل بدلدیا اور بجز اس صورت کے کہ زوجہ کو بدکاری کے پاداش میں طلاق دی گئی ہو باقی ہر صورت میں شوہر جہیز واپس کرنے پر مجبور تھا۔ اور جہاں شوہر کو یہ حق تھا کہ جائداد جہیز کی حفاظت کے لئے جو صرفہ بلحاظ ضرورت فی الواقع ہوا ہو اسکی بابت کمی کا مطالبہ کرے تو وہاں یہ بھی تھا کہ اگر اس نے کسی جائداد منقولہ کو منتقل کردیا ہو یا اسکی غفلت سے جہیز کو کوئی نقصان پہنچا ہو تو اسکی تلافی کرنے پر وہ مجبور تھا۔ اور حمایت مزید کے طور پر جسٹینین نے عورت کو اسکے شوہر کی کل جائداد کا حق رہن معنوی (ٹیاسیٹا ہائی پاتھیکا Tacita hypotheca) دیدیا۔ اس لئے جسٹینین کے زمانہ میں اگر کسی کا شوہر زوجہ کے آگے مرگیا ہو یا طلاق بجز اسکی بدکاری کے اور کسی وجہ سے دی گئی ہو تو عورت کو پورا جہیز لینے کا حق حاصل تھا۔ تاوقتیکہ

[۱] یا وضعات (پراپٹر لبراس Propter Liberos) ہوسکتی تھی یعنی فی بچہ چھٹا حصہ۔

اس کے خلاف ابتدائی قرارداد تملیک میں کوئی صریح اقرار نہ ہوا ہو۔ اگر عورت
اپنے شوہر کی زندگی میں مرجائے تو ازروئے نالش بربنائے اقرار[1] اس کا
وارث جہیز خارجی (ڈاس ایڈ وینٹیکیا Dos adventicia) واپس لے سکتا تھا۔
مگر جہیز استخراجی اس کو ہر وقت واپس نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اگر اسکو باپ
یا اجداد سے کسی کی جانب سے وہ جہیز دیا جاتا اور اس عورت کی وفات کے بعد
وہ زندہ رہتا تو بازیابی کے متعلق اس شخص کا حق وارث کے حق پر مرجح تھا۔

ہبہ بربنائے ازدواج۔ (ڈونیٹیو پراپٹر نپٹیاس Donatio propter nuptias) ایک عطیہ تھا
منجانب شوہر۔ جو جہیز کا بدل مساوی ہوتا تھا۔ اول اول اسکو ہبہ قبل ازدواج
(ڈونیٹیو اینٹی نپٹیاس Donatio Aute nuptias) کہتے تھے اور وہ
صرف ازدواج سے پہلے دیا جا سکتا تھا۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ یہ بات رومی قانون
ملک کی حکمت عملی کے منافی تھی کہ شوہر اور زوجہ کے مابین طریقۂ ہبہ کو
جائز رکھا جائے۔ لیکن جسٹینین اول نے حکم دیا کہ بعد ازدواج اس عطیہ میں
اضافہ کیا جا سکتا ہے اور جسٹینین کے قانون کی رو سے یہ ہبہ بعد ازدواج
بھی ہو سکتا تھا۔ جس کے باعث اسکا قدیم نام قبل ازدواج (اینٹی نپٹیاس
Aute nuptias) ناموزوں ہوگیا اور اس کے عوض (پراپٹر نپٹیاس
Propter nuptias) کا نام دیا گیا۔ اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر زوجہ شوہر کے
بعد زندہ رہے یا شوہر کی بدچلنی کی وجہ سے بذریعہ طلاق رشتۂ زناشوئی ختم
ہو جائے تو اس سے زوجہ کی آیندہ بسر برد کا انتظام کیا جائے۔ آخر میں چل کر
شوہر کے اب وجد پر قانون موضوعہ کے ذریعہ سے اس ہبہ کے انتظام کی
اتنی ہی ذمہ داری عاید کی گئی جو دلہن کے اب وجد پر انتظام جہیز کے متعلق تھی۔
اور جسٹینین کے ایک قانون کی رو سے ہبہ کی مالیت وہی ہونی چاہیئے
تھی جو اس قسم کے ہبہ کی ہوتی تھی اور جسکو شوہر لے لیتا تھا۔ اس عطیہ کا

[1] بہ تنسیخ نالش منجانب زوجہ جسٹینین نے یہ حکم دیا کہ تمام صورتوں میں نالش بربنائے اقرار کا استعمال کیا جائے اور یہ کہ جب یہ نالش اس خصوص میں پیش ہو تو چاہئے کہ وہ نیک نیتی پر مبنی ہو دیکھو سام (Sohm) صفحہ ۴۸۹ تا ۴۹۱ ۔

حقیقی انتظام ونگرانی قیام ازدواج تک شوہر سے متعلق تھی۔ مگر جسٹینین کے
زمانہ میں اس جائداد کے حصہ غیرمنقولہ کو شوہر اپنی زوجہ کی رضامندی سے بھی
منتقل نہیں کرسکتا تھا۔ اور زوجہ کو اسکی جائداد کی حفاظت کے لئے اس پر
رہن معنوی کا حق مل گیا تھا۔ شوہر کی وفات یا اسکی بدچلنی کی وجہ سے اگر
رشتۂ زناشوئی ختم ہوجائے تو اولاد ہونیکی صورت میں زوجہ کو جائداد میں
منفعت تاحیات حاصل ہوتی اور ملکیت میں وہ اپنے بچوں کی شریک ہوتی تھی۔

ج۔ اختتام رشتۂ زناشوئی۔ ازدواج ساقط ہوجاتا تھا

(۱) کسی فریق کی موت سے[1]

(۲) کسی فریق کے غلام بننے یا رعیت کے زائل ہونے سے۔

(۳) اگر ازدواج بموجب قانون قدیم کے اور با اختیار زوج ہوا تھا تو کسی فریق کی
حیثیت قانونی میں اقل تنزل (کیپٹیو ڈیمنٹیو مینیما Captio Diminitio
minima) کے واقع ہونے سے۔

(۴) طلاق سے۔ قانون قدیم کے بموجب جو ازدواج مذہبی طریقہ سے ہوا تھا تو وہ
اس قسم کی ایک باضابطہ کارروائی سے ساقط ہوسکتا تھا یعنی ڈفری ری ایٹو
(Diffcreatio) سے یعنی احبار کی موجودگی میں دیوتائے مشتری پر چڑھاوا۔
پہلے بوقت ازدواج جو الفاظ کہے گئے تھے اب انکے متضاد الفاظ (کانٹریریا وربا
Contraria verba) کہہ کر قربانی دیجاتی تھی۔ اگر ازدواج بہ طریق بیع زوجہ
بحق شوہر یا بربنائے تصرف ہوا تھا تو زوجہ کو آزاد کردینے سے ازدواج ساقط
ہوجاتا تھا۔ اور اگرچہ زوجہ کی حالت شوہر کے مقابل میں بنت العایلہ ہونیکے
باعث فقط ایک بار بیع دینا اس رشتہ کو توڑ دینے کیلئے کافی تھا۔
ازدواج با اختیار زوج (ان مانم In Manum) کے متروک
ہونیکے بعد بیاہ جسکی بنیاد رضامندی پر تھی فریقین کی رضامندی سے

[1] ان سسٹس سوپرویننس (Incestus superviniens) کے لئے مایل (Moyle)
صفحہ ۱۲۹ دیکھو۔

(ڈائیورٹم Divortuum - طلاق) یا کسی فریق کے اسکے متعلق نوٹس ویدینے (ریپیوڈیم Repudium)[1] سے ساقط ہوجاتا تھا۔ طلاق کی نسبت جو آزادی حاصل تھی اسکو عیسائی شہنشاہیت کے زمانہ کے وضع قوانین نے منسوخ نہیں کیا۔ گو کہ یہ بات ہوتی کہ اگر کوئی فریق دوسرے کو بلا وجہ معقول طلاق دیتا تو اس کو رقمی معنی میں سزادی جاتی تھی۔ یعنی اگر زوجہ نے ایسا کیا ہو تو اسکے اپنے جہیز کے متعلق حقوق زایل کر دئیے جاتے تھے۔

## دفعہ ۳ ولایت

ٹیوٹلا اور کیورا (Tutela and Cura)

کسی شخص کے باوجود ایک آزاد مدنی اور خود مختار ہونے کے یہ ممکن تھا کہ اسکی قابلیت قانونی مکمل نہ ہو یعنی وہ نہایت کم سنی کے باعث کسی ولی کے یا مثلاً جنون کی وجہ سے کسی کیوریٹر (Curator) کے تحت ہو۔ قانون متعلق بہ اشخاص کی تکمیل کے لئے ان دونوں طریقوں میں سے ہر ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:-

### ذیلی دفعہ ۱ - ولایت

الف - ولایت نابالغ - (ٹیوٹلا امپیوبرم Tutela Impuberum)

ب - دوامی ولایت اناث - (ٹیوٹلا پرپیٹوا میولیرم Tutela perpetua mulierum)

الف - ولایت نابالغ - ہر لڑکے اور لڑکی کو جو خود مختار اور نابالغ ہو ولی کی ضرورت تھی جس کی اجازت (آکٹوریٹاس Auctoritas) اس نابالغ کی قانونی ناقابلیت کو مکمل کر دیتی تھی اور اس لئے ولایت کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ کہ ”وہ حق اور اختیار ہے جو ایک شخص نابالغ پر اسکی حفاظت کی غرض سے حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ وہ شخص اپنی کم عمری کے باعث اپنی آپ حفاظت نہ کر سکتا ہو“ (دیکھو جسٹینین کتاب اول صفحہ ۱۳ انشان)

[1] ازروئے لیکس جولیا ایڈلٹریس (Lex julia adulteriis) سات گواہوں کی موجودگی ضروری تھی۔

اس موضوع پر تین عنوانوں کے تحت بحث کی جا سکتی ہے۔ ابتدا[1] وسعت۔ اختتام۔

(۱) ولایت کی ابتدا:۔ ولایت وصیتی: (ٹیوٹلا ٹسٹمنٹیریا (Tutela testamentaria
کسی خود مختار گرنا بالغ شخص کا ولی معمولی طور پر وہ شخص ہوتا تھا جس کو اب العایلہ جسکی وفات سے وہ لڑکا یا لڑکی خود مختار ہوئی تھی بذریعہ وصیت نامہ ولی مقرر کرتا تھا۔ پس دادا اپنے وصیت نامہ سے پوتے کیلئے ولی اس وقت مقرر کرسکتا تھا جب کہ اسکا باپ فوت ہوچکا ہو یا اسکی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہوتا تھا۔ کیونکہ اگر پوتا اپنے دادا کی وفات سے اپنے باپ کے زیر اختیار آجاتا تو اسوقت کسی ولی کی ضرورت نہ ہوتی۔ اس لئے کہ لڑکا خود مختار نہیں بلکہ غیر خود مختار ہوتا معمولی صورتوں میں اگر کوئی شخص بذریعہ وصیت ولی مقرر کیا جائے تو موصی کی وفات پر خود بخود ولی ہو جاتا۔ لیکن بعض مستثنیٰ صورتوں میں مجسٹریٹ کی توثیق کی ضرورت ہوتی تھی۔ مثلاً اگر وہ لڑکا جسکے لئے ولی مقرر کیا گیا ہو آزاد شدہ ہو۔ کوئی موصی کسی شخص کو بھی جسکو اختیار وصیت ہو (ٹسٹامنٹی فیاکٹیو Testamenti factio)[2] ولی مقرر کرسکتا تھا۔ اور چونکہ ولایت ایک خدمت عام متصور ہوتی تھی اسلئے کوئی ابن العایلہ (فی لیس فیامیلیاس Filius familias)[3] بھی اس خدمت پر مامور ہوسکتا تھا۔ کوئی موصی اپنے غلام کو آزادی دیکر ولی مقرر کرسکتا تھا۔ اور جسٹینین کے زمانہ میں محض ولی بنا دینے سے آزادی ہوجاتی تھی۔ اور اگر موصی نے اپنے غلام کو یہ کہکر ولی نہ بنایا ہو کہ "جب وہ آزاد ہوجائے" تو تقرر کالعدم ہوجاتا تھا۔ کیونکہ موصی نے

---

[2] دیکھو لیج صفحہ ۲۳۲۔ اجانب۔ اناث اور وہ اشخاص جو خود بھی زیر ولایت تھے کسی طرح سے ولی نہیں بن سکتے تھے۔ اگرچہ آخرالامر بیوہ کی صورت میں استثناءً اجازت دیگئی کہ وہ اپنے نابالغ بیٹے کی ولیہ ہوسکتی ہے۔

[3] لیکن اگر اسکی عمر ۲۵ سال سے کم تھی تو اس عمر کو پہنچنے تک وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔

ان الفاظ کے استعمال سے ظاہر کر دیا کہ اگرچہ اس غلام کو آزاد کرنیکا اسے اختیار تھا مگر اسکا ارادہ آزاد کرنیکا نہ تھا۔ اس کے برخلاف کسی شخص غیر کے غلام کو بلا شرط ولی بنانا جائز تھا۔ جائز اُس وقت ہوتا جب کہ یہ شرط لگائی جاتی کہ "جب وہ آزاد ہوگا" اور اگر ممکن ہو تو وارث پر واجب تھا کہ اس غلام کو خرید کر آزاد کر دے۔ اور جب تک کہ اس غیر کے غلام (سروس ایلیانس Servus Alienus) کو اسطرح یا کسی اور طریقہ سے آزادی حاصل نہ ہو ولی نہیں ہوسکتا تھا۔

(۲) ولایت قانونی　ٹیوٹلا لیجی ٹما (Tutela Legitima)

کسی نابالغ کے لئے کوئی ولی ازروئے وصیت نامہ مقرر نہ ہوا ہو تو اسکے لئے عموماً (ولی ازروئے قانون موضوعہ) ایک قانونی ولی مقرر کیا جاتا تھا۔ قانون موضوعہ زیر بحث قانون الواح اثناعشر کی وہ توضیح و تشریح ہے جو فقہا نے کی تھی۔ ولایت قانونی یا تو ہم جدی۔ مربی یا ابوی ہوتی ہے۔

(أ) ہم جدی رشتہ داروں کی ولایت: لیجی ٹما اگناٹورم ٹیوٹلا (Legitima agnatorum Tutela) اگر کوئی شخص سن بلوغ کو پہنچنے سے خود مختار ہو جائے اور اسکے لئے کوئی ولی وصیتی مقرر نہ ہو تو بربنائے احکام الواح اثناعشر کے اسکا قانونی ولی اس کے قریب ترین ہم جدی حکمی رشتہ دار ہوتے تھے یا اگر کسی درجہ کے کئی رشتہ دار ہوں تو وہ سب کے سب ولی ہوتے تھے۔ ازروئے الواح اثناعشر ان کے ولی مقرر ہونیکی وجہ یہ تھی کہ اگر وہ نابالغ بلا وصیت و لاولد مر جائے تو بہ حیثیت ورثہ وہی لوگ اس کے جانشین ہونیوالے تھے۔ "اور جسکو قایم مقامی کا فائدہ ملتا ہو اسکو ولایت پر بار بھی اوٹھانا چاہئے" اگر ہم جدی سے کوئی موجود نہ ہوتے تو جائداد کی طرح ولایت بھی سب سے قریب کے ہم قبیلہ کو ملتی تھی۔ جسٹینین کے ۱۱۸ ویں جدی فرمان سے ولایت قریب ترین حکمی ہم جدی رشتہ دار کے بجائے قریب ترین خونی رشتہ دار پر منتقل ہوتی تھی جنھیں ولایت کی استعداد ہو۔

---

سلہ دیکھو جے کتاب اول ۱۴-۱

(ii) قانونی ولایت مربی ۔ لیجی ٹماپیاٹرونورم ٹیوٹلا (Legitima patronorum tutela)

اگر کوئی آقا اپنے نابالغ غلام کو آزاد کردے تو وہ آقا (اور اسکی وفات کے بعد اسکے بچے) اسی غلام کا مربی اور قانونی ولی ہوتا تھا۔ قانونی اس لئے ہنیں کہ قانون الواح اثناعشر نے ایسی ولایت مربی یا اس کے بچوں کو صریح طور سے دی بلکہ فقہا کی توضیح و تشریح کی وجہ سے۔ جنکی رائے یہ تھی کہ چونکہ شخص آزاد شدہ کی جانشینی کی بابت بعض حقوق مربی اور اسکے بچوں کو حاصل تھے ("انتفاع قایم مقامی") لہذا اس فائدہ یا حقوق کے ساتھ ساتھ بار ولایت کا عائد کیا جانا معقول ہوگا۔

(iii) قانون ولایت ابوی ۔ لیجی ٹما پیرنٹم ٹیوٹلا (Legitimaparentum tutela)

اسی قیاس کی بنیاد پر اب العایلہ کو جس نے کسی نابالغ شخص کو جو اسکے زیر اختیار تھا آزاد کر دیا ہو نہ صرف اسکی جانشینی کا حق حاصل ہوتا تھا بلکہ وہ اسکا قانونی ولی بھی ہوتا تھا۔

(۳) ولایت اعتمادی　ٹیوٹلا فائیڈوکیاریا (Tutela Fiduciaria)

گیئس کے زمانہ میں اس اصطلاح سے مراد ولایت کی دو قسمیں تھیں :-

الف ۔ وہ قسم جو جسٹینین کے زمانہ تک باقی رہی ۔

ب ۔ دوسری وہ قسم جو اس طرح پیدا ہوئی کہ جب ایک نابالغ آزاد ہونے کے وقت سب سے اخیر میں اس کو ایک معتق غیر نے آزاد کیا ہو جو اس بنا پر بچے کا ولی اعتمادی ہو جاتا تھا۔

جسٹینین کے زمانہ میں ایسی ولایت متروک تھی ۔ اور ولایت اعتمادی صرف اسوقت پیدا ہوتی تھی جب کہ اب العایلہ کسی شخص کو جو اسکے زیر اختیار اور نابالغ ہو آزادی دیدے اور اسکے بعد فوت ہو جائے ۔ اس وقت متوفی کی ایسی اولاد نرینہ جن کو متوفی نے آزاد نہ کیا ہو اور وقت وفات اسکے زیر اختیار ہوں ان لوگوں کے ولی اعتمادی ہوتے تھے جن کو متوفی نے آزاد کر دیا ہو مثلاً زید کے دو لڑکے عمرو اور بکر ہیں جو اسکے زیر اختیار ہیں ۔ وہ عمرو کو جسکی عمر (۱۱) سال ہو آزاد کر دیتا ہے اور اسکے بعد عمرو کا قانونی ولی بن جاتا ہے جب صدر اگر زید مر جائے بکر اپنے بھائی کا ولی اعتمادی ہوتا تاقتیکہ اسکی عمر چودہ سال کی نہ ہو[۱]

[۱] لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی مربی کی وفات پر جو اپنے نابالغ عتیق کا ولی ہے تو

ولایت عدالتی ٹیوٹیلا ڈاٹیوا (Tutela Dativa)

کسی اور ولی کی عدم موجودگی میں عدالت ولی کا تقرر کر سکتی تھی (ولی مقرر کردۂ عدالت) سابق میں ایسا تقرر از روئے قانون (لیکس اٹی لیا (Lex Atilia) روما میں پریٹر مدنی اور پلیبس کی عدالتوں کی نصف سے زیادہ تعداد کے حکم سے ہوتا تھا۔ اور صوبہ جات میں صوبہ دار (پریسی ڈس = (Praesides) ) بر بنائے قانون (لیکس جولیا ٹائیٹیا (Lex Julia Titea) ) مصدرہ ۳۱ سنہ ق۔م کرتے تھے۔ لیکن جسٹینین کے زمانہ سے پہلے ولیوں کا تقرر موقوف ہو چکا تھا۔ کیونکہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بات بھی تھی کہ قوانین مذکور میں کوئی شرط ایسی نہ تھی جس سے اسکی کفالت ہوسکے کہ ولی نابالغ کی جائداد میں اتلاف نہیں کرینگے۔ اور اسکے زمانہ میں ایسا تقرر بعد دریافت روما میں شیخ القریٰ (پری فکٹس اربی (Praefectus urbi) یا پریٹر۔ اور صوبہ جات میں صوبہ دار کرتے تھے یا اگر نابالغ کی جائداد کی مالیت پانسو سیالیڈی (Salidi) سے زیادہ نہ ہو تو محافظین شہر (ڈفنسورس آف دی سٹی (Defensores of the city) بہ شرکت اسقف یا دیگر عہدہ دار سرکاری ولی کا تقرر کرتے تھے۔

ب۔ ولایت کا اثر

ولی کے فرائض سہ گونہ تھے:۔

(۱) نابالغ کی تعلیم اور بہبودی کی نگرانی۔

(۲) جائداد کا انتظام بہترین اسلوب سے کرنا۔ (انتظام جائداد = ریم گیری (Rem Gere) اور وہ نہ صرف فریب کی علت (فریب = ڈولس = (Dolus) میں وہ ماخوذ ہوتا تھا بلکہ اس صورت میں بھی کہ جس احتیاط سے اپنا ذاتی کاروبار چلاتا اتنی ہی احتیاط سے یہاں بھی کام کرنے میں غفلت کرے۔ یعنی بہ بنائے غفلت ("اس احتیاط کے برابر جو اپنے ذاتی کاروبار میں کیجاتی ہے") اور

اذن (اکٹوریٹاٹم انٹرپونیری (Auctoritatem interponere) ) تاکہ نابالغ کی قانونی ناقابلیت یعنی حجر دفع ہو جب کہ کوئی قانونی کارروائی کرنے کی ضرورت ہوتی تھی،

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ ولایت مربی کے بچوں کو پہنچتی ہے اور وہ ولی قانونی بنتے ہیں۔ وجہ کیلئے دیکھو جے۔ کتاب اول ۱۹۔

اور ولایت کا یہ آخر الذکر پہلو ہی اسکا جزو اصلی تھا۔ اس خصوص میں نابالغ کی جو حالت تھی اس کو مجملاً یوں بیان کر دیا جا سکتا ہے کہ بغیر اپنے ولی کی اجازت کے وہ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا جسکا مضر اثر اس کی ذات پر پڑتا۔ "یہ قانوناً مسلم ہے کہ ایسے معاملہ کیلئے جس سے مجبور فایدہ اٹھاتا ہے ولی کے اذن کی ضرورت نہیں مگر ایسے معاملات کے لئے جس سے اسکو نقصان پہنچتا ہے ولی کا اذن لازمی ہے" (دیکھو جسٹینین کتاب اول صفحہ ۲۱) پس کوئی نابالغ قانوناً کسی متروکہ پر داخل ہو سکتا تھا اور نہ اسکو قبول کر سکتا تھا۔ (کیونکہ ممکن ہے کہ ورثہ بالکل نادار یعنی اسکے دیون اسکی جائداد سے بڑھے ہوئے ہوں (ڈیم نوسا (Damnosa) اور نہ حق قبضہ معدلتی کی درخواست کر سکتا اور نہ کوئی معاہدہ منعقد کر سکتا جس سے اس پر ذمہ داریاں عاید ہوتی ہوں۔ اسکے یہ معنی نہیں تھے کہ نابالغ اپنی ایسی حالت سے ناجائز فائدہ اٹھاے۔ مثلاً کسی نابالغ کو کچھ رقم واجب الوصول تھی اور اسکے وصول ہونے پر اس نے رسید بغیر اجازت (اکٹو ریٹاس) کے دیدی تو قانوناً وہ رسید ناقابل قبول ہوگی۔ کیونکہ اس سے نابالغ کی حالت بہتر نہیں ہوتی لیکن اگر نابالغ نے رقم رکھ لی اور پھر قرض کا دعوے کیا تو بر بنائے معدلت فریب کے عذر پر اسکو شکست ہو سکتی تھی۔ (اکسیپٹیو ڈولی Acceptio doli) عذر دغا) دیکھو جسٹینین کتاب دوم صفحہ ۸ نشان[1]۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے اذن کے ذریعہ سے ولی صرف نابالغ کے ذاتی فعل کی تکمیل کرتا تھا۔ پس اگر نابالغ اپنی ذات سے کسی کام کے کرنیکی قابلیت نہیں رکھتا تھا (مثلاً بچہ جسکی عمر سات سال سے کم ہو) اور اگر اسکا تعلق قانون ملک سے (ایکٹس لیجی ٹیمس Actus Legitimus) یعنی فعل قانونی) جسکو دوسرا شخص آپ نہیں کر سکتا تھا تو فعل زیر بحث کیا ہی نہیں جاتا تھا۔

چونکہ یہ ممکن تھا کہ ولی اپنے وسیع اختیارات کا ناجایز استعمال کرے اس لئے نابالغ کے حقوق کی حفاظت حسب ذیل طریقوں سے کیجاتی تھی :-

(۱) از روئے قانون جسٹینین ولی کا عمل شروع ہونے سے پہلے نابالغ کے تمام سامان کی

---

[1] لیکن قانون ترقی یافتہ میں اس اصول کی سختی کو کم کر دیا گیا مثلاً تھیوڈوسیس اور ویلنٹی نین نے اجازت دیدی تھی کہ ولی نابالغ کے نام سے متروکہ پر دخل یاب ہو سکتا ہے۔

فہرست مرتب کرنا لازمی تھا۔

(۲) خدمت پر مامور ہونیکے بعد عصبی ولی اور اس ولی کو جس کا تقرر ایک ادنے درجہ کے مجسٹریٹ[1] نے کیا ہو ضمانت (اسٹاڈسڈاٹیو (Stadisdatio) دینی ہوتی تھی۔ اور وہ ضمانت کہ جائداد نابالغ کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اور ضمانت اس طرح دیجاتی تھی کہ تین شخص بربنائے معاہدہ زبانی ضامن ہوتے تھے۔

(۳) جیسا کہ الواح اثناعشر میں بیان کیا گیا ہے بربنائے نالش (اکیوزاٹیو سسپکٹی (Aceusatio suspecti) کسی ولی کو بعلت بدچلنی خدمت سے علحدہ کردیا جاسکتا تھا اور اگر دغا ثابت ہوجاتی تو اسکی تشہیر بدچلنی ہوتی۔

(۴) اگر نابالغ کی جائداد کے انتظام میں اس قسم کی احتیاط ملحوظ نہیں رکھتا جو اپنے ذاتی کاروبار میں کرتا ہے تو اسکو ہرجہ ادا کرنا پڑتا تھا کیونکہ نابالغ کے اور اسکے مابین جو تعلق تھا وہ ہم شکل معاہدہ تھا۔

(۵) اگر ولی نابالغ کی جائداد کو اپنے تصرف بیجا میں لے آتا تو وہ دوگنے ہرجہ کے لئے نالش (اکٹیو ریشنی بس ڈسٹراہنڈس (Actio rationibus distrahendis) لاتا۔ یہ وہ نالش ہے جو زمانہ الواح اثناعشر سے چلی آرہی ہے۔

(۶) زمانہ ولایت کے اختتام پر نابالغ اپنے ولی کو ازروئے نالش ولایت (اکٹیو ٹیوٹلے ای ڈایرکٹا (Actio Tutelae directa)[2] مجبور کرسکتا تھا کہ اسکو حساب سمجھائے اور جائداد تفویض کرے اور اگر اس مقدمہ میں ولی کو سزا ملتی تو اس سے اسکی تشہیر بدچلنی ہوتی۔

(۷) (سیویرس ہفتم Severus VII) کے حکم کے بموجب بجز مجسٹریٹ کی اجازت کے ولی کو اراضیات اضلاع و مضافات شہر کو جو نابالغ کی ملک ہو منتقل کرنیکی ممانعت تھی۔

---

[1] جس طرح کوئی سلف یا مربی ضمانت دینے سے عموماً مستثنیٰ تھے اسی طرح ولی ازروئے وصیت اور ولی مقرر کردۂ مجسٹریٹ درجہ اعلیٰ کو بھی ضمانت دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

[2] ولی کو نالش (اکٹیو ٹیوٹلے ای کنٹریرس (Actio tutelae contraris) کا حق حاصل تھا کہ اخراجات ضروری کا معاوضہ ادا کرنے پر اپنے نابالغ سابق کو مجبور کرے۔

زمانہ مابعد میں اس قانون کے تحت ایسی تمام جائداد آگئی جو زیادہ قیمت کی ہو۔

(۸) قسطنطین کے ایک فرمان سے نابالغ کو اپنے ولی کی جائداد پر اس صورت میں کہ ولی پر اسکا کچھ مطالبہ ہو رہن قانونی (اسٹاٹیوٹری مارگیج Statutory mortgage) یا رہن معنوی حاصل تھا۔ ولی کے خلاف چارہ کار قانونی حاصل ہونیکے علاوہ نابالغ نقصان عاید شدہ کی بابت اس مجسٹریٹ پر بھی (اکٹیو سبسیڈیاریا Subsidiaria actio) کرسکتا تھا جس نے ولی سے اسکے تقرر کے وقت ضمانت نہ لی ہو یا لی ہو تو کافی نہ لی ہو۔

ج۔ ولایت نابالغ کا اختتام

ولایت نابالغ کا اختتام حسب ذیل صورتوں میں ہوتا تھا:۔

(۱) جب کہ منجانب عدالت ولی اپنی خدمت سے علٰحدہ کر دیا جاتا تھا۔ نالش بربنائے اتہام ولی (اکیوزا ٹیو سسپکٹی) ایک طرح کی عام نالش تھی ایک مخبر با عورت بھی دایر کرسکتی تھی۔ یہ نالش ہر قسم کے ولی کے خلاف لائی جاسکتی تھی چاہے وہ مقرری ہو یا قانونی۔ مگر اس صورت میں کہ ولی مربی ہو کوئی کارروائی اسکے خلاف ایسی نہیں کیجاتی تھی جس سے اسکی عزت ریزی ہو ("یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مربی کی عزت ریزی نہیں ہونی چاہئے") دیکھو جسٹینین دفتر اول ۲۶ - ۲) اس طرح کہ اس کی علٰحدگی کے وجوہ عام نہیں کئے جاتے تھے۔

(۲) نابالغ یا ولی کی وفات سے۔

(۳) نابالغ کے سن بلوغ کو پہنچنے سے۔

(۴) ولی کے اپنی خدمت سے دست بردار ہو جانے سے (ترک ولایت = ابڈیکاٹیو ٹوٹیلای Abdicatio tutelae) لیکن ابتداہی سے ولایت کی خدمت سے انکار کرنے یا بعد میں اس خدمت سے دست بردار ہونیکے لئے یہ ضروری تھا کہ کوئی خاص وجہ جسکو قانون تسلیم کرے[۱] پیش کیجائے مثلاً عمر ستر سال سے تجاوز کر گئی ہے یا ولی بیمار ہے (دیکھو جسٹینین دفتر اول فقرہ ۲۵)

(۵) جب کہ کسی ولی کا تقرر کسی شرط کی تکمیل تک یا کسی مدت معینہ (سر ٹم ٹمپس۔

---

[۱] فقط ولی مقرری ہی اپنی خدمت سے مستعفی ہوسکتا تھا۔

(Certum tempus) کیلئے کیا گیا ہو تو تکمیل شرط یا ختم مدت کے ساتھ ولایت بھی ختم ہو جاتی تھی۔

(۶) نابالغ کی حالت میں تنزل واقع ہونے سے۔

(۷) ولی کی حالت میں تنزل غایتی یا وسطی (کیاپی ٹس ڈمینیٹیو میکسیما آرمیڈیا Capitis diminitio maxima or media) واقع ہونے سے۔ اور قانونی ولی کی صورت میں تنزل اعلیٰ یا ادنیٰ (کیاپی ٹس ڈمینیٹیو مینما Capitis diminitio minima) واقع ہونے سے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ حالت کے تنزل ادنیٰ کے معنی جیسا کہ متعاقب ظاہر ہوگا حکمی ہم جدی رشتہ داری کا ٹوٹنا تھا اور اس رشتہ پر قانونی ولایت کا انحصار تھا۔ (کم سے کم حکمی ہم جدی رشتہ داری اور ابوی ولایت اس پر مبنی تھی)

ب۔ دوامی ولایت اناث: پرپیٹوا ٹیوٹلا میولیرم (perpetua tutela mulierum)

جسٹینین صرف ولایت نابالغین کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اسکے زمانہ میں اسی ایک قسم کی ولایت باقی تھی۔ لیکن گیئس کے زمانہ میں ایک اور قسم کی ولایت تھی اگرچہ اس وقت بھی اسکا رواج تقریباً متروک تھا یعنی ولایت اناث آزاد (یا حرہ) خواہ وہ کسی بھی عمر کی ہوں (یعنی گو وہ سن بلوغ سے زاید ہوں) خواہ وہ پیدایشی حرہ ہوں یا عتیقہ۔ قانون قدیم کا نظریہ یہ تھا کہ عورت کبھی بھی کلیتہً خود مختار نہیں تھی۔ وہ یا تو غیر خود مختار تصور کیجاتی تھی یعنی اپنے اب وجد کے زیر اختیار یا اپنے شوہر کے زیر اختیار زوج یا شوہر کے بزرگ خاندان کے زیر اختیار یا اگر خود مختار تھی تو ولایت دوامی میں۔ اناث کے ولی حسب ذیل اقسام کے ہوتے تھے:—

(۱) ولی مقرری (ٹسٹامینٹیری Testamentari): یعنی وہ ولی جسکو اس کے باپ یا شوہر نے از روئے وصیت نامہ مقرر کیا ہو۔ کسی شخص خاص کو ولی مقرر کرنیکے عوض اسکا شوہر اپنی بیوی کو حق انتخاب دے سکتا تھا اور اس صورت میں ولی کا ایک خاص نام ہوتا تھا (انتخابی: آپٹیوس (Optivus)

(۲) قانونی ولی: (لیجی ٹیما ٹیوٹورس Legitima tutores): از روئے قانون الواح اثنا عشر یا اسکی تشریح و توضیح کی بنا پر عورت کا قانونی ولی۔

الف۔ اسکا والد معتق یا

ب۔ اسکے ہم جدی قانونی رشتہ دار یعنی اگر کوئی ولی مقرر نہ ہو یا
ج۔ اگر وہ عتیقہ ہو تو اسکا مربی یا مربی کے بچے ہو سکتے تھے

(۳) ولی امانتی: فائیڈوکیاری ٹیوٹورس (Fiduciarii tutores) عورتوں نے اپنے ہم جدی قانونی رشتہ داروں کے اختیار سے بچنے کیلئے جو تدبیر غالباً اسکی رضامندی سے ایجاد کی تھی اس سے ولی کی یہ نئی قسم پیدا ہوئی۔ عورت اپنے تئیں ایک فرضی ازدواج میں (جسکو بیع بہ غرض امانت[1]: کوایمپٹیو فائیڈوکیائی کازا (Coemptio fiduciae causa) کہتے تھے اور جو بیع بغرض ازدواج: (کوایمپٹیو میاٹریمونی کازا Coemptio matrimoni causa سے جدا تھی) ایک فرضی شوہر کے ہاتھ بیچ دیتی تھی اس امانت کے ساتھ کہ وہ اسکو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ جسکو وہ عورت پسند کرے بیچدے جس کے مقابل میں اس عورت کی حالت شے بیعہ کی ہوتی تھی۔ یہ اخیر شخص اس کو آزاد کر دیتا اور اس طرح خود اسکا ولی امانتی (ٹیوٹر فائیڈوکیاریس۔ (Tutor) (fiduciarius) بن جاتا تھا۔

(۴) ولی تفویضی: سیسی سی ٹیوٹورس (Cessiciitutores) ایک فرضی نالش کے ذریعہ سے قانونی ولی اپنی ولایت کو کسی دوسرے شخص پر منتقل کرسکتا تھا۔ اس نئے ولی کو ولی تفویضی (ٹیوٹر سیسی سیس (Tutor cessicius)) کہتے تھے۔ اس شخص کے مرنے یا کسی اور طرح سے اسکی ولایت ختم ہونے سے (جیسا کہ تنزل حیثیت قانونی) ولایت ولی سابق کی طرف عود کرتی تھی (دیکھو گیئس دفتر اول فقرات ۱۶۸۔ ۱۷۰)

(۵) ولی عدالتی: ایٹی لیانی آر ڈاٹیوی (Atiliani or Dativi) وہ ولی تھے جو کسی اور قسم کے ولی کی عدم موجودگی میں ازروئے قانون ایٹیلیا یا کسی اور قانون مرضوعہ کی

---

[1] بیع بہ غرض امانت (یا بیع بالوفا زوجہ بحق شوہر) کی تین اقسام تھیں: (۱) ٹیوٹلا ایوی ٹانڈے ای کازا (Tutela Evitandae causa) جیسا کہ یہاں اس صورت میں ہے۔ (۲) ٹیوٹلا فیاسینڈی کازا: (Tutela Fasciendi causa) دیکھو مابعد۔ ۳) انٹرمیانڈورم سیاکرورم کازا: (Intermandorum Sacrorum Causa) دیکھو سیسرو ۱۲۔ ۲۷)

بنا پر منجانب عدالت مقرر ہوتے تھے ۔

ولی کے اختیارات کی وسعت

کسی بالغہ عورت کے ولی کا کام یہ نہیں تھا کہ اسکی جائداد کا انتظام (ریم گیریری Rem Gerere نابالغ کی جائداد کی طرح کرے بلکہ یہ کہ چند صورتوں میں اسکو معاملات کرنیکی اجازت دے یا ان میں جواز پیدا کرے ۔ (اجازت : اکٹوریٹاٹم انٹرپونیرے Auctoritatum interponere) مثلاً اگر عورت کو کوئی نالش منظورۂ قانون موضوعہ (لیگس اکٹیو Legis actio) لانی پڑتی تھی یا کسی جایز قانونی کارروائی میں ایک فریق ہوتی یا کسی شے قابل بیع (رس میانکیپی Res mancipi) کو منتقل یا غلام کو آزاد کوئی ذمہ داری اپنے پر عاید کرنا چاہتی یا کسی شے غیر قابل بیع (رس نک میانکیپی Resnec mancipi) کو منتقل اور کوئی ایسا معاملہ کرنا چاہے جس سے کسی قسم کا بھی انتفاع ہوتا ہو تو اسکو اپنے ولی کی رضامندی حاصل کرنیکی ضرورت نہیں تھی ۔ وہ رقم قرض دے سکتی تھی اور وصول کرسکتی تھی ۔ جیسے (میوٹوم Mutuum) کے طریقہ پر ہوتا تھا ۔ اگر اس کا مدیون زر واجب الادا دیتا تو وہ اسکو ایک باضابطہ رسید دے سکتی تھی ۔ لیکن اگر رقم وصول کئے بغیر قرضہ بخش دیتی (اکسپٹی لاٹیو Acceptilatio) جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ اگر مرد ایسا کرتا تو قرض ساقط ہو جاتا تو اس سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تھا ۔

کوئی عورت جو خود مختار ہو مگر زیر ولایت ہو تو وہ وصیت کرنیکی مجاز تھی ۔ مگر دو قیود کے ساتھ ایک تو یہ کہ اسکے ولی کی اجازت حاصل کرنی پڑتی اور دوسرے یہ کہ اس کو اپنا ہم جدی خاندان بدلنا پڑتا تھا ۔ پس زمانہ قدیم میں عورت کو اپنے کسی دوست کا انتخاب کرکے اس سے وعدہ لینا پڑتا تھا کہ اگر وہ اسکا ولی بنے اور یہ کہ وہ اسکا ولی بنے تو اسکے وصیت کرنیکے متعلق وہ اپنی رضامندی ظاہر کرے اسکے بعد اپنے ولی سابق کی رضا سے بذریعہ بیع زوجہ یا حق شوہر (کوایمپٹیو Coemption)[1] کسی فرضی شوہر کے ہاتھ بک جاتی اس اقرار امانتی پر کہ وہ شخص اسکو اسکے دوست زیر بحث کے ہاتھ پھر فروخت کرے اور یہ دوست اسکو خرید کرکے آزاد کر دیتا تھا اور اس طرح اسکا ولی بالامانت (ولی امانتی)

[1] دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۵ الف ۔

بنکر حسب اقرار اسکے وصیت کرنیکے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرتا تھا۔
گیئس کا زمانہ آنے تک بالغ عورتوں کی ولایت کی (جس سے مذہبی کنواریاں ہمیشہ مستثنیٰ رہی ہیں) اہمیت بہت کم ہوگئی تھی ازروئے قانون (جولیا یٹ پیاپیا پیپیا Julia etpapia pappea) وہ عورتیں جنھیں (جُس لبروم Jus liberorum[۱]) یعنی حق آزادی حاصل تھا ولایت دوامی سے بالکل آزاد کردی گئیں۔ قانون کلاڈیا مصدرہ ۴۱ء کی رو سے قانون ولایت ہم جدی رشتہ داران قانونی (لیجی ٹیما ٹیوٹلا ایگناٹورم Legitima tutela agnatorum) جو بلاشبہ سب سے زیادہ عام اور اہم ولایت تھی منسوخ ہوگئی اور ہیڈرین نے بیع زوجہ باحق شوہر بہ غرض وصیت (کوایمپٹیو ٹسٹمنٹی فیاسینڈی کازا Coemptio testamenti fasciendi causa) کو غیر ضروری قرار دیا۔ نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گیئس کی تحریر کے زمانہ میں گو ولی کی اجازت ہنوز تکمیل ضابطہ کے لئے ضروری سمجھی جاتی تھی تاہم وہ اپنی اجازت دینے پر مجبور کئے جاسکتے تھے تاوقتیکہ وہ ولایت کسی قانونی مربی یا پدر معتق کی نہ ہو۔ اور ان صورتوں میں بھی رضامندی سے انکار صرف اس وقت کیا جاسکتا تھا جب کہ عورت (الف) اشیائے قابل بیع فروخت کرنا چاہتی تھی یا (ب) کوئی ایسا معاملہ کرنا چاہتی تھی جس سے وجوب عائد ہوتا ہے۔ یا (ج) وہ وصیت کرنا چاہتی تھی۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۹۲[۲]) اس میں شک نہیں کہ مربی اور پدر معتق کو رضامندی دینے سے انکار کرنیکی اجازت اس لئے دیگئی تھی کہ اگر عورت (بلا اذن) مجبوراً اپنی زندگی میں یا بذریعہ وصیت اپنی جائداد کسی کو منتقل نہ کرے تو یہی اشخاص اسکے وارث تھے اور اس حیثیت سے اس عورت کی جائداد کے یہی مالک ہوتے تھے۔
اسی لئے گیئس کہتا ہے کہ بالغ عورتیں اپنا کاروبار[۳] آپ چلاتی ہیں۔ چند صورتوں میں

---

۱؎ وہ عورت جو پیدائشی حرہ ہو اور جسکے تین بچے ہوں اور وہ عورت جو عتیقہ ہو اور جسکے چار بچے ہوں ولایت سے آزاد تھیں۔

۲؎ صورتہائے (الف) و (ب) میں مربی یا والد بطور مستثنیٰ رضامندی دینے پر مجبور کئے جاسکتے تھے بشرطیکہ کوئی زبردست وجہ ہو (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۹۲)

۳؎ یہ صورت ہمیشہ سے رہی۔ بالغ عورت کے ولی کو عورت کی طرف سے اس کی جائداد کا انتظام (رم گیریرے Rem Grere) کرنیکا حق کبھی بھی حاصل نہ تھا۔

ولی کی اجازت محض ضابطہ کی تکمیل ہے۔ اور اکثر وہ اجازت دینے پر مجبور کیا جاتا خواہ وہ چاہے کہ نہ چاہے۔ اور نیز یہ کہ یہی وجہ ہے کہ ختم زمانہ ولایت کے بعد عورت کو اپنے ولی سابق کے مقابل میں حق نالش بہ خلاف ولایت حاصل نہیں ہوتا تھا۔ گیئس آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ "وصیت کرنیکے متعلق عورتوں کی حالت مردوں کے مقابلہ میں بہتر ہے کیونکہ وہ بارہ سال کی عمر میں وصیت کر سکتی ہیں درانحالیکہ لڑکے کو چودہ سال تک انتظار کرنا پڑتا ہے" مگر یہ بیان محتاج ترمیم ہے۔ کیونکہ (الف) بربنائے نظریہ عورتوں کو چاہے وہ کسی قسم کی بھی ولایت میں ہوں وصیت کرنیکے لئے انکے ولی کی اجازت لازمی تھی۔ اور بغیر اس کے اذن کے از روئے قانون ملک وصیت ناجائز تھی۔ اگرچہ پریٹر کو اختیار تھا کہ ایسی وصیت کی بنا پر قبضہ بربنائے اصول (ایکویٹی بونرم پوزیسیو Bonorum possessio) عطا کرے۔ (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۱۲۲) اور (ب) جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے عورت (یا زن) مجبور کی وصیت کے جواز کے لئے مربی یا پدر معتق کی رضا قطعاً لابدی تھی۔ اور ایسے وصیت نامہ بلا اذن ولی میں جو شخص وارث قرار دیا گیا ہو وہ نہ از روئے قانون ملک وارث ہو سکتا تھا اور نہ پریٹر اسکو قبضہ بربنائے اصول ایکویٹی (بونرم پوزیسیو) دے سکتا تھا۔ ("کسی باپ یا مربی کو ایک غیر مستند وصیت نامہ کے ذریعہ سے یقیناً محروم الارث نہیں کیا جا سکتا") دیکھو گیئس فقرہ محولہ صدر۔

ایسا پایا جاتا ہے کہ گیئس کے زمانہ کے بعد ولایت دوامی تدریجاً زوال پذیر ہونے لگی۔ بہر حال ڈایکلیشین کے زمانہ تک اسکا وجود محض اصولاً رہا مگر اسکا ذکر نہ تو مجموعہ قوانین تھیوڈوسیس میں ہے اور نہ تالیفات جسٹینین میں۔

## ذیلی دفعہ ۲ ولایت نیابتی یا مختاری عام

رومنی قانون میں ولایت کی ایک نوع کے لحاظ سے ولایت نیابتی یا مختاری عام (کیورا Cura) کی چار بڑی قسمیں ہیں:-

(۱) ولایت نیابتی یا مختاری عام سفیہ (فیوریوسی Furiosi)

(۲) مسرف (پراڈیجی) (Prodigi) کی نیابت

(۳) مراہق (ایڈولیسنٹس (Adolescentes) کی نیابت

(۴) گونگوں کی نیابت

اور یہ اخیر قسم وہ ہے جو زمانہ مابعد میں اس اصول کو مدنظر رکھ کر شامل کرلی گئی۔
الواح اثنا عشر کے زمانہ سے سفیہ اور مسرف کی ولایت نیابتی مسلمہ تھی۔ اور سفیہ کو
اسکے قریب ترین ہم جدی قانونی رشتہ داروں کی ولایت میں دیا جاتا تھا۔ (قانونی ولایت
نیابتی = (کیورالیجی ٹیما (Cura Legitima) اور اگر کوئی ہم جدی قانونی رشتہ دار موجود
نہ ہوتے تو اسکا کوئی ہم قبیلہ اسکا ولی نیابتی ہوتا تھا۔ لیکن مسرف کی نسبت حاکم عدالت کو
اختیار تھا کہ اسکے اقربا کی درخواست پر اسکے کاروبار کا انتظام کسی شخص کے سپرد کرے
جسکو وہ بطور ولی نیابتی کے مقرر کرتا جو عموماً اسکے رشتہ داروں ہی سے ایک شخص ہوتا تھا۔
اور اس کے ساتھ مسرف کو اسکی جائداد کے انتظام کی بابت ممانعت کردی جاتی تھی۔
کچھ ہی دنوں میں ولایت نیابتی کی ایک نئی قسم پیدا ہوگئی جو دو اقسام متذکرۂ صدر کیطرح
قدیم الایام نہیں تھی یعنی ان اشخاص کی ولایت نیابتی (مراہق) جو خود مختار تھے اور
سن بلوغ کو پہنچ چکے تھے لیکن جنکی عمر پچیس سال کے اندر ہونیکی وجہ سے ہنوز محتاج حمایت
سمجھے جاتے تھے۔ قانون ملک کے سخت نظریہ کے بموجب ایسے لوگوں کو پوری پوری
قانونی قابلیت حاصل تھی اور جسٹینین کے زمانہ تک بھی انھیں قانوناً کوئی ولی نیابتی (کیوریٹر
(Curator) رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بجز ایک صورت کے یعنی جب کہ وہ کسی قانونی
نالش میں ایک فریق ہوں ("کوئی مراہق بغیر ولی نیابتی کے قانونی کارروائی نہیں کرسکتا"
دیکھو جسٹینین، دفتر اول ۲۳ - ۲[^۱]) لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اکثر نابالغوں[^۲] کو انکے مفاد کی نگہداشت
کے لئے ولی نیابتی رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی اور یہ ضرورت کچھ تو بوجہ قانون پلی ٹوریا (جس کی
تاریخ غیر متیقن ہے مگر جسکا ذکر پلاٹس (Plautus) نے کیا ہے) اور کچھ پریٹر کے عملدرآمد کی
وجہ سے پیش ہوتی تھی کہ وہ (ان انٹگرم ریسٹی ٹیوٹی او (In integrem Restitutio

---

[^۱]: بعض اوقات نابالغ (امپیوبس (Impubes) کو بھی ولی نیابتی رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔
تاکہ کسی قانونی نالش میں اس کی جانب سے کارروائی کرے۔ یعنی جب کہ اسکے اور اسکے ولی کے
مابین نزاع واقع ہو اور ایسی صورت میں ولی اسکی نمایندگی نہیں کرسکتا۔

[^۲]: یہاں نابالغ (مائنر Miner) اختصار اور مرادف مراہق کا ہے۔

یعنی حالت سابقہ کو بحال کردینا) عطا کرتا تھا۔ قانون (پریٹوریا (Praetoria کی رو سے اس شخص کو چالان فوجداری کیا جاتا تھا (جس میں تاوان کے ساتھ تشہیر بدچلنی بھی تھی) جسکے خلاف یہ ثابت کردیا جاتا کہ ایک نابالغ کی حالت سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا۔ اور اسکے بعد ایک عذرداری (اکسپٹیو Exceptio) یا عذرداری بربنائے ایکوٹیٹی) قانون موضوعہ پر وضع کی گئی (عذرداری بربنائے قانون پلی اے ٹوری اے ای) جسکی رو سے نابالغ کامیابی کے ساتھ اس نالش کی جوابدہی کرسکتا تھا جو ایسے معاملہ کی تعمیل کرانیکے لئے کی گئی ہو جو اس نابالغ نے فریق ثانی کے داب ناجایز کے باعث کیا ہو۔ اتنا ہی نہیں بلکہ پریٹر یہ بھی کرتا تھا کہ نابالغ کی درخواست پر بشرطیکہ وہ درخواست ایک سال کے اندر پیش کیجائے محض اسکی نابالغی کی بنا پر اس معاملہ کو کالعدم کردیتا تھا جس سے اسکو نقصان پہنچا ہو (حالت سابقہ کو بحال کردینا) یعنی گو فریب یا داب ناجایز ثابت بھی نہ کیا گیا ہو۔ اور اس طرح اسکو سخت چارہ کار قانونی حاصل ہو جاتا تھا۔ برخلاف اسکے قانون انگلیشیہ میں جہاں معاملہ کسی عمر رسیدہ اور تجربہ کار اور ایک نوجوان کے مابین ہوا ہو اور داب ناجایز کا احتمال یا قیاس پیدا ہوتا ہو تو اسکی تردید ہوسکتی ہے۔ چونکہ روما میں ایسا قیاس ناقابل تردید تھا اس لئے لازمی طور پر تجاران "خاصان قانون" سے معاملہ کرنیکے لئے پس و پیش کرتے تھے تاوقتیکہ ان نابالغوں کی طرف سے کوئی عمر رسیدہ نائب اپنی رضامندی ظاہر نہ کرے کیونکہ نائب کی رضامندی کے بعد تجار کے حقوق کی پوری حفاظت ہو جاتی تھی۔ اگر کوئی نالش انکے خلاف لائی جاتی تو نائب کا معاملہ میں راضی ہونا ان کے لئے کافی جواب دعویٰ ہوتا یہی اسباب تھے کہ ان نابالغوں کو جو تجارتی تعلقات پیدا کرنا چاہتے تھے مجبوراً نیابتی ولی رکھنا پڑتا تھا۔ اور (مارکس ارلیس (Marcus aurelius نے یہ حکم جاری کیا کہ کسی مجسٹریٹ کے پاس محض درخواست پیش کرنے پر کسی نابالغ کو اسکی جائداد کے لئے ایک مستقل ولی نیابتی مل سکتا ہے۔ اگر کسی نابالغ کی جائداد اسکے ولی نیابتی کی رضامندی سے بھی منتقل کرنی ہو تو ایسے انتقال کے لئے بربنائے قانون موضوعہ خاص شرطیں لازم کردی گئیں اور اکثر صورتوں میں مجسٹریٹ کی اجازت ضروری قرار دی گئی۔

چونکہ نوجوان کو (قانون موضوعہ کے خاص احکام کے قطع نظر) پوری پوری قانونی قابلیت حاصل تھی اس لئے وہ کوئی تصرف قانونی بھی بغیر اپنے ولی نیابتی کی

رضامندی کے انجام دے سکتا تھا۔ مگر اس نابالغ کو جو ولایت میں ہو نہ صرف اسکی رضامندی لینی پڑتی تھی بلکہ اسکی اجازت کی بھی ضرورت تھی۔ اور جب ولی نیابتی کی رضامندی کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف اس لئے کہ جو کام بادی النظر میں جائز تھا کہیں ممکن الانفساخ نہ ہو جائے اور اس طرح پر پیٹر کہیں اسکو کالعدم نہ کردے یا یہ کہ بربنائے عذرداری (اکسپشیو لیگس پلے ای ٹوری اے ای Exceptio legis plaetoriae) بے اثر تصور نہ ہو۔

جسٹینین کا زمانہ آنے تک اور دوسرے قسم کے اشخاص کو بھی انکی درخواست پر ولی نیابتی مل سکتا تھا یعنی خاص معذوری کی بنا پر (مثلاً جب کہ درخواست گزار ضعیف الدماغ یا بہرا یا گونگا۔ یا کسی اور مرض لاعلاج میں مبتلا ہونیکی وجہ سے) ایسا طریقہ اختیار کرنا قرین مصلحت سمجھا گیا۔

حقیقت میں ولایت اور ولایت نیابتی کا تصور اساسی یہی ہے کہ ان اشخاص کے حقوق کی حفاظت کیجائے جو باوجود خود مختار ہونیکے جسمانی یا دماغی نقایص کے باعث اپنے ذاتی مفاد کی نگہداشت کرنیکے ناقابل ہیں۔ اور جسٹینین کے زمانہ میں یہ دو قسم کی ولایتیں امور ذیل میں ایک دوسرے سے مشابہہ تھیں۔

(۱) ولی نیابتی اور ولی کو ایک ہی مجسٹریٹ مقرر کرتا تھا[۱]۔

(۲) خدمت پر مامور ہونیکے بعد سامان کی فہرست مرتب کرنا دونوں پر لازم تھا۔

(۳) خدمت قبول کرنا اور اس پر کارگزار رہنا دونوں پر واجب تھا تاوقتیکہ معقول عذر پیش نہ ہو۔

(۴) ولی کی طرح چند صورتوں میں ولی نیابتی کو بھی ضمانت دینی پڑتی تھی (مثلاً قانونی ولی نیابتی۔ مگر اس شخص کے لئے ضمانت دینے کی ضرورت نہیں تھی جس کا تقرر کافی تحقیقات کے بعد عمل میں آیا ہو۔)

(۵) ازروئے نالش بربنائے اتہام ولی اور ولی نیابتی دونوں بدچلنی کی علت میں خدمت سے علحدہ کئے جاسکتے تھے۔

---

[۱] قانوناً ولی نیابتی کا تقرر بربنائے وصیت نامہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر درحقیقت ایسا تقرر کیا بھی جائے تو اسکی توثیق مجسٹریٹ کے اختیار تمیزی پر موقوف تھی۔

(۶) غفلت یا بداحتیاطی کے لئے ولی نیابتی پر نالش[۱] لائی جاسکتی تھی ۔علاوہ بریں ایک اور نالش موسوم بہ اکٹیو سلبی ڈیاریا اس مجسٹریٹ پہ لائی جاسکتی تھی جس نے لازمی ضمانت لئے بغیر تقرر کیا ہو ۔ اور

(۷) مجسٹریٹ کی اجازت لئے بغیر ولی نیابتی کو اختیار نہیں تھا کہ نابالغ کی کسی جائداد کو جو قیمتی ہو منتقل کرے اور ولی کی طرح اسکی جائداد بھی زیر رہن قانونی تھی۔

لیکن ان دونوں میں حسب ذیل فرق تھا :۔

(۱) ولی اور ولی نیابتی کا تقرر جداجدا قسم کے اشخاص کی محافظت کیلئے ہوتا تھا ۔

(۲) ان دونوں کے اختیارات میں فرق تھا ۔

(۳) ولی سے متعلق نہ صرف نابالغ کے مالکانہ حقوق کی حفاظت تھی بلکہ اس پر نابالغ کی ہر طرح کی نگہداشت لازم تھی ۔ برخلاف اسکے ولی نیابتی کا تعلق صرف اپنے زیر ولایت شخص کے حقوق مالکانہ سے ہوتا تھا ۔

(۴) ولی کا تقرر لازماً نابالغ کی نابالغی کے پورے زمانہ کے لئے ہوتا تھا گرولی نیابتی کا تقرر صرف کسی ایک مخصوص کام کے لئے ہوسکتا تھا جیسے کسی نوجوان اور اسکے ولی سابق کے مابین ولایت کے اختتام پر حسابات کی جانچ پڑتال کے وقت نوجوان کے مفاد کی نگہداشت کیلئے اور

(۵) جیساکہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں کسی صورت میں بھی ولی نیابتی کا تقرر وصیتہً جائز نہیں ہوسکتا تھا

## نوٹ ۲

ازالہ حیثیت قانونی کیاپی ٹس ڈیمی نی ٹیو (Capitis Diminitio)

کتاب (انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں ازالہ حیثیت قانونی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ ایک تبدیلی ہے جو حیثیت قانونی میں پیدا ہوتی ہے "ازالہ حیثیت قانونی کے معنی حیثیت سابقہ کا بدل جانا ہے" (دیکھو جسٹینین دفتر اول ۱۶ اور مقابلہ کرو گیئس کے دفتر اول فقرہ ۱۵۹ سے ) پس ازالہ حیثیت قانونی میں یہ معنی مضمر ہیں کہ جس شخص پہ

[۱] اس نالش کا نام (اکٹیو نیگوشیورم گسٹورم Actio negotiorum Gestorum ) تھا ۔

یہ حالت واقع ہوتی ہے اسکی قانونی شخصیت و استعداد یعنی وہ حالت سابقہ جو قانون کی نظر میں تھی کلیتہً بدل جاتی ہے اور اسکا ایک بالکل نیا قانونی وجود شروع ہوتا ہے۔

ازالۂ حیثیت قانونی کی تین قسمیں تھیں :-

(۱) انتہائی (میاکسیما Maxima)

(۲) وسطی (میڈیا Media)

(۳) اقلی (مینیما Minima)

(۱) ازالۂ انتہائی اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ حریت جاتی رہے (لبرٹاس Libertas) اور حقوق مدنیت (کیویٹاس Civitas) زائل ہوجائیں اور عائلہ (فیامیلیا Familia) بدل جائے۔ جیسے حر یا آزاد شدہ (عتیق) کے غلام بن جانے سے۔ جسٹنین کے زمانہ میں اسکے وقوع کی صورت یہ تھی کہ کوئی حر ازراہ بیع سازشی اپنے تئیں بطور غلام کے بیچ ڈالے یا یہ کہ ایک آزاد شدہ شخص (عتیق) اپنے مربی کے ساتھ احسان فراموشی کرنیکی پاداش میں غلام بنایا جائے۔

(۲) ازالۂ وسطی اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ مدنیت کے حقوق زائل ہوجائیں یا عائلہ بدل جائے گو حریت باقی رہے۔ اور اس کے وقوع کی صورت یہ تھی کہ کسی شخص کو بہ سزائے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کسی جزیرہ میں بھیجدیا جاتا تھا۔ (لیکن محض جلا وطنی بلا ازالۂ حقوق ملکی (ریلیگاٹس Relegatis) سے ازالہ لاحق نہیں ہوتا تھا۔

(۳) جب صرف عائلہ بدل جائے اور مدنیت اور حریت بدستور باقی رہے تو وہ صورت اقل کی ہوتی تھی۔[1] یہ ازالہ حسب ذیل صورتوں میں واقع ہوتا تھا:-

(۱) جب کہ کوئی عورت بر بنائے ازدواج اپنے شوہر کے اختیار (میانم Manum) میں چلی جائے

(۲) جب کوئی عورت اپنے کو بغرض امانت اختیار زوج (کوایمپٹیو فائیڈوکی اے ای کازا Coemptio fiduciae causa) میں فروخت کرے۔

[1] یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ ازالۂ حیثیت قانونی کی وجہ سے جو ہم جدی قانونی رشتہ داری عائلہ کے ساتھ تھی وہ ٹوٹ جاتی تھی تاہم جو قدرتی رشتہ داری خونی قرابت داری کی بنا پر پیدا ہوئی تھی وہ علی حالہ قائم رہتی تھی گو کہ اس رشتہ داری کا بھی خاتمہ دونوں اقسام متذکرہ صدر میں ہوجاتا تھا۔ (دیکھو جسٹنین دفتر اول ۱۶ - ۶)

(۳) کوئی شخص جو زیر اختیار پدری تھا تبنیت غیر مختار میں دیدیا جائے مگر جسٹینین کے زمانہ میں تبنیت کامکمل (پلی نا Plena) ہونا لازمی تھا۔
(۴) قرضہ یا ہرجہ کے عوض میں کسی شخص کی جو زیر اختیار پدری ہو شخصی حوالگی کیجائے۔
(۵) جب کوئی خود مختار اپنے کو دوسرے کی تبنیت میں دیکر غیر خود مختار بن جائے یا از روئے کارروائی تصحیح النسبی دوسرے کے اختیار پدری میں چلا جائے۔ لیکن یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا جو شخص اس طرح تبنیت غیر خود مختار میں چلا جائے یا صحیح النسب بنایا جائے اسکے ساتھ اسکے بچوں کی حیثیت قانونی میں بھی کوئی ازالہ واقع ہوتا تھا۔
(۶) کوئی غیر خود مختار بذریعہ عتق خود مختار ہوجائے اور اسطرح سے اپنا عائلہ چھوڑ دے[1]۔

**نوٹ ۳** تنزل وقعت (اکزسٹی میٹیانس مائینیشو Existimationes minutio)

تشہیر بد چلنی = ان فیمیا (Infamia)

تنزل وقعت سے مراد اصطلاح میں چند حقوق کا زائل ہوجاتا ہے جس سے ہر معمولی مدنی متمتع ہوتا تھا اور یہ اس وقت وقوع میں آتا تھا جب کہ شخص زیر بحث نے کسی کام میں بدنیتی یا بد دیانتی ظاہر کی ہو (خواہ وہ فعل خلاف قانون ہو یا نہ ہو) اس قسم کی کوئی قدیم ترین مثال جو قانون موضوعہ پر مبنی ہو الواح اثنا عشر میں پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنزل وقعت کا تصور کسی مجلس وضع قوانین کا نہیں بلکہ محتسب (سنسر Censor) کا پیدا کیا ہوا ہے۔ جس نے مدنیوں کے نام درج رجسٹر کرنیکے وقت ایسے اشخاص کو خدمات عامہ اور بعض حقوق عامہ سے محروم کردیا تھا جنکے اطوار شرمناک تھے۔ یا جو کوئی شرمناک کام کرتے تھے۔ ایسی صورتوں میں محتسب ایسے اشخاص کے ناموں پر چلیپا (×) کا نشان کردیا کرتا تھا۔ زمانہ مابعد میں یہ اصول پریٹر نے اختیار کیا کہ اپنے اعلان میں ان اشخاص کی فہرست شامل کردیتا تھا جن کو

---

[1] جسٹینین کا یہ بیان بیحد مبہم ہے کہ ازالۂ حیثیت قانونی اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ کوئی غیر مختار خود مختار ہوجائے۔ (جسٹینین دفتر اول ۱۶-۳) جب کوئی لڑکا اپنے سلف کی وفات پر خود مختار ہوجائے تو اس سے اسکا عائلہ بدلتا اور نہ اسکی حیثیت قانونی کا ازالہ ہوتا۔ساوینی کی اس رائے پر کہ اقلی ازالۂ حیثیت قانونی کا نتیجہ محض تبدیلی عائلہ ہی نہیں بلکہ کچھ اور بھی تھا جو تنقید کی گئی ہے اسکے لئے دیکھو (میورہیڈ Muirhead) صفحات ۱۲۳ اور ۲۲۴۔

بعض شرمناک اطوار کے باعث عدالتی کارروائیوں میں چند حقوق سے اس نے محروم کر دیا تھا۔ (مثلاً یہ حق کہ کسی شخص کی کارندگی کرے) اور ان لوگوں کو اشخاص مشتہر کہتے تھے۔ اور ایسی تشہیر یا تو فوراً ہو سکتی تھی جیسے اگر کوئی شخص نقال بنے یا بدچلنی کی پاداش میں فوجی خدمت سے برطرف کیا جائے یا فیصلہ کے بعد اور اس قسم کی تشہیر نہ صرف ارتکاب جرم کی وجہ سے بلکہ بعض اوقات دیوانی مقدمات کی وجہ سے جیسے اگر نالش اکٹیو پروساکیو اور نالش ٹیوٹلائی لائی جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قانون ترقی یافتہ میں تنزل وقعت کے ساتھ نہ صرف تشہیر بدچلنی شامل تھی بلکہ (ٹرپی ٹیوڈو Turpitudo) بھی شامل تھا۔ اور ٹرپی ٹیوڈو اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ حاکم عدالت اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں کسی قسم سے اپنی ناخوشی یا نفرت کا اظہار کرتا مثلاً اس بددیانت شخص (ٹرپس Turpis) کو ولی بنانے سے انکار کرے گو کوئی ذلیل طریقۂ عمل از روئے قانون موضوعہ اور نہ کسی اعلان میں صریحاً بمنزلۂ تشہیر بدچلنی قرار دیا گیا ہو۔

جسٹینین کے زمانہ سے پہلے تشہیر بدچلنی کے نتائج حسب ذیل تھے:۔

(۱) شخص مشتہر کا حق رائے (جس سفریجی Jus sufferagii) اور حق حصول خدمات عامہ (جس آنورم Jus honorum) زایل ہو جاتا تھا۔

(۲) اسکے حق ازدواج پر از روئے قانون جولیا ایٹ پیاپیا پپیا مصدرہ ۹ء قیود عاید کر دی گئیں۔

(۳) شخص مشتہر کا حق استنصاف (جس پاسٹولنڈی Jus postulandi) بھی (یعنی عدالت[۱] میں درخواست پیش کرنیکا حق) زائل ہو جاتا تھا۔

جیسا کہ پروفیسر سام بیان کرتا ہے یہ خاص ناقابلیتیں جسٹینین کے زمانہ میں نابود ہو چکی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر بدچلنی اور ٹرپی ٹیوڈو کا قانونی نتیجہ صرف یہ ہوتا تھا کہ حاکم عدالت اپنے اختیار تمیزی سے اس شخص پر چند ناقابلیتیں عائد کر سکتا تھا مثلاً حسب متذکرۂ صدر اسکو ولی بنانے یا بطور گواہ کے قبول کرنے سے انکار کر سکتا تھا اور اگر کسی وصیت نامہ کی رو سے وہ وارث قرار دیا گیا ہو تو موصی کے رشتہ[۲] داروں کی جانب سے

---

[۱] دیکھو گیئس دفتر چہارم فقرہ ۱۸۲۔
[۲] دیکھو لیج صفحہ ۱۸۷۔

نالش بربنائے وصیت نامہ نامنصفانہ (کویریلا ان آفی کیوسی ٹسٹامنٹی (Querela (Inofficiosi testamenti) منظور کرکے اسکو وصیت نامہ کے استفادہ سے محروم کرسکتا تھا۔

## نوٹ سہ بحالی حالت سابقہ (In Integrum restitutio)

اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں بعض اوقات پریٹر ایسے معاملات کو منسوخ کردیتا تھا جو قانوناً جایز تھے بشرطیکہ دادخواہ

(۱) نقصان (لیزیو = Leasio) ثابت کرے اور

(۲) کوئی وجہ معقول پیش کرے یعنی (الف) کم سنی۔ (ب) فریب۔ (ج) جبر (د) غلطی۔ (ھ) عدم حاضری درخواست ایک سال (سال افادہ = انیس یوٹی لس (Annus utilis) کے اندر پیش ہونی ضرور تھی مگر جسٹینین نے اس مدت کو بڑھا کر اس تاریخ سے مسلسل چار سال (کواڈری اینیم کنٹی نوام (Quadriennium Continuum) کردیا۔

---

# حصّہ دوم

## قانون متعلّق بہ اشیاء

کسی تقسیم جدید کے ساتھ اس موضوع کی مطابقت کرنا ایک دقّت طلب امر ہے۔ اکثر نظامہائے جدید قانون کو حقوق اور انکے وجوبات متقابلہ کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ اور حقوق کی تقسیم بالتعمیم (ان رم In rem) اور بالتخصیص (ان پرسانم In personam) کی گئی ہے۔ اول الذکر وہ ہیں جو کسی شخص کو دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں مثلاً (الف) ایک حر کی حیثیت سے اسکے یہ ازلی حقوق کہ اسکے یا ان لوگوں کے جو اسکے خاندان میں داخل ہیں جسم یا احساسات کو کوئی مضرت نہ پہنچائی جائے۔ اور (ب) یہ کہ اسکی جائداد میں نہ تو مداخلت بیجا کیجائے اور نہ کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔ بہ الفاظ دیگر یہ کہ حقوق بالتعمیم یا تو شخصی ہوتے ہیں یا مالکانہ۔

حقوق بالتخصیص کی جو کسی معین شخص یا چند اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہوتے ہیں دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو کسی حق بالتعمیم میں دست اندازی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ مثلاً یہ حق کہ نقصان رساں سے معاوضہ لیا جائے (فعل ناجایز یا جنایات۔ ڈی لکٹ یا ٹارٹ Delict or Torts) تمام قسم کے حقوق کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منفرداً یا مجموعاً منتقل ہونیکی قابلیت رکھتے ہیں۔ (مجموعاً۔ ان بلاک En bloc جیسے دلوالہ نکلنے کی صورت میں)

کتاب انسٹی ٹیوشس میں حقوق اور انکے متقابل وجوبات سے بحث صرف معاہدہ۔ جنایات۔ اور اسکے متجانس تعلقات مماثل معاہدہ (کویسائے کنٹراکٹ Quasi Contract) اور مماثل جنایات (کویسائے ڈی لکٹ Quasi Delict) کے عنوان میں کی گئی ہے۔ اور شخصی حقوق بالتعمیم کا کوئی جداگانہ ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اور قانون جائداد کی تحقیق حق اور ذمہ داری کے نقطۂ نظر سے نہیں کی گئی ہے۔

بادی النظر میں مصنفین انسٹی ٹیوٹس کی ترتیب مضامین سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے جائداد کی ان مختلف اقسام کی توضیح کی ہے جو رومامیں پائی جاتی تھیں۔ اور اسکے بعد ان طریقوں کی تفصیل دی ہے جن سے مادی جائداد فرداً فرداً حاصل یا منتقل ہوسکتی تھی عام ازیں کہ اشیائے زیر بحث میں ملکیت تامہ مضمر تھی یا یہ کہ کسی دوسرے شخص کی جائداد میں صرف محدود حقوق حاصل تھے (حقوق بہ جائداد غیرہ جورا ان ری ایلینا Jura in re aliena) مثلاً حق استفادہ در ملکیت تابع (سروی ٹیوڈس Servitudes) اسکے بعد خلافت مجموعی پر نظر ڈالی گئی ہے یعنی یہ بتلایا گیا ہے کہ کس طرح ایک واقعہ کی بنا پر (مثلاً کسی شخص کی وفات پر) ایک شخص کی قانونی شخصیت یا استعداد (پرسانا Persona) دوسرے[1] کو منتقل ہوسکتی ہے جس سے منتقل الیہ کو نہ صرف اس شخص کے حقوق جائداد بلکہ اسکے تمام وکمال حقوق اور ذمہ داریاں بھی منتقل ہوجاتی ہیں۔ آخر میں حقوق اور وجوبات کے بیان میں یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ کس طرح معاہدہ۔ جنایات۔ اور دیگر اشکال مماثلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس ترتیب کا بڑا عیب یہ ہے کہ خلافت مجموعی کا ذکر اسکی صحیح ترتیب سے باہر کیا گیا۔

رومنی ترتیب کے بموجب اس موضوع پر بحث کرنیکے لئے ذیل کے سلسلہ کو اختیار کیا جاتا ہے:

(۱) تقسیم اشیاء مال اور حقوق کے مختلف اقسام۔
(۲) جائداد مادی کو فرداً فرداً حاصل یا منتقل کرنیکے طریقے۔
(۳) حق استفادہ در ملکیت تابع کس طرح حاصل۔ منتقل اور زائل ہوتا ہے۔ دیگر حقوق بہ جائداد غیرہ
(۴) خلافت مجموعی۔
(۵) وجوبات جو معاہدہ۔ جنایات۔ اور تعلقات مماثلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

## دفعہ ۱　تقسیم وتوضیح اشیاء[2]

اشیا کی اہم ترین تقسیم اشیائے مادی (رس کارپورالیس Rescorporales)

---

[1] کسی شخص کو قانون شخصی اور مالکانہ حقوق حاصل کرنیکی جو استعداد دیتا ہے اسکو اسکا قانونی (پرسانا Persona) کہتے ہیں۔ مترجم
[2] جو تقسیمات ذیل میں دیگئی ہیں اگوگیئس اور جسٹنین نے اپنی تقسیم اشیا میں صریحاً بیان نہیں کیا ہے مگر یہ تقسیم رومنی قانون میں موجود تھی۔

اور اشیائے غیر مادی (Rosincorporales) ہے۔ اشیائے مادی وہ ہیں جنکو محسوس یا مس کرسکیں۔

مثلاً اراضی۔ غلام اور رقم۔ اور اس میں شک نہیں کہ معمولی گفتگو میں لفظ شے کا استعمال اسی معنی میں ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اشیائے غیر مادی وہ ہیں جن کا کوئی مادی وجود نہیں ہوتا۔ جن کو مس نہیں کیا جاسکتا اور جنکا وجود صرف قانون کی نظر میں ہوتا ہے۔ ("غیر مادی وہ ہیں جو مس نہیں کیجا سکتیں۔ انکا وجود محض قانونی ہوتا ہے"۔ دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۱۴) اشیائے غیر مادی کی مثالیں حسب ذیل ہیں:—

(۱) حق استفادہ در ملکیت تابع۔ مثلاً ایک شخص کا یہ حق کہ وہ دوسرے شخص کی زمین میں سے ہو کر گزرے یعنی حق مرور۔

(۲) ترکہ یا ورثہ یعنی کسی شخص کی جائداد کسی وقت میں (مثلاً اس کے مرنے پر) گو اس جائداد کا ایک حصہ شے مادی ہو جیسے کہ اراضی اور رقم۔ تاہم اس کو بہ حیثیت مجموعی شے غیر مادی تصور کیا جاتا ہے۔

(۳) وجوب۔ یعنی ایک شخص کا یہ فرض کہ کسی وعدہ کو جسے قانون واجب التعمیل سمجھتا ہے وفا کرے یا اس نقصان کا معاوضہ ادا کرے جو اس نے دوسرے شخص کو پہنچایا ہے۔

اس امتیاز کی اہمیت یہ ہے کہ اگر اشیا کے معنی میں اشیائے غیر مادی (جو محض قانونی چیزیں ہیں) شامل نہ ہوتیں تو قانون متعلق بہ اشیا ان حقوق سے مخصوص ہو جاتا جنکا تعلق بالراست جائداد (اشیائے مادی) سے ہے۔ حالانکہ اس میں تمام حقوق داخل ہیں عام ازیں کہ وہ جائداد سے متعلق ہوں یا نہ ہوں۔

۲۔ اس کے بعد اہم (جو بہر حال صرف تاریخی اعتبار سے ہے) وہ تقسیم ہے جو اشیائے قابل بیع (رس میانکیپی Resmancipi) اور اشیائے غیر قابل بیع (رس نک میانکیپی Resnec Mancipi) میں کی گئی ہے۔ اشیائے قابل بیع وہ تھیں جنکی تملیک قانوناً صرف بہ طریقۂ بیع نقد (میانکیپاٹیو Mancipatio) ممکن تھی۔ اگر کسی اور طریقہ[1] سے

---

[1] بجز طریقۂ دست برداری بہ منزل قانونی کے جو غالباً طریقۂ بیع نقد کے بعد رائج ہوا۔

منتقل کی جائیں تو حق ملکیت منتقل نہیں ہوتا تھا یعنی انکا مالک منتقل کنندہ ہی رہتا تھا۔ باوجود اس امر کے کہ اس نے منتقل کرنیکی کوشش کی اور یہ کہ اس نے اس چیز کو فی الواقع دوسرے شخص کے حوالہ کردیا۔ اشیائے قابل بیع میں داخل اراضی ومکانات (ایطالیہ میں: اٹالیوسولو (Italio solo)، اور غلام۔ بیل۔ خچر۔ گھوڑے۔ گدھے۔ اور حق استفادہ درملکیت تابع متعلق بہ اراضی تھے۔ (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ (۱۵) اور ۱۵ الف)

اس سے واضح ہوگا کہ حق استفادہ درملکیت تابع متعلق بہ اراضی کے سوائے یہ تمام چیزیں اشیائے مادی تھیں اور اگرچہ گیئس کا بیان ہے کہ یہ اشیا قابل بیع تھیں تاہم یہ ممکن ہے کہ ابتدائی قانون میں یہ چیزیں ان چیزوں کی فہرست سے خارج کردیگئی تھیں جو بہ طریقۂ بیع نقد منتقل ہوتی تھیں۔ اور بیع نقد کا جزو اصلی یہی تھا کہ جس چیز کو منتقل کرنا ہو اس کو حقیقتاً ہاتھ سے چھوا جائے (تانکیپاٹیو اس لئے کہتے ہیں کہ شے کو ہاتھ سے چھوتے ہیں" دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۲۱)[1]۔ بہ صورت اراضی کسی ایسی چیز کو چھونے کی ضرورت گیئس کے زمانہ میں نہیں ہوتی تھی جو اراضی کے بجائے ہو (" مگر اراضی کو منتقل کرنیکے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ شے موجود رہے"، دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۲۱) لیکن اسکے زمانہ میں بھی دوسری قسم کی اشیا کی منتقلی میں ہاتھ سے چھونا لازمی تھا۔ جیسے غلام احرار اور جانوروں کی منتقلی میں۔ باقی دوسری تمام چیزیں اشیائے غیر قابل بیع تھیں[2] اور گیئس کے زمانہ میں اگر اسکے لئے معقول وجہ ہو تو حق ملکیت بذریعہ حوالگی منتقل ہوجاتا تھا۔ بشرطیکہ شے زیربحث لازماً جسمانی تحویل کے قابل ہو۔ حوالگی ابتدا میں ایسی اشیا کی ممکن تھی جیسے غلام یا گھوڑا۔ مگر ذمہ داری اور اسکے حقوق متقابلہ کی حوالگی ناممکن تھی[3]۔

---

[1] لیکن دیکھو میورہیڈ صفحہ ۵۹ تا ۶۰

[2] سر ہنری مین کی رائے ہے کہ ابتدائی رومنی قانون صرف اشیائے قابل بیع کو تسلیم کرتا تھا (دیکھو اینشنٹ لا Ancient Law صفحہ ۲۷۴) ایک اور نظریہ یہ ہے کہ اشیائے قابل بیع عائلہ کا جزو ترکیبی اور (پیکونیا Pecunia =) رقم سے متمائز تھے۔

[3] قانون فائگی میں ہر وجوب میں ایک حق مضمر رہتا ہے۔ مثلاً زید پانچ پونڈ میں ایک گھڑی عمر کو بیچنے کا معاملہ

گیئس کے زمانہ کے بعد سے بیع نقد کی اہمیت رفتہ رفتہ کم ہونے لگی ۔ جسٹینین کے زمانہ میں بیع نقد کی جگہ انتقال جائداد کے لئے حوالگی (ٹراڈیٹیو Traditio) نے کلیۃً لے لی۔ اور اشیائے قابل بیع اور اشیائے غیر قابل بیع کی تقسیم اسلئے متروک الاستعمال ہوگئی تھی۔
اشیا کی تقسیم اور طرح سے بھی کیگئی تھی جو توجہ کے قابل ہے :-

۳۲ - اشیائے منقولہ (رس مابیلس Res Mobiles) اور اشیائے غیر منقولہ (رس ام مابیلس Resimmobiles) یہ تقسیم اکثر نظامہائے قانون میں پائی جاتی ہے اور اس اساسی امتیاز پر مبنی ہے جو اراضی اور ان اشیا میں جو بہ اتصال و قرار جزو اراضی سمجھی جاتی ہیں اور دوسری تمام اشیا (منقولہ) میں پایا جاتا ہے ۔ اور منقولہ وہ اشیا ہیں جو خلقۃً نقل و تحویل مکانی کی قابلیت رکھتی ہیں ۔ اور جنکو علیحدہ کرکے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں ۔ اور اس لئے ان پر تصرف کرنیکا طریقہ اس طریقہ سے قطعاً جدا ہے جو اراضی کے لئے ممکن ہے ۔ یہ تقسیم انگریزی تقسیم غیر منقولہ (مالی) اور منقولہ (شخصی) سے مطابقت نہیں کرتی کیونکہ بعض قسم کی جائداد غیر منقولہ کو انگلستان میں منقولہ میں داخل کیا گیا (مثلاً حقیت جو بہ موجب پٹہ کے عطا کی گئی ہو مثلاً پٹہ یعنی (لیز ہولڈ Leasehold) اور چند چیزیں جو اراضی نہیں ہیں (مثلاً دستاویزات شہادت حق) قانون غیر منقولہ کے تحت آتی ہیں ۔ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے امتیاز سے روما میں اتنے کثیر اختلافات نہیں پیدا ہوئے جتنے کہ انگلستان میں ہوئے ۔ آخر الذکر کے قانون جائداد منقولہ میں اب بھی بہت سی خصوصیات ہیں گو قبل ازیں اس سے بھی زیادہ تھیں جو اصولاً قدیم طریقہ نظام جاگیری پر مبنی ہیں ۔ ان دونوں قسموں کی جائداد کے متعلق جو اختلافات رومنی قواعد میں تھے وہ ان دو قسم کی اشیا کے خلقی اختلاف پر مبنی تھے مثلاً غیر منقولہ اسکی نقل و تحویل مکانی متعذر ہونیکی وجہ سے ناقابل سرقہ ہے ۔ اور اسی وجہ سے بادی النظر میں بلا حق ملکیت ۔ محض قبضہ سے اسکی ملکیت حاصل کرنیکے لئے زیادہ مدت درکار تھی [۱]۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - کرتا ہے ۔ اس صورت میں دو وجوب اور دو حق ہیں ۔ زید کو پانچ پونڈ پانیکا حق اور عمرو پر اس کی ادائی کا وجوب متقابل ہے ۔ گھڑی کو اپنے پر منتقل کرانیکا حق عمرو کو حاصل ہے اور زید پر اسکے انتقال کا وجوب ہے ۔

[۱] یہ حالت خاصکر زمانہ ابتدائی میں تھی جب کہ اراضی کی بہت بڑی اہمیت تھی مگر زمانہ حال میں تو راس المال اور حصص کی مانگ ہے ۔

۴۔ اشیائے قابل توریث (ان پیٹری مونیو In Patrimonio) اور ناقابل توریث (اکسٹرا پیٹری مونیم Extra Patrimonium) یا اشیائے قابل تجارت (ان کمرشیو In Commercio) یا غیر قابل تجارت (اکسٹرا کمرشیم Extra Commercium (یہ جسٹینین کی خاص تقسیم ہے)

شے غیر قابل توریث وہ ہے جو کسی خانگی شخص کی ملک بننے کے قابل نہ ہو اور شے قابل توریث وہ ہے جو اس طرح ملک بن سکتی ہو۔

اشیائے غیر قابل توریث کے چار طبقات ہیں :۔

الف۔ رس آمنیم کمیونز Res Omnium Communer) اس سے مراد وہ اشیا ہیں جن سے تمام دنیا متمتع ہوسکے مثلاً ہوا۔ آب رواں۔ سمندر اور ساحل سمندر۔

ب۔ رس پبلکائی (Res Publicae): اس سے مراد ریاست کی جائداد ہے مثلاً سڑکیں۔ بندرگاہیں وغیرہ۔[1]

(متذکرۂ صدر دو اشیا کو اصطلاح فقہ میں "الاشیاء المباحۃ العمومیہ" کہتے ہیں۔ (مترجم)

ج۔ رس یونیورسیٹاٹس (Res Universitatis): اس سے مراد کسی کارپوریشن (شخصیہ) کی جائداد ہے مثلاً کسی رومنی شہر کا ناچ گھر۔

د۔ مباحات یعنی شے بلا مالک (رس نلیس Res Nullius) یعنی ملک اللہ

د (رس ڈیوائنی جورس Res divini juris) جس کا ضد شے ملک العباد (رس ہیومانی جورس Res humani juris) ہے۔ (یہی گیئس کی بڑی تقسیم ہے۔) اشیائے ملک الیہ میں اشیائے مصرحہ ذیل داخل تھیں :۔

(۱) اشیائے مقدسہ: (رس سیاکرائی Res Sacrae) یعنی وہ اشیا جو اوتار کے لئے وقف کر دی گئی تھیں مثلاً دیول یا بت خانہ۔

---

[1] ابتدا میں ہر وہ چیز جو رومنی عوام الناس کی ملک تھی وہ جائداد ریاست (رس پبلکائی Res Publicai) اور غیر قابل تجارت تھی۔ مگر جسٹینین کے زمانہ میں ریاست کی صرف اسی جائداد جس سے عوام بالراست منتفع ہوتے تھے یعنی ایسی جائداد جسکی مثالیں کتاب میں دی گئی ہیں اشیائے غیر قابل تجارت میں داخل تھی، مثلاً غلامان عام۔ گو یہ ریاست کی ملک تھے تاہم شے قابل تجارت تھے۔

(۲) اشیائے مذہبی: (رس ریلیگیوسائی Res Religiosae) یعنی وہ اشیا جو دیوتائے زیر زمین کیلئے وقف کی گئی تھیں مثلاً قبرستان (اگرچہ کسی چیز کو مقدس بنانیکے لئے خاص رسومات کی ضرورت تھی مگر زمین کو مذہبی مقام بنانے کیلئے نعش کا دفن کرنا کافی تھا۔ بشرطیکہ دفن کرنے والے پر دفن کرنیکی ذمہ داری عائد کی گئی ہو)

(۳) رس سیانکٹائی (Res Sanctae) : وہ چیزیں تھیں جو خاص طور پر دیوتاؤں کی محافظت میں تصور کیجاتی تھیں مثلاً فصیل شہر۔ گر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ اس عبارت[1] میں جسٹنین مباحات کو اشیائے ملک اللہ کے معنوں میں استعمال کرتا ہے مگر مباحات سے مراد عام طور پر وہ چیزیں ہیں جن کا فی الوقت کوئی مالک نہ ہو۔ (جیسے وحشی جانور) اور اس طرح ایک معنی میں وہ داخل اشیائے غیر قابل تجارت ہیں مگر مسلمہ قبضہ کے بعد وہ قابل تجارت حالت میں لائی جاسکتی ہیں۔

۵۔ اشیائے مثلی: (رس فنگی بلیس Res Fungibiles) اور اشیائے غیر مثلی (رس نان فنگی بلیس Res non Fungibiles) اشیائے مثلی وہ ہیں جیسے رقم، شراب اناج جو منفرداً ایک ایک شے تصور نہیں کیجاتی ہیں جیسے گھوڑا یا زمین کا کوئی قطعہ بلکہ جنکا تصور مجموعی طور پر ہوتا ہے جنکی داد و ستد فقہا کے قول کے بموجب تل، ناپ اور گنت کر ہوتی ہے۔ اور جو اشیا سریع الزوال اور وزنی ہوتی ہیں اور رومی مقنن انکا اندازہ بذریعہ پیمانہ کرتے تھے۔ یہ تقسیم بہت ادنیٰ اہمیت رکھتی ہے۔ اسکے استعمال کی ایک مثال یہ ہے کہ اشیائے غیر مثلی بطور قرض نہیں دیجاسکتی تھیں۔

۶۔ "وہ اشیا جو استعمال سے کم ہوجاتی ہیں"؛ (رس کوئے یوزو کنزومنٹر Res Quae Usu Consumuntur) اور باقی دیگر اشیا۔ یہ بھی ایک غیر اہم امتیاز ہے۔ وہ چیز جو استعمال سے فنا ہوجائے حق منفعت کا محل نہیں ہوسکتی تھی مثلاً شراب وطعام۔

---

[1] حقوق جائداد کی فنا یا سقوط کا کوئی علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا۔ جائداد کا قطعی اختتام جائداد کی حیثیت سے شاذ و نادر ہوتا ہے کیونکہ جب اسکے انتقال سے مالک حال کا حق ساقط ہوجاتا ہے تو اس پر بنا حق منتقل الیہ کو حاصل ہوجاتا ہے۔

## دفعہ ۲ جائداد مادی کی منفرد مدات کی ملکیت کیسے حاصل یا اسکو منتقل کرنے کے طریقے۔

استحصال ملکیت کے مختلف طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے گیس اور جسٹینین یہ بتلاتے ہیں کہ ایک یا اس سے زاید مدات جائداد کو حاصل یا منتقل کرنیکے طریقے روما میں کیا تھے۔ مگر یہ طریقے بیشتر وہ ہیں جنکا استعمال صرف ان اشیا کے لئے ہوتا تھا جو محسوس ہوسکیں (اشیائے مادی یعنی اشیائے قابل مس) اور ان کو اشیائے غیر مادی مثلاً ذمہ داری سے کوئی تعلق نہیں۔ مزید برین استحصال سے مراد تمام صورتوں میں منفرد شے یا اشیا کا استحصال ہے جو خلافت مجموعی سے متمایز ہے۔ یعنی ایسی جائداد کا استحصال (حق خلافت مجموعی یہ جورس یونیورسٹاس (Juris Universitas) جو اشیائے منفرد کا مجموعہ ہو اور جس میں مادی (مثلاً متوفی یا میت کی اراضی اور فرنیچر) اور غیر مادی (مثلاً اس کے دیون جو اسکو واجب الادا ہیں اور جو اسکی جانب سے واجب الادا ہیں) دونوں داخل ہوں۔

اشیا کے منفرد حاصل کرنیکے طریقے:۔

(۱) قدرتی طریقے (نیاٹورالس موڈی (Naturalis modi) ان طریقوں سے جو اقوام عالم میں عام تھے۔

(۲) ملکی طریقے (سیویلس موڈی (Civiles modi

جسٹینین کا خیال ہے کہ قدرتی طریقے سب سے زیادہ قدیم ہیں[۱] مگر درحقیقت یہ خیال صحیح نہیں۔ قدامت میں طریقہ بربنائے قانون ملک اول ہے اور ابتداءً استحصال جائداد کے صرف یہی طریقے تھے[۲]۔

### ذیلی دفعہ ۱۔ قدرتی طریقے۔

احراز بالقبض (اکیوپاٹیو (Occupatio) سے مراد کسی ایسی چیز پر مالک بننے کی نیت سے حقیقی قبضہ کرنا تھا جو اس وقت کسی کی بھی ملک نہ ہو یعنی مباحات یعنی وہ شے

---

۱؎ دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱ - ۱۱

۲؎ دیکھو "مین" کی تصنیف رسمی اینشنٹ لا (C. ancient Law) ۸ -

(رس ڈیریلکٹا (Res derelicta) جسکا مالک سابق اسکی بابت اپنے حق ملکیت سے قطعاً دست بردار ہوگیا ہو۔ جیسے کوئی شخص اپنا پراناجوتا پھینکدے۔ کوئی شے اسوقت پھینکی ہوئی تصور کی جاتی ہے جب کہ اسکے مالک سابق کی نیت دست برداری کی ہو وہ شخص جو اس مال کو لے لے جو بوقت طوفان جہاز کا وزن کم کرنیکے لئے سمندر میں پھینکدیا گیا ہو جو اتفاقاً کسی گاڑی سے گر پڑا ہو سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ احراز بالقبض کی اہم طورتیں حسب ذیل ہیں :۔

الف۔ جنگلی جانور کا قبضہ میں لانا۔ جانور کو واقعی طور پر گرفتار کرلینا چاہیئے[۱]۔ محض زخمی کرنا کافی نہیں۔ اور اگر وہ چھوٹ جائے تو پھر مباحات کی تعریف میں آجاتا ہے۔ جانور کا وحشی ہونا لازمی ہے۔ جیسے درندۂ صحرائی۔ شہد کی مکھیاں۔ مور۔ کبوتر۔ اور ہرن۔ نہ کہ مرغیاں اور بطخ۔ کبوتر اور ہرن گو فطرتاً وحشی ہوتے ہیں مگر بعض اوقات چھوٹ کر واپس بھی آجاتے ہیں۔ اسلئے اسکا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ انکا صرف عارضی طور پر چلا جانا حق ملکیت کو زائل نہیں کرتا۔ اسلئے کہ جبتک انکی عادت واپس آنیکی ہو ان پر حق ملکیت باقی رہتا ہے (عادت واپسی = ریورٹنڈی اینی مس Revertendi animus) اور جسٹینین کہتا ہے کہ انکی نسبت واپس آنیکی عادت کا ترک کرنا فرض کیا جاسکتا ہے جب کہ انھوں نے واپس آنا چھوڑ دیا ہو۔

ب۔ مال غنیمت۔ اس طرح کہ آزاد اشخاص (احرار) بھی اپنے اسیر کنندہ کے غلام ہوجاتے ہیں۔

ج۔ جواہرات اور دیگر مال یا دفینہ جو ساحل سمندر پر ملے یابندہ کی ملک ہوجاتا تھا[۲]۔

د۔ جزیرہ برآمدہ (انسولا ناٹا Insula Nata) اگر کوئی جزیرہ سمندر میں پیدا ہو (مگر اس صورت میں نہیں جب کہ دریا میں پیدا ہو) تو وہ مباحات کی تعریف میں آجاتا تھا۔ اور اس شخص کی ملک ہوتا جس نے اس پر قبضہ پہلے حاصل کیا تھا[۳]۔

---

[۱] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۱۳

[۲] ‏" " " " ۱-۳۹ متعلق حقوق ریاست

[۳] ‏" " " " ۱-۲۲

احراز بربنائے اضافہ: (ایکسیسیو Accessio) اس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ کوئی چیز کسی جائداد میں اضافہ ہونے سے اس کے مالک کی ملک ہوجاتی ہے۔ چاہے وہ چیز مباحات سے ہو یا کسی غیر کی ملک ہو۔

اس طریقہ سے مباحات کے ملکیت میں داخل ہونیکی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اراضی دریا برآمدہ۔ (ایلیوویو Alluvio) جہاں اراضی ندی سے ملحق ہو اور آب رواں غیر محسوس طور پر اس زمین پر مٹی لاکر جمع کردے یا زمین زیر بحث میں اضافہ کردے جو مٹی اس طرح سے جمع یا اضافہ ہوئی ہے وہ ازروئے احراز بربنائے اضافہ مالک زمین کی ملک ہوگی۔

(۲) جزیرۂ دریا برآمدہ۔ جب کوئی جزیرہ ندی میں پیدا ہوتا ہے اور وہ ندی کے وسط میں ہو تو ندی کے طرفین کی اراضی کے مالک کی ملک ہوتا ہے۔ ان حقوق کے تناسب میں جو ان کو ان اراضی میں حاصل ہیں۔ اور اگر وہ ایک کنارے سے بہ نسبت دوسرے کنارے کے قریب تر ہو تو وہ مالک کنارۂ قریب تر کی ملک ہوگا[۲]۔

(۳) سیل متروکہ (ایلویس ڈیریلکٹس Alveus derelictus) جب کہ ندی اپنا پرانا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے بہنا شروع کرتی ہے تو اس کے ترک کئے ہوئے راستہ سے جو زمین برآمد ہوتی ہے وہ اس کے طرفین کے مالکان اراضی کی ملک بہ لحاظ ان حقوق کی مناسبت کے ہوتی ہے جو ان کو ایسی اراضی میں حاصل ہوں[۱]۔

ذیل میں احراز بربنائے اضافہ کی مثالیں بیان کیجاتی ہیں جن میں شئے متصلہ غیر شخص کی ملک ہو۔

(۱) زمین دریا برد: (ایولسیو Avulsio) زید کی زمین ندی کے پانی کے زور سے

---

[۱] احراز بربنائے اضافہ کی مثال کے طور پر جسٹینین جانوروں کے بچوں کا ذکر کرتا ہے جو کسی کی ملک ہوں (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ا۔۱۹) مگر ظاہر ہے کہ انکی ماں کے مالک ہونیکے لحاظ سے کسی کو بھی ان بچوں پر استحقاق حاصل ہے اور اس لئے احراز بربنائے اضافہ کے لحاظ سے ملکیت قائم کرنا غیر ضروری ہے۔

[۲] لیکن اگر جزیرہ دا سطح پیدا ہو کہ کسی مقام پر ندی کی دو شاخیں ہو جائیں اور یہ پھر آگے جاکر ملجائیں اور اس سے زید کی اراضی کی شکل جزیرہ کی سی ہو جائے تو اسکی اراضی ہنوز اسی کی ملک ہے۔ اراضی کی محض عارضی غرقابی بے نتیجہ تھی۔

بہہ جا کر عمرو کی زمین میں ملجاتی ہے مگر وہ زمین اسی وقت زید کی ملکیت سے خارج نہیں ہو جاتی تھی بلکہ ازروئے احراز بر بنائے اضافہ زید کی ملکیت سے خارج اور عمرو کی ملکیت میں شامل اسوقت ہوتی جب کہ زید کے درخت (جو زمین کے ساتھ بہہ گئے تھے) عمرو کی زمین میں جڑ پکڑ کر اگنے لگیں۔

(۲) ملجانا اور مخلوط ہو جانا: (کنفیوزیو اینڈ کمنکسٹیو (Confusio and Cominxtio) اول الذکر سے مراد سیال اور آخر الذکر سے جامد اشیا کا باہم ملجانا ہے جب کہ وہ مختلف اشخاص کی ملک ہوں۔ اگر سیال اشیا ملجائیں تو وہ دونوں اشخاص کی ملک مشترکہ بن جاتے ہیں اور ایک شخص دوسرے شخص کو بر بنائے نالش (کمیونی ڈیویڈنڈو (Communi dividendo)) اپنا حصہ سپرد کرنے پر مجبور کرسکتا ہے اگر جامد اشیا بہ رضامندی ملائی گئی ہوں تو حاصل ملک مشترکہ ہوگا اور اگر اتفاقاً ملجائیں تو ہر ایک شخص نالش عینی یا مالی (ریل ایکشن (Real action)) کے ذریعہ سے اپنے اصلی مال کا دعوے کرسکتا ہے لیکن جہاں مختلف اشیا کی شناخت کی تحقیق میں دشواری ہو حاکم عدالت کو یہ فیصلہ کرنیکا اختیار تمیزی تھا کہ چیزیں کس طرح علیحدہ کیجائیں مثلاً گیہوں کے دو ڈھیر (یا انبار) جو آپس میں مل گئے ہوں حقیقت میں جدا کردئے جاسکتے ہیں مگر صحیح طور پر تفریق کرنا عملاً بہت دشوار ہے۔ (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۲۷ و ۲۸-)

(۳) تعمیر (انائی ڈی فیکاٹیو (Inacdificatio) اسکی دو بڑی مثالیں یہ ہیں۔

الف۔ زید اپنی زمین پر عمارت عمرو کا عملہ لے کر بناتا ہے۔ اس اصول کی بنا پر کہ "اشیا اتصال قراریا الصاق سے جزو اراضی ہو جاتی ہیں" (سوپر فیسیز سولو سی ڈٹ (Superficies Solo Cedit) عمارت کا مالک زید ہوتا ہے اور جب تک عمارت قائم ہے عمرو اپنا عملہ طلب نہیں کرسکتا کیونکہ ازروئے قانون الواح اثنا عشر کوئی شخص کسی کو اپنی عمارت سے کڑی (ٹگنم tignum) یا عملہ نکالنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ باوجود اس امر کے کہ وہ اس شخص کی ملکیت سے ہوں۔ لیکن عمرو بغیر کسی چارہ کار قانونی کے نہیں ہے یعنی عمرو کسی چارہ کار قانونی سے محروم نہیں۔

کیونکہ عملہ کی نالش (ڈی ٹگنو جنکٹو[سلہ] De tigno juncto) کرکے وہ زید سے
دوگنا ہرجہ وصول کرسکتا ہے۔ اور جب عمارت برباد ہوجائے تو نالش
(ایکٹیو ایڈ اکزیبنڈم Actio ad Exhibendum) لاکر عملہ کا دعویٰ
کرسکتا ہے بشرطیکہ قبل ازیں اس نے ہرجہ نہ لیا ہو۔

ب۔ زید اپنے عملہ سے عمرو کی زمین پر عمارت بناتا ہے یہاں بھی "اشیا اتصال
قرار یا الصاق سے جزو اراضی ہوجاتی ہیں" اور عمرو اجزاء بربنائے اضافہ کی
رو سے عمارت کا مالک ہوجاتا ہے۔ اگر بوقت تعمیر زید کو اس کا علم
تھا کہ زمین عمرو کی ہے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ زید نے مکان عمرو کے نذر کیا ہے
لیکن اگر اس نے اس یقین واثق کے ساتھ تعمیر کیا ہو کہ وہ زمین اپنی ہے
اور جو کہ فی الحقیقت اس وقت اسکے قبضہ میں ہے تو عمرو اسکو بلا ادائے معاوضہ
قبضہ سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کرسکتا کیونکہ اگر عمرو ادائے معاوضہ
سے انکار کرے تو بربنائے عذرداری فریب سنگین (اکسپٹیو ڈولی مالی
Exceptio dolimali) سکا دعوے باطل قرار دیا جائیگا۔

(۳) درخت لگانا یا کاشت کرنا۔ (پلانٹاٹیو اینڈ سیاٹیو Plantatio and satio) اگر زید
اپنی ذاتی زمین پر عمرو کا درخت لگائے یا اگر زید اپنا درخت عمرو کی زمین میں لگائے تو درخت کے
جڑ پکڑتے ہی وہ مالک زمین کی ملک ہوجاتا ہے (درخت لگانا = پلانٹاٹیو) اسی طرح
جسکی زمین پر گیہوں بوئے جائیں تو پیداوار مالک زمین کی ملک ہوگی (کاشت کرنا =
ساٹیو) مگر دونوں صورتوں میں اگر مالک اراضی قبضہ سے بیدخل یا خارج ہوا اور اس
بات کی کوشش کر رہا ہو کہ قابض حال سے جس نے نیک نیتی سے قبضہ کیا ہو
اراضی واپس لے تو ایسی صورت میں مالک اراضی اشجار اور فروع کو معاوضہ ادا کئے بغیر
حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اگر اسکے لئے دعوے کرے تو بربنائے عذرداری فریب اسکا
دعویٰ باطل ہوجائیگا (دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱۰۱۔ ۳۱ و ۳۲ اور گیئس دفتر دوم
فقرہ ۷۴ و ۷۶)

سلہ مستند طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ نالش صرف اسوقت ہوتی تھی جب کہ حقیقت سامان کا سرقہ ہوا ہو۔

(۵) تحریر: (اسکرپٹیورا (Scriptura) زید کوئی نظم یا رسالہ عمرو کے کاغذ پر لکھتا ہے۔ وہ تحریر اور کاغذ عمرو کی ملک ہے۔ لیکن اگر زید کے قبضہ میں ہو اور عمرو اس کی بازیابی کی نالش کرے اور معاوضہ دینے سے انکار کرے تو از روئے عذر داری فریب اسکو شکست ہوگی بشرطیکہ زید نے نیک نیتی سے قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۶) تصویر: (پکٹیورا Pictura) زید نے تصویر عمرو کی لوح پر کھینچی ہے چونکہ یہاں تصویر اصل شے ہے اور لوح اسکی تابع ہے (یعنی ایکسیسری Accessory) نتیجہ زید کی ملک ہے۔ لیکن اگر عمرو کے قبضہ میں ہو تو زید کو چاہئے کہ لوح کا معاوضہ دے ورنہ عذر داری فریب سے شکست اٹھائیگا۔ اگر زید کے قبضہ میں ہو تو عمرو لوح کی بابت نالش (ایکٹیو یوٹی لس Actio Utilis) کرسکتا ہے مگر اس کو تصویر کا معاوضہ دینے کے لئے آمادہ رہنا چاہئے ورنہ بربنائے عذر داری فریب خود شکست کھائیگا۔ یعنی اس صورت میں کہ زید نے لوح کو دیانتداری سے حاصل کیا ہو ورنہ اگر زید نے لوح چرائی ہے تو نالش سرقہ کا مستوجب ہوگا۔

(۷) زید اپنے لباس کی تیاری میں عمرو کا ریشم لگاتا ہے۔ حاصل زید کی ملک ہے۔ اگر ریشم عمرو کے پاس سے چرایا گیا ہو تو آخر الذکر کو نالش سرقہ کا حق ہے اور چور کے خلاف خواہ وہ کوئی ہو نالش متعلق بہ ذات یعنی نالش شخصی (کنڈکٹیو Condictio) بھی ہوسکتی ہے۔ (دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱-۲۶) بعض اوقات امثلہ (۳) تا (۷) بہ شمول ہر دو (ایڈجنکٹیو=adjunctio) سمجھی جاتی ہے۔

۳- صنعت گری: (اسپیسی فی کاٹیو Specificatio) اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے ہنر اور محنت سے دوسرے کی شے یا مال کو نئی صورت میں بدل دیتا ہے مثلاً عمرو کی لکڑی سے زید جہاز بناتا ہے (سبالی نین Sabinian کی رائے میں خام شے قابل لحاظ ہے۔ اور اس لئے خام شے کا مالک حاصل کا بھی مالک ہونا چاہئے۔ مگر برخلاف اسکے (پروکیولینس Proculians

کی رائے میں اس کے صانع کی ملک ہے (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۷۹) جسٹینین نے وسطی راہ (میڈیا سنٹنشیا) (Media Sententia) اختیار کی۔ اگر اس چیز کو اسکی اصلی صورت میں لایا جاسکتا ہے (جیسے ایک پتلی جو زید نے عمر کے پیتل سے بنائی ہو) تو وہ مالک شئے خام کی ملک ہے۔ اور اگر مال اپنی حالت اصلی میں نہ لایا جاسکے (مثلاً زید نے عمر کے انگور سے شراب کھینچی ہو) تو اسکا مالک اسکا بنانیوالا ہے مگر معاوضہ ادا کرے[1]۔

۴۔ میوہ جمع کرنا: (فرکٹوام پرسپشیو Fructuum Perceptio) زمین یا جانوروں کے مالک بہ حیثیت مالک کے میوہ اور جانوروں کے بچوں کے مالک تصور کئے جاتے ہیں۔ جن اشخاص کے حقوق محدود ہوں (مثلاً چند سال کی مدت کے لئے) ان کو ایسی جائداد سے جو میوہ نکلے اس پر حق اسوقت حاصل ہوتا ہے جب کہ انھوں نے درحقیقت میوہ درختوں سے توڑ لیا ہو یعنی جب تک میوہ درخت پر رہے وہ اس کے مالک نہیں ہوسکتے۔ ان اشخاص کی خاص مثالیں جنھیں اس طرح سے میوہ کی ملکیت حاصل ہوتی ہے یہ ہیں جیسے اسامی پٹہ دار (کولونس Colonus) یا وہ شخص جسکو حق حین حیات حاصل ہو (یوزو فرکٹو اریس usufructuarius) یا ایسا شخص جس نے قبضہ نیک نیتی کے ساتھ کیا ہو (یعنی وہ شخص جو دوسرے شخص کی جائداد پر اس یقین واثق کے ساتھ قابض ہو کہ اس کو اسکا استحقاق ہے) پس ایسے اشخاص کو جب تک کہ ان کا حق اراضی پر ہے ایسے میوہ کی ملکیت حاصل ہوتی ہے جو انھوں نے جمع کر لیا ہے اس لئے اگر کوئی حق دار حین حیات (یوزو فرکٹو آریس usufructuarius) فصل سے پہلے مرجائے تو اثمار اس کے وارث کی ملک نہیں ہوں گے بلکہ اس کے مالک کی ملک ہونگے کیونکہ میوہ ہنوز توڑا نہیں گیا۔ یا جیسا کہ ہمیں کہنا چاہئے اس شخص کی

---

[1] لیکن اگر زید نے کوئی نئی چیز کچھ عمر کی اور کچھ اپنی ذاتی اشیائے خام سے بنائی ہو تو وہ ہر طرح زید کی ملک ہوگی مگر معاوضہ کی ادائی لازمی ہے۔ (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۲۵)

مالک ہوں گے جسکو حق عود حاصل ہے۔ اور جب اصلی مالک اپنی جائداد کی بازیابی کی نالش کرے تو قابض نیک نیت پر لازم ہے کہ خود جائداد کو ایسے اثمار کے ساتھ واپس دیدے جو بوقت نالش درختوں پر موجود ہوں، مگر ان اثمار کی ضرورت نہیں جنھیں وہ نیک نیتی سے توڑ چکا ہو، لیکن اس کے بالعکس قابض بدنیت پر لازم ہے کہ ہر چیز کو واپس دے یا معاوضہ ادا کرے خواہ وہ استعمال ہو چکی ہو یا نہ ہو[۱]۔ جسٹینین کہتا ہے کہ اصطلاح "ثمر" میں جانوروں کے بچے بھی شامل ہیں جیسے کہ بھیڑ کے بچے ایسے شخص کی ملک ہو جاتے ہیں جس کو حق منفعت حاصل ہے۔ مگر اس اصطلاح میں جاریہ کے بچے داخل نہیں ہیں جو کہ اس شخص کی ملک ہیں جسکو حق مطلق یا عودی حاصل ہے نہ کہ اس شخص کی جسکا حق فقط حین حیاتی ہے[۲]۔

۵- حوالگی :- (ٹراڈی ٹیو Traditio) یعنی حوالگی کے ذریعہ ملکیت حاصل کرنا۔

اگرچہ ابتدائی زمانہ میں طریقۂ حوالگی انتقال جائداد کے لئے صرف اشیائے غیر قابل بیع تک محدود تھا مگر جسٹینین کے زمانہ میں انتقال جائداد مادی کا عام طریقہ ہو گیا۔ حوالگی سے حق ملکیت صحیح طور پر منتقل ہونے کے لئے حسب ذیل ارکان کا موجود ہونا لازم تھا۔

(۱) انتقال کنندہ مالک ہونا چاہئے یا اسکا کارندہ[۳] (مثلاً ولی یا مرتہن جس کو حق بیع حاصل ہو)

(۲) کسی چیز کی ملکیت کے انتقال کے متعلق لازم تھا کہ اس شخص کی نیت منتقل کرنے اور فریق ثانی کی نیت قبول کرنیکی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہ تھا کہ عطائے ملکیت کی نیت ہمیشہ کسی شخص ممیز یا معین کے مفید ہو مثلاً

---

[۱] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱ - ۳۷

[۲] دیکھو جسٹینین عبارت محولۂ صدر۔

[۳] بعض اوقات مالک بھی منتقل نہیں کر سکتا تھا مثلاً بربنائے قانون (جولیا دی فنڈو ڈوٹالی (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے شوہر جہیز کا کوئی جہیز منتقل نہیں کر سکتا تھا۔

جب پریٹر مجمع عام میں پیسے پھینکتا ہے تو وہ حوالگی درست کی مثال ہے اگرچہ پریٹر کی نیت محض یہ ہوتی ہے کہ وہی شخص اسکو لے لے جو اس کو پہلے اٹھا لے۔

(۳) شئے منتقل شدنی اشیائے غیر قابل تجارت سے نہیں ہونی چاہئے۔

(۴) حوالگی کی تائید میں کوئی معقول قانونی وجہ ہونی لازمی تھی۔ محض حوالگی سے کبھی ملکیت منتقل نہیں ہوتی مگر صرف اسی وقت جب کہ بیع قبل از حوالگی ہو چکی یا کوئی اور معقول وجہ واقع ہو چکی ہو جسکی وجہ سے اس شئے کی حوالگی کیجا رہی ہو۔ معقول وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شئے منتقل شدنی مشتری کو بیع کر دیگئی بشرطیکہ مشتری نے ثمن ادا کیا یا کسی اور طریقہ سے بائع کو ادائے ثمن کا اطمینان دلایا ہو۔ یہ بھی معقول وجہ ہو سکتی ہے کہ واہب نے شئے منتقل شدنی کو جہیز میں دیا یا اسکو ہبہ کیا ہو۔ اگر کوئی چیز حفاظت (سیف کسٹڈی (Safe custody) کے لئے دی گئی ہو تو ایسی تحویل سے حق ملکیت منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ ودیعت اسکے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔

(۵) حقیقی یا معنوی حوالگی کا ہونا لازمی ہے۔ "اشیا کی ملکیت حوالگی یا قابض قبضہ کے باعث منتقل ہو سکتی ہے نہ کہ محض اقرار سے[1]۔ یہ صحیح حوالگی ہے (جسکو بعض اوقات تحویل مختصر (بریوی مانو ٹراڈی ٹیو (Brevi manu traditio) بھی کہتے تھے) اگر زید نے اپنی کوئی چیز ودیعتہً عمرو کے تحویل کی ہو یعنی محض حفاظت کے لئے (اور اس لئے ملکیت نہ دی گئی ہو) اور اس کے بعد اسی شئے کو اس کے ہاتھ بیچدے یا اس کو ہدیتہً دیدے، اور اس بات پر راضی ہو جائے کہ عمرو اسکا مالک بن جائے۔ (۱) بعض اوقات بغیر تحویل کے بھی کسی چیز کو منتقل کرنیکے لئے اس کے مالک کی محض رضامندی کافی ہوتی ہے"

---

[1] اس قاعدہ کی خاص استثنا سوسائیٹاس امنیم بونورم (Societas omnium bonorum) تھی جس میں فقط معاملۂ شراکت سے ہر شریک کو بغیر تحویل کے بھی دوسرے شرکا کی جائداد میں موافق یا حق حاصل ہو جاتا تھا۔

دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۴۴)- اسی طرح اگر زید کا مال گودام میں ہو اور وہ اس مال کو عمرو کے ہاتھ بیچے اور گودام کی کنجی عمرو کو دیدے تو اس مال کی درست تحویل ہو جائیگی۔

## ذیلی دفعہ ۲ - ملکی طریقے

قانون ملک کی رو سے جائداد حاصل کرنیکے فقط دو طریقوں کا ذکر جسٹینین نے کیا ہے یعنی قدامت قبضہ (یوزو کاپیو Usu capio) اور ہبہ (ڈونے ٹیو Donatio) مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں دو اور طریقے بھی رائج تھے یعنی عمل قانون موضوعہ (لیگے Lege) اور استحصال بذریعہ فیصلۂ عدالت (اڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) ان کے علاوہ دو اور طریقے یعنی بیع نقد (مانکی پاٹیو Mancipatio) اور دست برداری بمنزل قانونی (ان جورے سیسیو In jure cessio) بھی موجود تھے۔ لہذا جملہ غور طلب طریقے حسب ذیل ہیں:-

(۱) بیع نقد۔ مانکی پاٹیو (Mancipatio)

(۲) فرضی دعوئے قانونی۔ ان جورے سیسیو (In jure cessio)

(۳) حق قدامت۔ یوزو کیاپیو (Usu capio)

(۴) ہبہ۔ ڈونے ٹیو (donatio)

(۵) استحصال از عمل قانون موضوعہ لیگے (Lege)

(۶) استحصال بربنائے فیصلہ عدالت۔ اڈجوڈی کاٹیو (Adjudicatio)

ا۔ بیع نقد۔ اشیا قابل بیع کے اس طریقۂ انتقال کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا اچھا ہوگا کہ اسکا استعمال نہ فقط انتقال مال کے لئے ہوتا تھا بلکہ دیگر اغراض کے لئے بھی کیا جاتا تھا، جیسے تبنیت۔ عتاق۔ ازدواج۔ بیع بہ اختیار زوج، بہ غرض امانت اور وصیت۔ مگر قانون جسٹینین کی رو سے یہ طریقہ موقوف ہو گیا کیونکہ اشیائے قابل بیع اور اشیائے غیر قابل بیع میں جو امتیاز تھا وہ مٹا دیا گیا (اور اس طرح اشیائے قابل بیع بھی بہ طریقۂ تحویل منتقل ہونے لگیں) اور اس زمانہ میں رسوم زیر بحث منسوخ ہو چکی تھیں یا وہ سادہ طریقوں سے ادا ہونے لگی تھیں جن میں بیع فرضی کو کوئی دخل نہ تھا۔

۲- فرضی دعویٰ قانونی:- اس کا بیان اوپر آچکا ہے یعنی یہ کہ غلام کو بطریقۂ عتاق بالعصاء آزاد کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا اور جہاں انتقال جائداد یا تملیک کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا تو منتقل الیہ کو پریٹر کے اجلاس پر اس بات کا دعوے کرنا لازمی تھا کہ جائداد زیر بحث واقعی اسی کی ہے مثلاً اگر غلام کی ملکیت کو منتقل کرنا منظور ہوتا تھا تو منتقل الیہ اس غلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر یہ الفاظ زبان سے ادا کرتا "میرا یہ دعوے ہے کہ یہ غلام بر بنائے قانون ملک میری ملک ہے"۔ (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۴) آقا کوئی عذرداری پیش نہیں کرتا اور پریٹر اس غلام کو اس کے نئے آقا کے حوالہ کرتا تھا۔ یہ فرضی دعویٰ قانونی بیع نقد کی طرح روما میں جائداد منتقل کرنیکے علاوہ اور دیگر اغراض کے لئے بھی مستعمل ہوتا تھا مثلاً عتاق بالعصاء، تبنیت۔ حق استفادہ کو وجود میں لانیکے لئے۔ اناث بالغہ کی ولایت قانونی کو منتقل کرنے اور انتقال ورثہ گیئس[1] کہتا ہے کہ اس کے زمانہ میں انتقال جائداد کے لئے فرضی دعویٰ قانونی کا استعمال اکثر نہیں ہوتا تھا کیونکہ اشیائے قابل بیع کے لئے طریقۂ بیع نقد اس سے آسان تھا اس میں فقط چند دوستوں کی حاضری کی ضرورت ہوتی تھی۔ برخلاف اس کے فرضی دعوے قانونی کی کارروائی میں ایک قانونی دعوے پریٹر کے اجلاس پر دائر کرنا ہوتا تھا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی کارروائی کسی طرح مخفی یا خانگی نہیں ہوسکتی تھی اور اشیائے غیر قابل بیع کا انتقال ہمیشہ سے بذریعہ حوالگی ممکن تھا[2] مگر (این ٹونائی نس Antoninus) کے زمانہ میں دیگر اغراض متذکرۂ صدر سے بعض صورتوں میں (جیسی کہ تبنیت) فرضی دعوے قانونی کا استعمال ہوا کرتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ جائداد اسی طریقہ سے رہن کیجاتی تھی[3]۔ جسٹنین کے زمانہ میں یہ فرضی دعوے بالکل متروک تھا۔ انتقال جائداد کے لئے اسکی ضرورت باقی نہ رہی تھی

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۵۔
[2] " " " فقرہ ۱۹۔
[3] " " " فقرہ ۵۹۔

کیونکہ تمام اشیائے مادی کے لیئے طریقۂ تحویل مستعمل ہو گیا تھا اور یہ بحد آسان بھی تھا اور دیگر اغراض کے لیئے یہ طریقہ اس لیئے رائج نہ تھا کہ وہ خود متروک ہو گئے تھے۔ (جیسے کہ اناث بالغہ کی ولایت قانونی) یا وہ کسی اور طرح سے انجام دئے جاتے تھے جس میں فرضی دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

۲۔ حق قدامت۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے طویل قبضہ کے بعد ملکیت حاصل ہوتی تھی۔ الواح اثنا عشر کی رو سے ایسے قبضہ سے ملکیت حاصل ہونیکے لئے مدت ابتداً جائداد غیر منقولہ کے لیئے دو سال اور اشیائے دیگر کے لیئے ایک سال تھی۔ زید کو ملکیت بوجہ قدامت تصرف حاصل کرنیکے لئے ذیل کی شرائط کی تکمیل لازمی تھی:-

(۱) زید کا واقعی طور پر شئے زیر بحث پر قابض ہونا۔ اس پر قبضہ ایسا ہونا چاہیئے جسکو قانون ملک قبضہ تسلیم کرتا ہو ("قبضہ صحیح" پزیسیو سیویلس (Possessio cuilis) نہ کہ محض حبس شئے۔ (ڈی ٹینشیو (Detentio)[1] جس سے مراد کسی شئے کا کسی شخص کے محض اختیار جسمانی میں واقعی طور پر ہونا ہے جیسے اشیا کا بغرض حفاظت کسی شخص کو تفویض کئے جانیکی صورت میں یہ کہا جائیگا کہ یہ اشیاء اس شخص کے پاس امانتہً رکھائی گئی ہیں (ڈی ٹینشیو (Detentio) حبس شئے) اس لئے ایسا شخص بہ بنائے قدامت قبضہ اسکا کبھی مالک نہیں ہو سکتا، چاہے خواہ وہ چیز کتنی ہی طویل مدت تک اسکے پاس رہی ہو۔

(۲) لازمی ہے کہ زید کو حق تجارت حاصل ہو۔ اس لئے قدامت قبضہ سے کوئی غیر ملکی ملکیت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

(۳) زید کے لئے کامل مدت تک قابض رہنا لازمی تھا۔ لیکن اگر زید عمر کا وارث[2] ہے اور اگر عمر و اس جائداد پر تین مہینے قابض رہ چکا ہو تو اس مدت کو زید اپنے حساب میں شریک کر سکتا ہے اور اس طرح جائداد اگر منقولہ ہو تو اسکو از روئے قدامت قبضہ نو مہینوں میں اس کی ملکیت حاصل ہو جاتی

---

[1] دیکھو مابعد یعنی نوٹ متعلق ملکیت قبضہ

[2] یا وارث از روئے قانون ملک یا قابض بر بنائے اکوپٹی

اور مورث کے قبضہ کی مدت کو وارث کے قبضہ کی مدت کے ساتھ شامل کرکے قدامت قبضہ کی مدت کی تکمیل کرنے کی رعایت سے (اضافہ مدت ایکسیسیو ٹمپورس (Accessio temporis) یا قبضہ (پزیسیانس (Possecsionis) سیویرس (Severüs) ان ٹونائی نس (Antoninus) نے مشتری کو بھی مستفید ہونے کی اجازت دی۔ یعنی یہ کہ وہ بائع کی مدت قبضہ کو اپنی مدت قبضہ کے ساتھ شامل کرکے قدامت قبضہ کی مدت کی تکمیل کرے۔

(۴) اس مدت میں کوئی فصل۔ (یوزرپاٹیو (Usurpatio) واقع نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً اگر زید کسی ایسے غلام کی بابت جو بعد میں فرار ہو جاتا ہے یا کسی لباس کے متعلق جو گم ہو جاتا ہے قدامت قبضہ کا حساب کر رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ قبضہ ماسبق کو نظر انداز کرکے غلام یا لباس کی بازیابی کی تاریخ سے پھر حساب شروع کرے۔

(۵) بعض چیزوں پر قدامت قبضہ کا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ انکی مثالیں یہ ہیں :-

الف۔ اشیائے غیر قابل تجارت جیسی کہ اراضی صوبجاتی (پراونشیالیا پرائی ڈیا (Provincialia praedia) کیونکہ وہ رومنی عوام یا شہنشاہ کی ملک ہوتی تھیں[1]۔ (۲) احرار (گو نیک نیتی سے یہ باور بھی کیا گیا ہو کہ وہ غلام تھے)۔ (۳) اشیائے مقدسہ

ب۔ گیئس[2] کے بیان کے بموجب زمانہ قدیم میں وہ اشیائے قابل بیع جو ایسی عورت کی ملک تھیں جو اپنے ہم جدی قانونی رشتہ دار کی ولایت میں ہوتا تاوقتیکہ وہ اشیا اسکے ولی کی اجازت کے ساتھ حوالہ نہ کیگئی ہوں۔

ج۔ الواح اثنا عشر اور قانون (اٹی نیا Atinia) کی رو سے اشیائے مسروقہ اور قانون (جولیا یٹ پلانٹیا Julia et Plantia) کی رو سے وہ اشیا جن کا انفصال بالجبر کیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ان قوانین موضوعہ کے قطع نظر بھی اصلی مرتکب جرم کو حق قدامت قبضہ مل نہیں سکتا کیونکہ اسکا قبضہ نیک نیتی پر مبنی نہ تھا

---

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۷۔
[2] " " " فقرہ ۴۷۔

اور قدامت قبضہ کے لئے نیک نیتی کا ہونا لازمی تھا۔ اس لئے ان قوانین کے نفاذ کی یہ غرض تھی کہ ایسی شے کے قابض مابعد کو بھی قدامت قبضہ کے استفادہ سے محروم کر دیا جائے۔ قابض مابعد ایسا شخص ہو جس نے سارق سے شے زیر بحث کو پوری قیمت دیکر خرید اہو اور منتقل کنندہ کے حق ملکیت کے ناقص ہونے کا اسکو علم بھی نہ ہو۔[۱] اسی لئے گیئس کہتا ہے کہ منقولات کی ملکیت از روئے قدامت قبضہ شاذ ہی حاصل کیجاتی ہے کیونکہ رومنی قانون یہ تھا کہ جو شخص باوصف اس علم کے کہ وہ چیز اس کی نہیں ہے اسے دوسرے کو فروخت کرے یا دیدے تو وہ سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے[۲]۔ تاہم وہ کہتا ہے کہ اس کی مستثنیات بھی ہیں مثلاً

(۱) بکر ایک گھوڑا عمرو کو عاریۃً یا ودیعۃً دیتا ہے۔ عمرو فوت ہو جائے اور اس کا وارث خالد وہ گھوڑا زید کو بیچے یا دیدے تو خالد نے ارتکاب سرقہ نہیں کیا اور اگر زید کو ان حالات کا علم نہ ہو تو از روئے قدامت قبضہ وہ اسکی ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔

(۲) کسی جاریہ پر عمرو کو حق حین حیاتی اور بکر کو حق عود (ملکیت ڈومینیم Dominium) حاصل ہے۔ بموجب بیان صدر اس کے بچے قانوناً بکر کی ملک ہیں۔ قانون کی حقیقی غلط فہمی کی بنا پر عمرو یہ سمجھتا ہے کہ وہ بچہ اپنی ملک ہے اور اسے زید کو بیچتا یا دیدیتا ہے تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ عمرو نے بچہ کا سرقہ کیا[۳] اور اس لئے زید از روئے حق قدامت قبضہ ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔

ایسے مال کی مثالیں جو قدامت قبضہ سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا حسب ذیل ہیں:۔

---

[۱] کسی شے مسروقہ یا ایسی شے کی بابت جسکا استحصال بالجبر کیا گیا ہو جو نقص پیدا ہوتا تھا وہ شے زیر بحث کو اسکے مالک سابق کے قبضہ دیدینے سے دور ہو جاتا تھا (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۲-۸)

[۲] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۰۔

[۳] کیونکہ سرقہ میں بدنیتی یا نیت ناجایز مضمر ہوتی ہے (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۰)

د۔ ملک اطالیہ میں وہ غیر منقولہ جو جزو جہیز ہو۔
ھ۔ ملک بیت المال[1]۔
و۔ قانون (جولیا ریپی ٹن ڈارم (Julia repetun darum) کی رو سے
رشوتیں جو سرکاری عمال نے لی ہوں۔ اور قانون مابعد کی رو سے
ز۔ جائداد صغائر
ح۔ شہنشاہ کی جائداد
ط۔ عقار جو معابد یا خیراتی اغراض کیلئے وقف کر دئے گئے تھے۔ یعنی اوقاف۔

(۶) زید کا نیک نیت ہونا لازمی ہے یعنی اسکو اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ مال حقیقتہً کسی دوسرے کی ملک ہے۔ قدامت قبضہ کے نافذ العمل یا موثر ہونے کے لئے یہ لازمی تھا کہ کوئی وجہ مسلمۂ قانون ہو۔ یہ استحقاق معقول ہے اگر زید نے کوئی شے قابل بیع خرید کی مگر اس کو مناسب طریقہ سے اپنے نام پر منتقل نہیں کیا۔ اگر زید کو غلط فہمی ہوئی ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اسکو استحقاق معقول حاصل ہے حالانکہ اس کو حقیقتہً حاصل نہیں ہے مثلاً کسی چیز پر قابض ہو جسکی بابت اس کا یہ خیال ہو کہ وہ اسکی خریدی ہوی ہے۔ حالانکہ وہ خریدی ہوئی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کو قدامت قبضہ سے ملکیت حاصل نہیں ہوتی (" استحقاق غیر صحیح کو غلطی سے استحقاق صحیح تصور کرنے سے حق قدامت قبضہ پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ سمجھ لے کہ جو چیز اسکے قبضہ میں ہے وہ اس کی خریدی ہوئی ہے حالانکہ وہ خریدی ہوئی نہیں ہے" دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۶ – ۱۱ ) لیکن اس مسلمہ اصول پر ایک قید قائم کر دی گئی۔ اور وہ یہ کہ جب واقعات سے وجود استحقاق کا یقین ہو۔ پروفیسر (سام Sohm) کے قول کے بموجب محض نیک نیتی کی بنا پر بعض اوقات قدامت قبضہ سے ملکیت حاصل ہو سکتی ہے[2] اگر ابتدائے قبضہ کے وقت ہی زید کا استحقاق ناقص تھا تو محض اسکی نیت کے باعث

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۶ – ۹ اور ۶ – ۱۴۔
[2] دیکھو (سام Sohm) صفحہ ۳۳۹۔

وہ ایسا بدل نہیں سکتا کہ حق قدامت قبضہ کے لئے وجہ معقول تصور کیا جا سکے
کیونکہ "محض وجہ کے ہونے سے ملکیت نہیں بدلتی"۔ پس اگر کسی شخص کو گھوڑا
حفاظت سے رکھنے کے لئے دیا گیا ہو تو وہ بلا بنیاد یہ بیان کر کے کہ میں اصل
مالک کا وارث ہوں اپنے اس گھوڑے کے محض قبضۂ واقعی کو قبضۂ قانون ملکی[1]
میں نہیں بدل سکتا۔ لیکن اس قاعدہ کے یہ معنی نہیں کہ جائز طور پر بدلنے سے بھی
ایسے قبضہ کی نوعیت نہیں بدل سکتی۔ اس طرح کہ جب اسکے پاس کوئی چیز
بطور ودیعت کے موجود ہے تو وہ اس کو مالک سے خرید کرلے تو اس کا
قبضۂ واقعی (ڈی ٹنٹیو Detentio) قبضۂ صحیح سے مبدل ہو جائے گا
اور جو کچھ اصطلاحی نقص ہو مثلاً یہ کہ وہ چیز درست طریقہ سے منتقل نہیں ہوئی
وہ قدامت قبضہ کے عمل سے دور ہو سکتا ہے۔

ابتدائی قانون کے دور میں صورت حال چاہے کچھ ہی رہی ہو مگر (Gaius)
کے زمانہ میں قدامت قبضہ کا استعمال نسبتہً محدود نظر آتا ہے۔ اس زمانہ میں
اسکا اصلی مقصد حق ملکیت پیدا کرنے سے بڑھ کر یہ تھا کہ ایسے قبضہ میں قانونی ملکیت
کے عنصر کا اضافہ کیا جائے جو نام کے سوائے باقی ہر طرح سے بہ منزلۂ ملکیت تھا۔
بہ الفاظ دیگر حق قدامت قبضہ کا معمولی مقصد یہ تھا کہ اس اصطلاحی نقص کو دور کیا جائے
جو کسی شے قابل بیع کو کسی جایز وجہ سے (مثلاً بطور ہبہ یا بیع کے) منتقل کرنیکے وقت
پیدا ہو یعنی یہ کہ انتقال جائداد بہ طریقۂ بیع نقد اور بہ طریقۂ فرضی دعوے قانونی
نہ کیا گیا ہو جسکی وجہ سے محض قانونی ملکیت منتقل کنندہ کی ہوگئی ہو ایسی صورت میں
قدامت قبضہ کے عمل سے ایسی ملکیت (محض قانونی) منتقل کنندہ سے زائل اور
منتقل الیہ کو حاصل ہو جاتی تھی۔ اگرچہ گیئس کے بیان کے بموجب قدامت قبضہ کا یہی
معمولی مقصد تھا تاہم بعض صورتوں میں اس سے بڑھ کر کام لیا گیا جہاں کسی قابض کے

---

[1] اس سے مراد قبضۂ قانونی نہیں بلکہ اصطلاح روما میں جہاں قبضہ کے ارکان مکمل ہوں
اسکو کامل قبضہ یا قبضۂ قانون ملک کہتے تھے۔ برخلاف اسکے جہاں قبضہ کا صرف جزو خارجی ہو یعنی کوئی شے
کسی شخص کے قبضۂ جسمانی میں ہو تو اسکو قبضۂ واقعی (ڈی ٹنٹیو Detentio) کہتے تھے۔

استحقاق کی بابت نہ صرف اصطلاحی نقص ہی نہیں بلکہ واقعی اور اہم نقص بھی دور کیا گیا یعنی جب کہ قابض نے شے زیر بحث کو ایسے شخص سے حاصل کیا ہو جو نہ اسکا مالک تھا اور نہ ایسا شخص جسکو انتقال کا حق حاصل تھا (جیساکہ مرتہن جس کو بیع کا اختیار ہو)۔ منقولات کی بابت اس قسم کی قدامت قبضہ کی مثالیں شاذ و نادر ہی وقوع میں آئی ہوں گی کیونکہ اگر مالک کے سوائے کوئی اور شخص منتقل کرے تو وہ سرقہ پر دلالت کرتا تھا۔ لیکن اس قاعدہ کے چند مستثنیات بھی تھیں جیسے وارث اور مالک حق منفعت کی وہ صورتیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ منقولات سے بڑھکر عقار کی صورتوں میں قدامت قبضہ کے وزریعہ قبضہ کا واقعی نقص دور کیا جاتا تھا[1]۔ گیئس کے بیان کے بموجب بکر ایک اراضی کا مالک ہے جسکو اپنی غفلت یا عدم موجودگی یا کوئی جانشین چھوڑے بغیر مرجانے کے باعث اسکو بلا کسی قبضہ کے چھوڑتا ہے۔ عمر واس پر داخل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ قدامت قبضہ پا نہیں سکتا کیونکہ اسکا قبضہ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ چیز دوسرے کی ملک ہے۔ لیکن اگر عمر و زید کو منتقل کردے[2] (مثلاً بیعہ دے) اور اگر زید کو ان واقعات کا علم نہ ہو تو زید کو حق قدامت قبضہ حاصل ہو سکتا ہے[3] اگر اس نے ایک ایسے شخص سے خریدا تھا جو اسکا مالک نہیں تھا اور اس طرح اس کے استحقاق میں جو واقعی نقص واقع ہوا تھا دور ہو گیا[4]۔

گیئس تین اور صورتیں بیان کرتا ہے جن میں باوجود اس علم کے کہ وہ جائداد دوسرے کی ہے کوئی شخص اپنی ملکیت بربنائے قدامت تصرف حاصل کر سکتا تھا اور یہ قدامت تصرف:۔ (Usucapio) کی ایک نوع ہے جس کو قبضہ سود مند (یوزوکاپیو لکراٹیوا Usucapio lucrativa) کہتے ہیں "کیونکہ ایک شخص جان بوجھکر کہ وہ اس کی جائداد نہیں ہے دوسرے کے نقصان سے فائدہ اٹھاتا ہے[5]"

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۵۱ -

[2] زمین ناقابل سرقہ ہے -

[3] جسٹینین نے اس قانون کو بدلدیا۔ تاوقتیکہ مالک کو تمام واقعات کا علم نہ ہو حق مالکانہ حاصل ہونیکے لئے تیس سال کی ضرورت تھی۔ اگر اسکو واقعات کا علم ہو تو دس سال کی مدت کافی تھی (جسٹینین کے زمانہ میں یہ معمولی مدت تھی)

[4] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۵۶ -

**الف۔** قدامت تصرف بغرض وراثت۔ (یوزوکیاپیو پرو ہیرڈے Usucapio pro herede)
اگر مورث کوئی وارث بلا اختیار انکار نیسیسیریس ہیرس (Necessarius heres)[1]
چھوڑے بغیر مرجائے اور زید اس کی جائداد یا اسکے ایک حصہ پر قابض ہوجائے
تو وہ ایک سالہ قبضہ کے بعد مالک بن سکتا ہے[2]۔ مدت صرف ایک سال
رکھی گئی ہے اگرچہ اس میں عقار بھی شامل ہوں جسکے لئے عموماً دو سال کی
مدت درکار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب فقہا ورثا سے بحث کرتے تھے تو
اسکا لحاظ نہیں کرتے تھے کہ وہ کس قسم کی جائداد پر مشتمل ہے بلکہ اسکو ایک
مجموعی حیثیت سے دیکھتے تھے یعنی یہ کہ اس کو ایک قانونی تصور یا شئے غیر مادی
سمجھتے تھے۔ پس ورثا عقار (Res Soli) نہ تھا جس کے لئے الواح اثنا عشر
کی رو سے زیادہ مدت کی ضرورت ہو بلکہ وہ ایک شئے منجملہ اشیائے دیگر
(رس سٹرائی Res ceterae) کے تھی جس کے لئے ایک سال کافی تھا۔
وراثت بذریعہ قدامت تصرف کے وجود کے لئے گیئس کی تحریر سے
ذیل کی وجہ پائی جاتی ہے۔ وارث بلا اختیار انکار کو یہ نام اس لئے
دیا گیا کہ قانون نے اسکو کوئی خیار نہیں دیا تھا یعنی یہ کہ وہ اس کو
قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا تھا اور اس طرح ہر صورت میں
مذہبی رسموں کا ادا کرنا اور دائنوں کے مقابل میں جوابدہی کرنا اس پر
لازم تھا۔ ایسی صورت میں وارث بذریعہ قدامت تصرف کی کوئی ضرورت
تھی ہی نہیں کیونکہ درحقیقت یہاں اس کے استعمال کا موقع ہی نہ تھا۔
اور اگر وارث بلا اختیار انکار نہ ہوتا بلکہ کوئی غیر شخص (اکسٹرینیس
Extraneus)[3] ہوتا تو اظہار رضامندی تک وہ وارث نہیں
قرار دیا جاتا تھا اور اگر وہ وراثت کے قبول کرنے میں تعویق کرتا تو یہ ظاہر
ہے کہ دوسرا شخص یہ بنائے قدامت تصرف بغرض وراثت (یوزوکیپیو پرو ہیرڈے

---

[1] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۱۹۰۔
[2] قانون انگلیشیہ کے دخیل عام سے مقابلہ کرو۔
[3] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۱۹۱۔

(Usucapio Pro herede) اس وراثت کو حاصل کرلیتا اور اس
اصول کے نافذالعمل کرنیکی وجہ یہی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو کوئی شخص
خاندان کی مذہبی رسوم اور دیون کی ادائی کے لئے مقرر ہو جائے۔
مگر گیئس کہتا ہے کہ اسکے زمانہ میں اس قسم کی قدامت تصرف سے
کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا تھا[1] ان دنوں وہ سود مند نہیں رہا[2] جسکی
وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ (Cicero) کے زمانہ کے کچھ ہی دن بعد
فقہانے اس نظریہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا کہ اس طریقہ سے
ورثہ بہ حیثیت کلی حاصل ہوسکتا ہے۔ اگرچہ منفرد مدات (جیسا کہ غلام یا گھوڑا)
حاصل ہوسکتی ہیں۔ اور دوسری وجہ اس کے سود مند ہونیکی یہ پائی جاتی
ہے کہ (ہیڈرین Hadrian[2]) کے زمانہ میں بربنائے (سناٹس کنسلٹا جوون ٹیانم
(Juventianum) تکمیل قدامت تصرف کے بعد بھی حقیقی وارث
ورثا کو یا اسکی کسی مد کو قابض بلا استحقاق (اسکواٹر (Squatter) سے
واپس لے سکتا تھا اگر ایسے شخص کا استحقاق شخص ثالث کے مقابل میں
درست تھا یعنی بجز وارث کے باقی ہر شخص کے مقابل میں جو اسکو بیدخل
کرنا چاہے۔

ب۔ قدامت تصرف سودمند کی دوسری قسم بازیابی مال (یوزرسپٹیو (Usureceptio)
تھی یعنی کسی شخص کا کسی ایسے مال کی ملکیت کو بذریعہ حق قدامت تصرف
حاصل کرلینا جو کہ اس کی ملک میں رہ چکی ہو[3]۔ زید اپنی جائداد کی
بیع بالوفا کرے یعنی یہ کہ بذریعہ بیع نقد یا فرضی دعویٰ قانونی اپنی جائداد
عمرو پر منتقل کرے اور اس طرح کہ عمرو اسکا مالک قانونی ہو جائے مگر

---

۱ دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۷۔

۲ گیئس کہتا ہے کہ سناٹ کا جو قانون موضوع زیر بحث ہے وہ ہیڈرین (Hadrian) کے
زمانہ میں منظور ہوا تھا لیکن یہ صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا آیا وہ سناٹس کنسلٹا جوون ٹیانم
(S. C. Juventianum) تھا۔

۳ قانون قدیم میں رواج کے وہی معنی تھے جو قدامت تصرف کے ہیں۔

اس منتقلی کے ساتھ کوئی شرط امانتی (Fiduoia) بھی لگا دے کہ (الف) عمر جس کے نام جائداد بطور کفالتِ قرض منتقل کی گئی ہے رقم قرض وصول ہونے پر زید کو جائداد واپس منتقل کر دے یا (ب) قرض کی عدم موجودگی میں عمر جسکے نام جائداد حفاظت سے رکھنے کیلئے منتقل کی گئی زید کی استدعا پر اسکو واپس کر دے۔ پس دونوں صورتوں میں بھی اگر زید کو کسی طریقہ سے بھی اسکی جائداد کا قبضہ واپس ملجاتا تو از روئے قدامت تصرف زید ایک سال میں مالک بن جاتا (گو جائداد اراضی ہو)۔ مگر صورت (الف) یعنی قرضہ کی صورت میں یہ فقط اس وقت واقع ہوگا کہ (۱) زید نے قرضہ واپس کر دیا ہو یا (۲) قرض ادا کئے بغیر زید نے کسی ایسے طریقہ سے قبضہ حاصل کیا ہو جس سے یہ نہیں پایا جاتا ہو کہ ۱۔ اس نے عمر یعنی دائن سے حاصل کیا ہو یا ۲ اگر دائن سے حاصل کیا ہو تو یہ نہ پایا جائے کہ اس نے اپنی استدعا سے دائن کی منظوری کے دوران میں حاصل کیا ہے[1]۔

ج۔ قدامت تصرف سودمند کی اخیر مثال ایک دوسری قسم ہے اپنی جائداد کو واپس لے لینے کی۔ یعنی (یوزریسپشیو ایکسپرائی ڈیاٹورا Usureceptio Expraediatura) ہے[2]۔ زید کی زمین سرکار میں رہن تھی اور سرکار نے وہ زمین عمر کو بیچدی۔ اگر زید اس زمین پر دوبارہ قابض ہو جائے تو وہ پھر دو سال میں اسکا مالک ہو جائیگا۔ ایسی بازیابی مال کو (ایکسپرائی ڈیاٹورا Expredistura) اس لئے کہتے تھے کہ عمر کو (جس نے سرکار سے خریدا تھا) پرائی ڈیاٹور (Praediatur) کہتے تھے۔ (سرکار سے جو شخص خریدتا تھا اس کا نام خریدار جائداد مکفولہ سرکار (پرائی ڈیاٹور Praediatur) ہوتا تھا۔ دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۶۱)۔ چونکہ اراضی صوبجاتی اشیائے غیر قابل تجارت میں داخل نہیں اور اس وجہ سے

---

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۹ اور ۶۰۔

[2] پوری تشریح کیلئے دیکھو روبی (Roby) دفتر اول صفحہ ۴۷۸۔

حق قدامت تصرف کے تحت میں نہیں آتی تھیں لہذا صوبہ داروں کو یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ قبضۂ طویل کو مداخلت بیجا سے بچانیکے لئے اسی قسم کی کوئی تدبیر نکالیں اور انھوں نے جو تدبیر نکالی اسکو (لانگی ٹمپورسس پرائی اسکرپشیو (Lougi temporis) (Praescriptio) یا (پزیسیو (Possessio) کہتے تھے یعنی ایسا قبضہ جو ایک دراز مدت تک قایم رہنے کی وجہ سے تسلیم کرلیا جائے۔ اس طریقہ کا اطلاق منقولات پر بھی ہوتا تھا اور اس سے غیر ملکی بھی متمتع ہوتے تھے۔ چونکہ ان کو حق تجارت حاصل نہ تھا[1] اس لئے اصول قدامت تصرف سے جو کلیتہً قانون ملک پر مبنی تھا فائدہ اٹھانا انکے لئے ممکن نہ تھا۔[2] اگرچہ حق قبضۂ طویل المدت کا وہی مقصد تھا جو حق قدامت تصرف کا تھا مگر اسکا عمل جداگانہ تھا۔ آخر الذکر میں قبضہ ایک مدت معینہ تک جاری رہنے کے بعد ملکیت حاصل ہوجاتی تھی لیکن قبضۂ طویل کی جو شکل ابتدا میں تھی اس سے یہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔ قابض فقط قابض ہی رہتا تھا لیکن اگر اصلی مالک اسکو بیدخل کرنا یا اپنی جائداد واپس لینا چاہے تو اسکے حق پر تمادی عارض ہوتی تھی۔ فرض کرو کہ زید قابض نیک نیت ہے اور یہ ثابت کرسکتا ہے کہ اسکی نیت نیک ہے اور اسکو استحقاق معقول بھی حاصل ہے اور یہ بھی کہ شے زیر بحث پر اسکے قابض رہنے میں کوئی امر مانع نہیں (مثلاً یہ کہ وہ مال مسروقہ نہیں ہے) اور نیز یہ کہ اس کا قبضہ کافی مدت تک رہ چکا ہے۔ اگر اسکے بعد عمرو جو اراضی کا دعویدار ہے نالش کرے تو زید اس امر پر اصرار کرسکتا ہے کہ جس نمونہ ہدایتی کی رو سے اس نالش کی سماعت ہو رہی ہے اس کے عنوان پر یہ عبارت لکھ دیجائے کہ "عمرو کامیاب نہ ہو اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ درحقیقت زید ضروری مدت تک اس جائداد سے متمتع ہوتا رہا۔" ایسی مدت بین الحاضرین (انٹر پریزنٹس Inter presentes) کی بابت (یعنی اگر زید اور عمرو دونوں ایک ہی صوبہ میں رہتے ہوں) دس سال اور بین الغائبین (انٹر ابسنٹس (Interabsentes) کی بابت (یعنی اگر وہ مختلف صوبوں میں رہتے ہوں)

---

[1] یہ کیاراکیلا (Caracalla) کا حکم تھا۔

[2] اس حق سے جو غیر ملکیوں کو بھی مستفید کیا گیا وہ غالباً پریٹر غیر ملکی کا کام تھا۔

بیس سال تھی۔[۱]

وہ قدیم طریقۂ قدامت تصرف جس سے عقار کی بابت دو سال میں ملکیت حاصل ہوتی تھی جسٹینین کے زمانہ میں عملاً متروک ہوگیا کیونکہ قریب قریب تمام زمین اراضی صوبجاتی ہوگئی تھی اور اس لئے قدامت تصرف کے متعلق جو قانون ملک کے قواعد تھے اور قبضۂ طویل المدت کے متعلق جو قانون تھا ان میں جسٹینین نے ترمیم کی اس طرح کہ ان دونوں تصورات کو ایک جگہ منتظم کردیا: اس کے احکام حسب ذیل تھے:۔

(۱) منقولات کی بابت حق قدامت تصرف علیٰ حالہ قائم رہے مگر مدت مشروطہ ایک سال کی بجائے تین سال ہو۔

(۲) اراضی خواہ سرزمین اطالیہ کی ہو یا صوبجاتی (کیونکہ اس امتیاز کو اس نے منسوخ کردیا تھا) آیندہ حق قدامت تصرف کی رو سے حاصل نہ کیجائے بلکہ بربنائے حق قبضۂ طویل المدت جسکی بابت حسب بیان متذکرۂ صدر مدتیں دس یا بیس سال مقرر کی گئی تھیں۔

(۳) جائداد خواہ منقولہ ہو کہ غیر منقولہ اس پر تیس سال تک (طویل ترین مدت قبضہ لانگی سی می ٹمپورس پرائی اسکرپٹیو longissimitemporis praescriptio) قبضہ حاصل رہنے کے بعد قابض نیک نیت کو ملکیت حاصل ہوجائے حالانکہ اسکو استحقاق معقول حاصل نہ ہو اور وہ چیز ابتداءً میں مال مسروقہ بھی ہو بشرطیکہ اسکا استعمال بالجبر نہ ہوا ہو۔

ہبہ ڈونے ٹیو (donatio)۔ ہبہ یا ہدیہ پر گیئس نے بطور طریقہ استحصال بحث نہیں کی ہے اور اگر جسٹینین بھی ایسا ہی کرتا تو منطقی نقطۂ نظر سے درست ہوتا۔ ہدیہ کے

---

[۱] حق قبضۂ طویل المدت نے جب زمانۂ مابعد میں نشوونما پائی تو اسکا مقصد فقط یہی نہ تھا کہ مالک سابق کے چارۂ کار پر تمادی عارض کرے بلکہ اس چیز کی بازیابی کے لئے مالک جدید کو نالش بالتعمیم کا حق حاصل ہوگیا اور اس اعتبار سے قدامت تصرف کیطرح (پزیسیو لانگی ٹمپورس Possessio longi temporis) کی نسبت بھی یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس سے ملکیت حاصل ہوتی تھی۔

دو پہلو ہیں۔ جہاں دینے کی نیت اور ہدیہ دونوں ایک ساتھ وجود میں آئیں ظاہر ہے کہ ہبہ طریقۂ استحصال نہیں ہوتا بلکہ حوالگی کے لئے ایک وجہ معقول ہو جاتا ہے۔ اگر اسکی صورت ایک فیاضانہ عہد کی ہو تو قابل ارجاع نالش ہونیکی حدتک وہ زیادہ بلحاظ مناسبت قانون معاہدہ کی تحت میں متصور ہوگا۔ اسکے علاوہ (ڈاکٹر مائل Dr. Moyle[1]) کی رائے کے بموجب کسی ہبہ کے نفاذ کیلئے یہ لازمی نہیں تھا کہ اس سے ملکیت منتقل کیجائے مثلاً اگر کوئی دائن دین کو ساقط کردے اور مدیون کو برائت دیدے تو وہ بھی ہبہ ہے۔

اس باب کی تحت میں (دیکھو جسٹینین دفتر دوم۔ ۷) جسٹینین ہبہ کی تین جدا شکلوں پر بحث کرتا ہے:۔(۱) رقبیٰ (ڈونے ٹیو مارٹسی کا ذا Donatio mortis causa) (۲) ہبہ بین الحیاتین: (ڈونے ٹیو انٹر ویو اس Donatio inter vivos) (۳) ہبہ بربنائے ازدواج: (ڈونے ٹیو پراپٹر نپٹیاس Donatio propter nuptias):۔ انکے منجملہ آخرالذکر کا بیان ہو چکا ہے۔

ہبہ مشروط جو مشابہ ہے رقبیٰ سے ایک حدتک۔ یہ وہ ہبہ ہے جو بخیال مرگ اور بہ شرط مرگ کیا جاتا تھا اور جسٹینین کے زمانہ میں پانچ گواہوں کے مواجہ میں کیا جاتا تھا[2]۔ ایک شخص (زید) جو سمجھتا ہے کہ آپ قریب المرگ ہے زیادہ تر یہ چاہتا ہے کہ جائداد اپنی ہی ملکیت میں رہے، بہ نسبت اسکے کہ موہوب لہ عمرو کی ملک ہو مگر ترجیح اس امر کو دیتا ہے کہ بعوض وارث کے جائداد عمرو کو ملے: ایسا ہبہ ان دونوں شکلوں سے کوئی ایک شکل اختیار کرسکتا ہے۔ زید کسی شے کی ملکیت کو عمرو پر اسی وقت منتقل کردے مگر اس شرط سے کہ اس کے نہ مرنے کی صورت میں ملکیت واپس ہو جائیگی یا یہ کہ عمرو کو زید فقط اس شے کا قبضہ دے مگر اس شرط کے ساتھ کہ عمرو کو ملکیت زید کے فوت ہونے پر حاصل ہو۔ چونکہ ایسا ہبہ وفات سے پہلے کسی وقت بھی رجوع کرلیا جا سکتا تھا۔ اس لئے وہ ہبہ

---

[1] دیکھو Moyle صفحہ ۲۳۲۔

[2] جسٹینین کے احکام کی تفصیل کیلئے دیکھو مجموعہ کتاب ہشتم ۵۷ - ۴ =

بین الحیاتین سے غیر متجانس تھا جو کہ عام قاعدہ کے مطابق نہیں پھیر لیا جاسکتا تھا۔ اور چونکہ ایسا ہبہ کم سے کم قبضہ کی حد تک فوراً وقوع میں آجاتا تھا اس لئے یہ ہدیہ بالوصیت سے جدا تھا جسکا وقوع اس وقت تک نہیں ہوتا تھا جب تک کہ موصی فوت نہ ہو اور اسکا وارث داخل وراثت نہ ہو جائے۔ زمانہ سابق میں اس قسم کے ہبہ اور ہدیہ بالوصیت میں بہت سے اختلافات تھے مثلاً یہ کہ وہ قانون (Falcidia) یا قوانین جولیاٹ پیاپیاپیپیہ (Julia et papiapappaea) کے تابع نہ تھے۔ لیکن یہ اختلافات تدریجاً دور ہو گئے اور ہبہ پر وہی قواعد عائد کیئے گئے جو ہبہ بالوصیت سے متعلق تھے۔ جسٹنین کے زمانہ میں یہ اختلافات اتنے کم رہ گئے تھے کہ اس کو کہنا پڑا کہ "ایسا ہبہ ہر طرح سے بالکل ہدیہ بالوصیت کے سے ہو گئے ہیں"۔ دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۷-۱) مگر یہ بیان محتاج ترمیم ہے کیونکہ ہنوز چند اختلافات باقی رہ گئے تھے۔ مثلاً (الف) یہ امتیاز اصل الاصول کہ جہاں ایسا ہبہ فوراً وقوع میں آتا تھا ہبہ بالوصیت وارث کے داخل ہونے تک نافذ العمل نہیں ہوتا تھا۔ (ب) اپنے اب کی رضامندی سے ابن العائلہ اپنے اثاثہ پدری کی بابت ایک درست ہبہ کرسکتا تھا مگر اسکو وصیتہً چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

ہبہ بین الحیاتین یا ہبہ صحیح۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قانون قدیم میں اس طرح ہبہ کرنیکے فقط تین طریقے تھے: زید عمرو کو حسب ذیل طریقوں سے ہبہ کرسکتا تھا:- (۱) ہدیہ کو بہ طریق بیع نقد یا فرضی دعوے قانونی یا زمانہ مابعد میں بذریعہ تحویل تملیک کرسکتا تھا اور ان تمام صورتوں میں ہبہ وجہ معقول ہوتا تھا یا (۲) اقرار زبانی بذریعہ سوال و جواب (اسٹیپولاٹیو Stepulatio) کے ذریعہ زید ہبہ کرنیکا وعدہ کرسکتا تھا یا (۳) اگر عمرو مدیون ہو تو زید بہ طریقہ اقرار یا اندراج فرضی: (ایکسپٹیلاٹیو Acceptilatio) اس کو دین سے بری کرتا تھا۔ یعنی دوسرے الفاظ میں ہدیہ دینے کی بابت محض ایک بلا ضابطہ اقرار کرنا قدیم قانون روما میں ایسا ہی غیر مؤثر تھا جیسا کہ آج کے روز انگلستان میں ہے۔ قانون (سنکیا Cincia) کے سنہ ۲۰۴ ق م میں نافذ ہونیکے بعد تمام ایسے ہبہ (سوائے ان صورتوں کے کہ ہبہ اقربائے قریب یا مربی کے لئے کیا جائے) جو ایک معینہ رقم سے زاید ہوں ممنوع کردئے گئے

اور تمام قسم کے موہوب کی واقعی تملیک لازمی کردی گئی چاہے بہ طریقہ بیع نقد یا کسی اور طریقہ سے ہو۔ اور اگر اس شرط کی تکمیل نہ کی گئی ہو تو واہب کو اپنے ہبہ کے پھیر لینے کا اختیار تھا مگر اس قانون کی عدول حکمی کے لئے کوئی تاوان نہیں مقرر کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قانون کو قانون ناکمل الوجوب؛ (لیکس امپر فکٹا lex imperfecta ) کہتے ہیں: (این ٹونائی نس پیس Antoninus pius) نے محض بلا ضابطہ اقرار کو بھی قابل ارجاع نالش کردیا بشرطیکہ ایسا اقرار ہبہ کی غرض سے والدین اور اولاد میں ہوا ہو (کانس ٹن ٹیس کلورس Constantius cholorus) نے یہ لازمی کردیا کہ جن ہدایا کی مالیت دوسو (سالی ڈی Solidi) سے زائد ہو ان کو سرکاری دفتر (ایکٹا Acta ) میں رجسٹر کیا جائے۔ اگر ایسا ہدیہ ان لوگوں کیلئے کیا گیا ہو جو ازروئے قانون (سنکیا Cincia )مستثنیٰ تھے[1] تو ان پر یہ شرط عاید نہیں ہوتی تھی۔ مگر قسطنطین نے انکو بھی عام قواعد کی تحت میں کردیا۔ جسٹنین نے اس قانون میں بہت کچھ ترمیم کی۔

(۱) حوالگی ضروری نتھی۔ اس لئے ایک محض بلا ضابطہ اقرار ہبہ کرنیکے لئے اس معنی میں موثر تھا کہ اس سے واہب کے لئے یہ لازمی ہوجاتا تھا کہ حوالہ کرے۔ ("حوالگی واہب پر لازم ہے" دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۷-۲-۲)۔

(۲) ہدیہ کی رجسٹری فقط اس صورت میں درکار تھی جب کہ اس کی مالیت پانسو (سالی ڈی Solidi ) سے زاید ہو مگر بعض ہدایا گو اس سے بھی زاید مالیت کے ہوں رجسٹری کے بغیر بھی جائز مانے گئے تھے مثلاً قیدیوں کی رہائی یا جو ہبہ کہ بادشاہ خود کرے یا جو ہبہ کہ کوئی بادشاہ کو کرے جن ہدایا کیلئے رجسٹری لازمی تھی اگر وہ رجسٹر نہ کئے جائیں تو انکا صرف وہ حصہ کالعدم ہوتا تھا جو رقم معینہ سے زاید ہو۔

(۳) اس نے قانون میں حق رجوع کی بابت سہولت پیدا کردی یعنی یہ حکم نافذ کیا کہ کوئی بھی واہب ہبہ کو پھیر لے سکتا ہے مگر صرف ان قانونی وجوہ کی بنا پر جن کی صراحت خود جسٹنین نے کردی تھی یعنی جہاں ہدیہ مشروط ہو اور

---

[1] لیکن دیکھو (گیرارڈ Girard) صفحہ ۹۳۲ نوٹ ۵۔

موہوب لہٗ اور اس شہر کا ایفا نہ کر سکے یا جب کہ سخت احسان فراموشی کا ارتکاب کیا ہو۔[1]

استحقاق بربنائے قانون موضوعہ (Lege): (الپین Ulpian) زریگ (Reg) (۱۷-۱۹) کا بیان ہے کہ انتقال وصیتی کے ساقط (کاڈوائی ام Codueum) یا اس کے ضبط (ایرپٹوریم ereptorium) ہو جانے سے ازروئے قانون (پیپاپیپیہ Papia pappaea) میں ملکیت حاصل ہوتی ہے اور اگر ہدیہ بالوصیت ہو تو ملکیت ازروئے قانون، الواح اثنا عشر حاصل ہوتی ہے۔ خلافت مجموعی بالوصیت کے عنوان کی تحت میں ان موضوعات پر بحث کی جائے گی۔

استحصال بربنائے فیصلہ عدالت: (ایڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) اگر کوئی شخص کسی کی شرکت میں ہو اور نالش قسمت دائر کرنے پر عدالت اسکو اس کا حصہ دلوا دے تو یہ کہا جائیگا کہ اس کو اس حصہ کی ملکیت بربنائے فیصلۂ عدالت حاصل ہوئی۔ اگر دو یا دو سے زائد اشخاص کسی جائداد کے مالک شریک ہوں (مثلاً بطور ورثا یا شرکا کے) اور اگر وہ خود مختار ہوں اور اپنے فعل کے مجاز ہوں تو وہ آپس میں معاملہ طے کر سکتے ہیں کہ تقسیم کس طرح کیجائے تاکہ بعوض اسکے کہ ہر ایک شخص پوری جائداد کا مالک شریک ہو اس کے ایک جزو کا تنہا مالک بن جائے اور اس معاملہ کے بعد وہ اسکی تعمیل اس طرح کریں کہ (مثلاً بذریعہ بیع نقد) ہر شخص دوسرے کو اسکا حصہ منتقل کر دے لیکن اگر وہ معاملہ طے نہیں کر سکتے ہیں یا ان پر کوئی قانونی ناقابلیت عائد ہوتی ہو تو عدالت قانونی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور اسوقت حاکم عدالت فیصلہ کریگا کہ انصاف کے ساتھ جائداد کس طرح تقسیم کیجائے اور اسکے بعد اپنے فیصلہ کے ذریعہ (استحصال بربنائے فیصلہ عدالت: (ایڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) بغیر کسی رسم انتقال کے ہر ایک کو اس کے حصہ کا مالک بنا دیتا تھا۔

---

[1] اس عنوان کے خاتمہ پر جسٹنین ایک اور طریقہ کا ذکر کرتا ہے جسکی بابت وہ کہتا ہے کہ قدیم قانون ملک کا ایک دوسرا طریقہ استحصال تھا یعنی بربنائے قانون (ایڈکریسنڈی Adcresundi) وہ اس قدیم قاعدہ کا حوالہ دیتا ہے کہ اگر کئی موالی کے منجملہ کوئی ایک موالی کسی مملوک کو دوسرے موالی کی رضامندی کے بغیر آزاد کر دے تو اس مملوک میں اس موالی کا جو حصہ تھا وہ زائل ہو جاتا تھا۔ یہ موضوع بمشکل آتا ہم ہو سکتا ہے کہ بحیثیت طریقہ استحصال اسکا جداگانہ ذکر کیا جائے۔

پس فیصلہ عدالت استحصال جائداد کا ایک طریقہ ہے کیونکہ اس فیصلہ سے زید کو وہ چیز ملتی ہے جو سابق میں زید عمرو اور بکر کی ملک تھی۔

## دفعہ ۳ ۔ حقوق جو ملکیت کامل سے کم ہیں اور جو دوسرے شخص کی جائداد میں حاصل ہوتے ہیں۔ حقوق استفادہ و ملکیت تابع کس طرح حاصل منتقل اور زائل ہوتے ہیں۔ دیگر حقوق بہ جائداد غیر۔

اس وقت تک اشیائے منفرد (رس سنگولائی ressingulae) کی ملکیت کامل سے بحث کی گئی یعنی یہ بتلایا گیا کہ کسی پوری شے کی ملکیت کس طرح حاصل ہوتی ہے اور جہاں اراضی کا ذکر کیا گیا اس سے مراد کل اراضی ہے اور اسی نقطۂ نظر سے دوسرے اموال کا بھی ذکر کیا گیا۔ اب یہ بتلانا منظور ہے کہ کس طرح سے کسی شخص کو کسی جائداد میں ملکیت کامل سے کم حقوق حاصل ہو سکتے ہیں یعنی یہ کہ اس جائداد کی ملکیت حقیقۃً دوسرے شخص کو حاصل ہو۔ بہ الفاظ دیگر ہمیں حقوق بہ جائداد غیر سے بحث کرنا ہے۔

اگرچہ اس قسم کے حقوق دوسرے کی جائداد میں معاہدہ سے بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر ان میں اور ان حقوق میں جن کا حصر محض معاہدہ پر ہوتا ہے امتیاز کرنا لازم ہے کیونکہ اگر یہ حق از قسم موخر الذکر ہو جیسے کہ عمرو نے ایک کتاب زید سے مستعار لی تو اس کو فقط ایک حق بالتخصیص حاصل ہوتا ہے یعنی معیر کے مقابل میں، مگر حقوق بہ جائداد غیر سے جن پر کہ اب غور کیا جا رہا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے خود ملکیت کا تجزیہ ہوتا ہے۔ گو کہ اس شخص کی ملکیت تامہ باقی رہتی ہے جسکی جائداد ایسے حق کے تابع ہو جاتی ہے مگر جس شخص کو یہ حق واصل ہوتا ہے اپنے حق کی حد تک مالک کے اختیارات رکھتا ہے یعنی اسکا حق محض بالتخصیص نہیں بلکہ بالتعمیم ہوتا ہے یعنی اس حق کا دنیا کے مقابل میں بلا کسی تخصیص کے دعویٰ کر سکتا ہے۔ جیسے اگر زید کو عمرو کے کھیت میں سے گزرنے کا حق (حق بہ جائداد غیر) حاصل ہے تو باوصف اسکے کہ کھیت عمرو کی ملکیت میں رہتا ہے اسکے پورے حقوق بحیثیت مالک کے

زید کے حق کی حد تک کم ہو جاتے ہیں اور ایسے حقوق کی خلاف ورزی یا ان میں
دست اندازی کرنیکی بابت زید نہ فقط بہ تخصیص عمر بلکہ ہر شخص کے مقابل میں دعویٰ
کرسکتا ہے۔ حقوق بہ جائداد غیر کے متعلق جو حقوق تخصیصی قانون روما میں تسلیم
کئے جاتے تھے وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) حق استفادہ در ملکیت تابع: (سروی ٹیوڈ Servitude )
(۲) پٹہ استمراری: (ایمفی ٹیوٹن سس Emphytensis )
(۳) پٹہ تعمیری: (سوپر فی سیس Superficies )
(۴) رہن بالقبض و رہن بلا قبض: پگنس اینڈ ہائی پاتھیکا (Pignus and hypotheca)

## ذیلی دفعہ: حق استفادہ در ملکیت تابع

حق استفادہ در ملکیت تابع ایک شے غیر مادی ہے اور یہ وہ حق ہے
جسکی رو سے کوئی شخص باوجود کسی جائداد کے مالک نہ ہونیکے اس جائداد سے
کسی قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے[1] اگر وہ حق استفادہ مثبت ہو تو اسکے یہ معنی ہیں کہ
جس شے پر اسکو ایسا حق حاصل ہے اسکو کسی طرح سے استعمال کرسکتا ہے جیساکہ
کسی دوسرے شخص کی زمین پر سے گزرنے کا حق: اگر وہ منفی ہو تو اسکے یہ معنی ہیں کہ
وہ مالک کو کسی حق کے استعمال کرنے سے روک سکے مثلاً بادی النظر میں
کسی مالک زمین کو اختیار ہے کہ عمارت جتنی بلند بنانی چاہے بنائے، لیکن اگر
دوسرے شخص کو یہ حق استفادہ حاصل ہو کہ روشنی نہ روکی جائے (جس نی لیومی نی بس
آفی کیاٹیور jus ne luminibus officiatur: ) تو مالک اس قدر بلند نہیں
بنا سکتا جس سے دوسرے شخص کے مکان کی روشنی بند ہو جائے: عام ازیں کہ
مثبت ہو کہ منفی، مالک کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ حق استفادہ کے
یہ معنی نہیں ہیں کہ کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے بلکہ یہ کہ وہ دوسرے شخص کو

---

[1] حق استفادہ در ملکیت تابع فقط ملکیت پر عائد یا اس سے پیدا ہوسکتا ہے: یہ حق
دوسرے حق استفادہ سے پیدا نہیں ہوسکتا....

کسی کام کے کرنیکی اجازت دے یا اسکے فائدہ کے لئے کسی کام کے کرنے سے باز رہے "مگر اس قاعدہ کلیہ کی صرف ایک استثنا ہے"۔ زید پر لازم ہے کہ عمرو کی کڑی کو اپنی دیوار سے سہارا دے؛ اگر دیوار گر رہی ہے تو اس کی مرمت عمرو پر لازم ہے[1]۔

مثبت اور منفی کے علاوہ حق استفادہ کی تقسیم جائدادی (پرائڈل praedal) اور شخصی: (پرسنل personal) میں کی گئی اور پھر جائدادی کی ذیلی تقسیم حق استفادہ جائداد مفصلاتی یا ملدی اور حق استفادۂ جائداد مدنی یا عمارتی میں کی گئی۔

حق استفادۂ جائدادی وہاں واقع ہوتا ہے جہاں کہ ایسی جائداد کے مالک کو جسکو جائداد بہ حقیت غالب: (پرائی ڈیم ڈامی ننس praedium dominans) کہتے ہیں کسی دوسرے شخص کی متصلہ جائداد سے جسکو جائداد بحقیت تابع (پرائی ڈیم سرو ینس praedium serviens) کہتے ہیں کسی قسم سے متمتع ہونیکا حق حاصل ہو[2]۔ ان حقوق استفادۂ جائدادی کی صورت میں حق استفادہ کی نسبت یہ تصور نہیں کیا جاتا کہ وہ اس شخص سے وابستہ ہے جو اس سے متمتع ہوتا ہو یا جو اس کے تابع ہو بلکہ یہ کہ وہ دونوں جائدادوں سے متعلق ہے۔ اسی لئے "حق استفادۂ جائدادی کو دوامی استحقاق حق حاصل ہونا چاہئے"۔ مثلاً جائداد الف کو جائداد ب سے تقویت پہلوئی حاصل کرنیکا حق ہے۔ فی الوقت زید جائداد الف او عمرو جائداد ب کا مالک ہے۔ پس حق استفادہ سے زید متمتع ہوتا ہے اور عمرو اس کا تابع ہے۔ لیکن انکے مرجانے یا اپنی اپنی جائداد سے علٰحدہ ہونیکے بعد یہ حق استفادہ جاری رہیگا (کیونکہ یہ حق استفادہ زید و بکر کی ذات سے متعلق نہیں بلکہ جائدادوں سے متعلق ہونیکے باعث اس کا "استحقاق دوامی" ہے) اور اسکا تمتع یا اسکا بار ان لوگوں کے لئے ہے جو بعد میں ان جائدادوں کے مالک بنیں۔

حق استفادۂ جائداد مدنی یا عمارتی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جسطرح نام سے

---

[1] دیکھو گیرارڈ (Girard) صفحہ ۳۵۴ نوٹ (۱)

[2] ان جائدادوں کا ہم جوار ہونا لازم تھا۔ متصل ہونیکی ضرورت نہیں۔

مترشح ہوتا ہے وہ ایسا حق استفادہ ہو جس میں جائداد یں کسی شہر میں واقع ہوں بلکہ وہ ایسا حق استفادہ ہے جسکا تعلق عمارت سے ہے برخلاف حق استفادۂ جائداد مضافاتی یا ارضی کے جہاں استفادہ کا تعلق زمین کے ساتھ ہوتا ہے۔ حق استفادۂ جائداد مدنی کی یہ مثالیں ہیں :۔

(الف) حق تقویت پہلو یا حق سہارا : (سروٹس آنری فیرنڈی (servitus oneré farendi)

(ب) ہمسایہ کی دیوار پر کڑی رکھنے کا حق : ٹگنی امی ٹنڈی ( tigni immitendi )

(ج) وہ حق جو کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے کہ اسکا ہمسایہ مینہ کے پانی کو اول الذکر کے مکان سے اپنے مکان کے اندر یا اوپر سے بہنے کی اجازت دے (حق مسیل اسٹی لی سیڈی ایورٹنڈی (Stillcidii avertendi) )

اور قدیم حق روشنی ("مکان بلند نہیں بنانا" یا "روشنی کو نہیں روکنا چاہئے") جسٹینین ایک اور حق کا ذکر کرتا ہے یعنی یہ حق کہ کوئی شخص اپنے ہمسایہ کا پانی اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دے اور کتاب ( Digest ) میں مکان اونچا کرنیکے حق کا ذکر ہے (جس آلٹیس ٹالنڈی jus altius tollendi )۔ لیکن یہ واضح نہیں ہوتا کہ مقصود کیا ہے۔ بادی النظر میں جب تک کسی حق استفادہ کے تابع نہ ہو ہر شخص کو یہ حق ہے (چونکہ بذات خود حق استفادہ نہیں بلکہ ایک معمولی حق جائداد ہے) کہ اس کا ہمسایہ اسکی زمین پر پانی بہاکر نقصان نہ پہنچائے اور اسی طرح سے جائداد کے مالک کو بحیثیت مالک جائداد کے بشرطیکہ وہ حق استفادہ کے تابع نہ ہو یہ حق صاف حاصل ہے کہ عمارت حسب خواہش بلند بنائے۔ عبارات محولہ کے مصنفین نے پانی اپنی زمین میں نہ آنے دینے کے حق اور مکان کو بلند کرنے کے حق کا جو ذکر کیا ہے، تو وہ ان اصلی حقوق کو جو مالک جائداد کو حاصل ہوتے ہیں ان حقوق کے ساتھ جن کو صحیح طور پر حق استفادہ کہا جاسکتا ہے مخلوط کر رہے ہیں۔

حق استفادۂ جائداد مضافاتی یا ارضی کی یہ مثالیں ہیں :۔

الف۔ حق عبور و مرور (جس اٹی نرس Jus itineris ): وہ حق جو کسی شخص کو پیادہ پا یا بہ سواری اسپ دوسرے کی زمین پر سے گزرنیکی بابت حاصل ہو۔

ب۔ مویشی کو لیجانے کا حق (جس ایکٹس Jus actus) جانوروں کو ہنڈی یا گاڑی کے ساتھ یا بغیر انکے چلانیکا حق۔

ج۔ حق راہ: (جس ویائی Jus viae) جس میں دونوں صور تہائے ماقبل الذکر شامل ہیں اور ساتھ ہی ساتھ راستہ کے استعمال کا حق تمام اغراض کے لئے حاصل ہوتا ہے گر اس طرح سے کہ درختوں کو نقصان نہ پہنچے یہاں تک کہ وزندار گاڑیاں بھی اس پر سے لیجاسکتے ہیں اگرچیکہ ایسا شخص جسکو محض حق مویشی رانی حاصل ہے نہیں لیجا سکتا علاوہ بریں وہ شخص جو حق راہ سے متمتع ہو کسی صریح اقرار کے نہ ہونیکی صورت میں اس امر پر اصرار کر سکتا تھا کہ راستہ کا عرض احکام مندرجہ الواح اثنا عشر کے لحاظ سے ہو یعنی آٹھ فٹ جہاں راستہ سیدھا ہو اور سولہ فٹ جہاں راستہ مڑ جائے۔

د۔ حق آبگیری (اکوے ڈکٹس Aquaeductus) دوسرے شخص کی زمین میں سے پانی لیجانیکا حق۔

ھ۔ حق المجری: اکوائی ہاسٹس Aquaehaustus) دوسرے شخص کی زمین سے پانی لینے کا حق۔

و۔ دوسرے کی زمین پر مویشی کو پانی پلانے کا حق (پکورس اڈ اکوم اپلسس Pecoris ad aquam appulsus)

ز۔ حق مویشی چرائی (پیاسنڈی Pascendi)

ح۔ حق آہک سوزی (کیلسیس کاکنڈائی Calcis coquendae) یعنی چونے کی بھٹی جلانیکا حق۔

ط۔ حق ریگ کنی (ہارے نائی فوڈینڈی Harenae fodiendae) ریت کھودنیکا حق۔

حق استفادہ شخصی سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اس سے متمتع ہونیکا استحقاق اس وجہ سے حاصل نہ ہوا ہو کہ وہ کسی جائداد کا مالک ہے بلکہ اس نے اس حق کو اپنی شخصی و خانگی حیثیت سے حاصل کیا ہو۔ حق استفادہ شخصی کی چار قسمیں تھیں:۔

(۱) حق استعمال ومنفعت : یوزو فرکٹ (usufruct)

(۲) حق استعمال - یوسس (Usus)

(۳) حق سکونت یا حق استعمال مکان - ہیابی ٹاٹیو (Habitatio)

(۴) حق خدمات مملوک یا حق خدمات - آپرے رائی سروم (Operae servorum)

(۱) حق استعمال ومنفعت کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ یہ کسی دوسرے کی جائداد کو استعمال کرنے اور اس سے منفعت حاصل کرنیکا حق ہے بشرطیکہ نفس شے کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے[۱] - زیادہ تر صحت کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حق استعمال ومنفعت وہ حق تھا جو کسی شخص کو اسکی شخصی حیثیت سے دوسرے شخص کی جائداد کو تاحیات یا تا تنزل شان قانونی[۲] استعمال کرنے یا اس سے متمتع ہونیکی نسبت دیا جاتا تھا اس طرح کہ جب حق استعمال ومنفعت ختم ہو جائے تو وہ جائداد اپنی اصلی حالت میں اس کے مالک یا مالک کے وارث کو واپس ملجائے - حق استعمال منفعت زمین یا عمارات یا مملوک یا جانور بار برداری غرض ہر شے کی بابت حاصل ہو سکتا ہے بجز ایسی چیزوں کے جو استعمال سے تلف ہو جاتی ہیں ("جو استعمال سے گھٹ جاتی ہیں" جیسے مثلی اشیا) جسکی وجہ بے شبہ یہ تھی کہ ایسی چیزوں کو ختم حق استعمال ومنفعت پر بلا کم وکاست واپس دینا ناممکن تھا ("نفس شے کو کوئی نقصان نہ پہنچنا") لیکن سناٹ[۳] نے وصیت کی صورت میں اس قسم کی اشیا کی نسبت بھی ایسے حق کی تخلیق کی اجازت دیدی جو ہم شکل حق منفعت ہو اور چونکہ اصلی حالت میں شے کے واپس کرنیکی ذمہ داری لینا ناممکن تھا اس لئے اس امر کی ضمانت اور ذمہ داری (بذریعہ ضمانت) لیجاتی تھی کہ جب حق استعمال ومنفعت ختم ہو جائے مالک حق منفعت یا اسکا وارث موصی کے وارث کو معاوضہ ادا کریگا (جو ان اشیا کی قیمت کے مساوی ہوگا جن پر اسکو حق استعمال ومنفعت حاصل تھا) -

---

[۱] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۴ -

[۲] جسٹینین کا زمانہ آنے تک کسی قسم کے تنزل شان قانونی سے بھی حق استعمال ومنفعت زائل نہیں ہوتا تھا جسٹینین نے یہ حکم دیا کہ تنزل شان قانونی اقل میں یہ اثر نہ ہونے پائے -

[۳] غالباً اگسٹس (Augustus) کے زمانہ کے قریب -

## مالک حق منفعت کے فرائض:-

ہر صورت میں مالک حق منفعت پر لازم تھا کہ ایک نیک نہاد اب العائلہ کی طرح جائداد کی پوری احتیاط کرے اور اس لئے جیسا کہ کہا جاسکتا ہے "اتلاف"[1] کے متعلق وہ مستوجب قرار دیا گیا تھا۔ شے کو غرض معہودہ کے سوائے کسی اور طرح سے استعمال کرنیکا وہ مجاز نہ تھا اور نہ اسکی نوعیت کو بدل سکتا تھا۔ اگر حق منفعت کسی سکان کی بابت حاصل ہو تو مالک حق منفعت پر لازم تھا کہ اسکو معمولی طور پر اچھی حالت میں رکھے اور اگر گلہ کی بابت ہو تو جو جانور مرجائے اسکے بدلے میں ان بچوں میں سے بھرتی کرے جو بصورت دیگر اسکی ملک ہوتا اور یہ بھی لازم تھا کہ جائداد کو چاہے وہ کسی قسم کی ہو بلاکم وکاست واپس کرے: ان فرائض کی بجاآوری کے متعلق ایک "ضمانت منفعت" لیجاتی تھی مگر حق ہم شکل منفعت کی صورت میں جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوچکا ہے ضمانت کی صورت اسباب مساوی القیمت کی ذمہ داری ہوتی تھی۔

مالک حق منفعت کے حقوق: ایسے شخص کو شے پر قبضہ کرنے اور اسکی منفعت حاصل کرنیکا حق حاصل تھا اور گو کہ وہ حق منفعت کو قانوناً کسی دوسرے شخص پر منتقل نہیں کرسکتا تھا مگر حقیقت میں دوسرے کو اسکی منفعت کی اجازت دے سکتا تھا، اگر وہ خود اس سے استفادہ نہ اٹھا رہا ہو۔ اتفاقی نقصان کا وہ ذمہ دار نہ تھا۔ اگر جائداد زیر بحث کھیت ہو تو اسکی معمولی پیداوار پر اسکو استحقاق حاصل تھا اور بربنائے حق التقاط اثمار (فرکٹوام پرسپٹیو Fructuum Perceptio) ثمر پر اس وقت استحقاق حاصل ہوتا جب کہ وہ توڑ لئے جاتے۔ اصطلاحاً ثمر کے معنی میں جانوروں کے بچے بھی شامل تھے مگر جاریہ کے نہیں۔ اگر جائداد زیر بحث مملوک ہو تو مالک حق منفعت کو اسکی خدمات کا استحقاق تھا بشرطیکہ وہ غلام کے روزمرہ کے کام میں داخل ہوں اور جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے مملوک جو کچھ اپنی ذاتی محنت (ایکس اپرس سوئس ex operis suis) یا ایسی جائداد سے جو مالک حق منفعت کی ہو کمائے (ایکس ری ناسترے ex-re nostra) وہ مالک

---

[1] مگر جو چیز امتداد زمانہ کے باعث افتادہ حالت میں ہو اسکی بازیافت کی نسبت وہ مستوجب الفرض نہ تھا۔

حق منفعت کی ملک تصور ہوتی تھی۔

(۲) حق استعمال شئے حق منفعت کی طرح یہ بھی ایک شخصی حق استفادہ تھا مگر اس سے مراد جائداد کا استعمال یا تمتع محض تھی جس میں پیداوار اور اثمار شامل نہیں تھے۔ مویشی یا بھیڑ کا مالک حق استعمال بھیڑ کے بچے یا اون یا صوف نہیں لے سکتا تھا اور صرف مستثنیٰ صورتوں میں دودھ کے لینے کا استحقاق حاصل ہوتا تھا۔ گروہ جانوروں کو اپنی اراضی کو کھاد دینے کی غرض سے استعمال کرسکتا تھا۔ مالک حق استعمال اور مالک حق منفعت میں یہ بھی فرق تھا کہ اول الذکر اس جائداد کے تمتع کو کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر نہیں دے سکتا تھا۔ پس اگر حق استعمال کسی مکان کی بابت ہو تو مالک حق استعمال اس میں آپ رہ سکتا تھا مگر اپنی بجائے کسی دوسرے کو رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ اس اصول کی یہاں تک سختی کے ساتھ پابندی کی گئی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ بھی مشتبہ تھا کہ آیا مالک حق استعمال اپنے ساتھ اپنی زوجہ اور بچوں اور مہمانوں کو بھی رہنے دے سکتا تھا یا نہیں۔

(۳) حق سکونت یا حق استعمال مکان کسی زمانہ میں یہ امر مشتبہ فیہ تھا کہ آیا یہ اور دوسری قسم کا شخصی حق استفادہ (حق خدمات مملوک یا حق خدمات) اس قابل تھے کہ بذات خود حق استفادہ کی ایک نوع ہوسکیں۔ لیکن جسٹینین کا زمانہ آنے تک یہ قرار پاچکا تھا کہ بذات خود نوع متصور ہوسکتے ہیں۔ حق سکونت کے معنی ہیں مکان کے استعمال کے ساتھ اس کو کرایہ پر دینے کا حق بھی پایا جاتا تھا اور (برخلاف حق منفعت اور حق استعمال کے) یہ حق تنزل شان قانونی اقل سے اور نہ عدم استعمال سے زائل ہوسکتا تھا۔

(۴) حق خدمات مملوک یعنی جانوروں یا غلاموں سے کام لینے کا حق:۔ اپیرائی سروورم ول اینی الم Operae servorum vel (animalium)

اگرچہ اس کا ذکر اصلی کتاب میں نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک دوسری قسم کا شخصی حق استفادہ تھا اور اس اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اس حق استفادہ سے متمتع ہوتا اوسکو (حق منفعت (یوزو فرکٹوآریس usufructuarius) غلام یا جانوروں سے کام لینے کا حق حاصل تھا۔ لیکن اس حق استفادہ (سرویٹیوڈ servitude) اور حق

(یوزو فرکٹ usufruct ) میں فرق یہ تھا کہ ( الف ) نہ تو مالک حق کی وفات سے ( ب ) نہ تنزل شان قانونی اور ( ج ) عدم استعمال سے زائل ہوتا تھا۔

**حق استفادہ وملکیت تابع (سروبیٹیوڈس Servitudes) کی تخلیق کیسے ہوتی تھی**

بہ موجب قانون ملک کسی حق استفادہ کو پیدا کرنیکا معمولی طریقہ یہ تھا:۔
(۱) فرضی دعویٰ قانونی: (ان جوری سیسیو in juri cescio) یہ فرضی دعویٰ تھا جس میں مدعی یہ مطالبہ کرتا کہ اوسکو مدعی علیہ کی زمین سے گزرنیکا حق تھا اور مدعی علیہ اوسکو بالسکوت تسلیم کرلیتا مگر (۲) چونکہ حق استفادہ جائداد مفصلاتی ایک شئے قابل بیع (رس میانکیپی resmaucipe) تھا اس لئے وہ صرف بطریق بیع نقد (میانکی پیشن mancipation) وجود میں لائی جاسکتی تھی۔ ازروئے قانون ملک حق استفادہ بذریعہ (ڈی ڈکٹیو deductio) بھی پیدا کیا جاسکتا تھا مثلاً یہ کہ زید اپنے زمین یا مکان کو بطریق بیع نقد (مانکی پاٹیو mancipatio) یا فرضی دعوے عمرو پر منتقل کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی جائداد کے متعلق اپنے لئے اوس میں حق استفادہ (ڈی ڈکٹیو سروبیٹیوڈ deductio servitude) محفوظ کرلیتا ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے بھی نسبتاً ابتدائی زمانہ میں حق استفادہ (۴) بذریعہ وصیت (ٹسٹی منیٹو testimento) وجود میں لایا جاسکتا تھا۔ جیسے کہ ایک موصی اپنے غلام (اسٹائی کس Stichus) کی ملکیت کو عمرو کو وصیتاً دیدے زید کو اس غلام پر حق منفعت حاصل ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخصی حق استفادہ اکثر اسی طریقہ سے وجود میں لایا جاتا تھا۔
(۵) نالش قسمت سے بھی حق استفادہ پیدا ہوسکتا تھا۔ (بذریعہ فیصلہ عدالت) زید اور عمرو دو متصلہ مکانات کے مالکان مشترک ہیں حاکم عدالت ہر ایک کو حقیت علیحدہ کے ساتھ ایک ایک مکان دیتا ہے۔ اس طرح کہ ایک کو دوسرے کے مقابل میں حق تقویت پہلوئی یا حق استفادہ حاصل ہے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا (۶) حق قدامت سے کسی زمانہ میں بھی حق استفادہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق قدامت کے لئے جو طریقہ عمل اختیار کرنا پڑتا تھا اس طریقہ سے کسی شے غیر مادی پر (یعنی ایسی اشیا جو محض قانونی وجود رکھتی ہوں) قبضہ کرنا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔

ہم اس قاعدہ کا اتباع کرتے ہیں کہ حق استفادہ بہ نفسہ محض استعمال مدت دراز سے

حاصل نہیں ہو سکتا اور عبارت کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ عبارت
صدر سے ظاہر ہے از روئے قدامت تصرف کسی مکان کی ملکیت حاصل ہو جائے تو
اس کے ساتھ اسکے متعلقہ حقوق استفادہ بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اس امر کے متعلق
جو شکوک پیدا ہوئے ہوں وہ بذریعہ قانون (لیکس اسکری بونیا[۱] lex Scribonia)
دور کر دیئے گئے۔ کیونکہ اس کی رو سے کسی بھی قسم کے حق استفادہ کا بہ نفسہ قدامت
قبضہ کی بنا پر حاصل کیا جانا عملاً ممنوع کر دیا گیا۔

چونکہ اراضی مفصلاتی اشیائے نا قابل تجارت نہیں لہذا انکے متعلق حق استفادہ
(سرویٹیوڈ) پیدا کرنیکے واسطے فرضی دعوے اور بیع نقد کے قدیم طریقے نا قابل
استعمال تھے۔ اور از روئے قانون ملک کسی بھی غیر ملکی کا کسی قسم کا حق استفادہ حاصل
کرنا ممکن نہ تھا۔ ان نقائص کو دور کرنیکے لئے استحصال حق استفادہ کا ایک نیا طریقہ
رائج ہو گیا۔ غالباً صوبہ داروں نے اس کو اختراع کیا تھا۔ اور پریٹروں نے اپنے اعلانات
میں اسکو اختیار کر کے ترقی دی۔ اسی طرح سے حق استفادہ کا بذریعہ (پیاکٹ Pact)
اور (اسٹی پیولاٹیو Slipulatio) وجود میں لانا ممکن ہو گیا۔ چونکہ یہ اقرار فریقین پر
مبنی تھا اس واسطے اسکو (پیاکٹم Pactum) اور چونکہ ایسا اقرار اس باضابطہ طریقہ
سے کیا جاتا تھا جسکو اسٹی پیولاٹیو[۲] کہتے تھے اس لئے اس پورے طریقہ کا نام (پیاکٹ
اینڈ اسٹی پیولاٹیو Pact and Slipulatia) ہو گیا مگر یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ
آیا معاملہ کے بعد حق استفادہ کی معنوی حوالگی لازمی تھی یا نہیں۔ جس پرائی ٹورس (Jures
praitoris) از روئے قانون نافذ کردہ پریٹر حق استفادہ کے حصول کا ایک اور طریقہ بھی تھا

---

۱ اسکی تاریخ غیر متیقن ہے۔

۲ یہ امر قرین قیاس ہے کہ صحیح حق استفادہ جائدادی کی طرح جو حق استفادہ اس طرح حاصل ہوتا تھا
اس سے ابتداً ایں حق بہ جائداد غیر نہیں پیدا ہوتا تھا۔ بلکہ ان حقوق کی طرح جو بیشتر معاہدات سے
پیدا ہوتے ہیں اس حق استفادہ سے محض ایک حق بالتخصیص حاصل ہوتا تھا لیکن گیئس کا زمانہ
آنے تک پریٹر کے اثر سے حقوق بالتعمیم بھی مل گئے۔ کیونکہ گیئس اسکا ذکر اسطرح کرتا ہے کہ معمولی معنی میں
اس سے حق استفادہ بے شبہ پیدا ہوتا تھا (دیکھو گیئس کتاب فقرہ ۳۱)

جسکو حق قدامت طویل المدت (Praescriptio longi temporis) کہتے تھے۔ یعنی اس حق کا استعمال بلا فصل بین الحاضرین دس سال اور (زمانہ بین الغائبین) بیس سال کی مدت تک کیا گیا اور معاطرہ ادرشکل صالح (پیاکٹس اینڈ اسٹی پیولیشنس Pacts and stepulatio) کی طرح اول اول یہ طریقہ اراضی مفصلاتی تک محدود تھا۔ مگر بعد میں چلکر اطالیہ اور روما میں بھی اسکا استعمال ہونے لگا۔

جسٹینین کے زمانہ میں اراضی اطالیہ (سولم اٹالیکم solum Italicum) اور اراضی مفصلاتی (سولم پراونشیالے Solum provinciale) میں جو فرق تھا وہ منسوخ کردیا گیا اور دست برداری بمنزلہ قانونی (ان جوری سیسیو in jure cessio) اور (میانکی پیشن mancipation) کی طرح بطور طریقہ تملیک کے متروک ہوچکے تھے پس حق استفادہ کے وجود میں لانیکے معمولی طریقہ حسب ذیل تھے :-

(۱) باضابطہ اقرار فریقین (پیاکٹ اینڈ اسٹی پیولیشن pact and stipulation)

(۲) حق استفادہ: (ڈی ڈکٹیو Deductio) منہائی سے بھی پیدا ہوسکتا تھا یعنی دوسرے پر جائداد کی حوالگی (traditio) کہ طریقہ مروجہ وقت کے ذریعہ حق استفادہ منتقل کرنیکے وقت محفوظ کئے جانے سے۔

(۳) حق قدامت طویل المدت کے ذریعہ جسکی مدت وہی تھی جو قوانین پریٹر نے مقرر کی تھی۔

(۴) بربنائے وصیت (ٹسٹامنٹو testamento)

(۵) بذریعہ فیصلہ عدالت (ایڈجوڈی کیشن Adjudication)

(۶) مخصوص صورتوں میں ذریعہ قانون موضوعہ یعنی بیٹے کے عتاق کے بعد اس کے اثاثہ (ایڈونٹی کیم adventicium) کے نصف حصہ پر باپ کا حق۔ حق استفادہ کی منتقلی شخص ثالث پر ممکن نہ تھی۔ اسکا ذکر حق استفادہ شخصی کے تحت ہوچکا ہے مگر حق استفادہ جائداد مفصلاتی یا اراضی کے متعلق بھی بالکل یہی اصول تھا۔

اس میں شک نہیں کہ حقیقت غالب کے انتقال پر وہ منتقل الیہ کو منتقل ہوجاتے تھے اسی طرح حقیقت تابع کے منتقل ہونے پر بار حق استفادہ منتقل ہوجاتا تھا مگر کسی صورت میں بھی حق استفادہ بنفسہ منتقل نہیں ہوتا تھا حقوق استفادہ حسب ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتے تھے۔

(۱) اگر حق استفادہ شخصی ہو تو شخص حقدار کی وفات یا اوسکی تنزل حیثیت قانونی سے۔ لیکن حق سکونت (ہیابی ٹاٹیو Habitatio) اور حق خدمات (آپیرائی سروورم Operae Servorum) کی صورتوں میں تنزل حیثیت قانونی اقل (کیپائی ٹس ڈی منیوٹیو منی ما Capitis de minutio minima) سے یہ اثر نہیں ہوتا تھا اور جسٹینین کے زمانہ میں اسکا اثر کسی قسم کے حق استفادہ پر بھی نہیں ہوتا تھا۔

(۲) جہاں حق استفادہ حق منفعت کی شکل میں ہو تو مالک حق اپنے حقوق کو درست طریقہ سے استعمال نہ کرنے سے (درست طریقہ پر استعمال نہ کرنا (نان یوٹنڈو پر موڈم Non Utendo per modum)

(۳) اگر حقوق استفادہ متعلق بہ جائداد (پرائی ڈیل سروی ٹیوڈس Praedial servitudes) ہوں تو حیثیت غالب (پرائی ڈیم ڈامی نینس (Praedium) dominians) کے برباد ہو جانے سے۔

(۴) اس چیز کے برباد ہونے سے جس پر حق استفادہ حاصل ہو کیونکہ یہ حق کسی شے پر حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ لازمی ہے کہ اس شے کے برباد ہو جانے سے وہ حق بھی فنا ہو جائے۔ اور اگرچہ جسٹینین یہاں فقط حق منفعت (یوزو فرکٹ Usufruct) کا ذکر کر رہا ہے۔ مگر وہی بیان تمام حق استفادہ پر صادق آتا ہے عام ازیں کہ وہ جائدادی ہوں کہ شخصی۔

(۵) ادغام سے یعنی (مرجر Merger) حق استفادہ اور وہ جائداد جو اوس کے تابع ہو دونوں کی ملکیت ایک ہی شخص کو حاصل ہو جانے سے حق استفادہ باقی نہیں رہتا ہے کیونکہ اپنی شے پر خود کو ایسا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔

ادغام کی مثالیں یہ ہیں :-

(الف) زید جسکو استحقاق کسی حق استفادہ کا ہے۔

(۱) اپنے حق سے عمر کو برات دیتا ہے۔ جو اس شے کا مالک ہے۔ جو اس حق استفادہ کے تابع ہے۔

(ب) عمر سے زید اسکی جائداد خرید کرتا یا کسی اور طریقہ سے اسکی ملکیت حاصل کرتا ہے (اتصال: کنسالی ڈاٹیو Consolidatio)[1]۔

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۴ : ۳

اور (ج) زید یا عمر ایک دوسرے کی جائداد کے وارث بنتے ہیں۔

(۶) عدم استعمال (نان یوزر Non-user) حق سکونت اور حق خدمات (آپیرائی سروورم Operae servorum) کا ازالہ اس طرح کبھی نہیں ہوتا تھا[1]

از روئے قانون قدیم جس چیز کی منفعت (یوزوفرکٹ Usufruct) یا استعمال کا حق دیا گیا ہو تو عدم استعمال سے منقولہ ہو تو ایک سال میں اور غیر منقولہ ہو تو دو سال میں حق زائل ہو جاتا تھا۔ اور دو سالہ عدم استعمال سے حق استفادہ جائداد منفصلاتی یا ارضی بھی باطل ہو جاتا تھا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ حق استفادہ جائداد مدنی یا عماراتی (پرائی ڈیل اربن سروی ٹیوڈ Praedial urban Servitude) کی صورت میں وقت کا محسوب ہوتا اُس وقت تک شروع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جب تک کہ وہ شخص جو حق استفادہ کے تابع ہو۔ ایسا کام نہ کرے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق استفادہ باقی نہیں رہا۔ مثلاً اپنا مکان حق استفادہ کی شرط سے بلند تر بنانا۔ (یوزوکیاپیو لیبرالٹس Usucapio Liberatis) اگر حق استفادہ کا اثر منفصلاتی زمین پر پڑتا ہو تو اوس صورت میں مدتیں دس اور بیس سال کی تھیں۔ جسٹینین نے تمام صورتوں کے لئے یہی مدتیں مقرر کیں۔ لیکن حق استفادہ جائداد مدنی یا عماراتی کی صورت میں (یوزوکیاپیو لیبرالٹس Usucapio Liberatis) کی پھر بھی ضرورت باقی رہ جاتی تھی۔

## ذیلی دفعہ ۲ پٹہ استمراری (ایمفی ٹنسس Emphytensis)

پٹہ استمراری اور اسکے بعد کے دو حقوق بہ جائداد غیر (ری ایلینا Re aliena) (پٹہ تعمیری و رہن بالقبض) پر اصل کتاب میں اس موقع پر (یعنی حق استفادہ کے بعد) بحث نہیں کیجاتی ہے تاہم اس وجہ سے کہ ان تینوں کا تعلق بلاشک و شبہہ حقوق متعلق بہ جائداد غیر شخص سے ہے۔ اسلئے انکا یہاں ذکر کردینا باعث سہولت ہے۔

معاہدات بیع۔ (ایمپٹیو وینڈی ٹیو Emptio Venditio) اور اجارہ

[1] انکی خصوصیات کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ وہ پرورش کیلئے دئے جاتے تھے۔

(لوکیٹیو کنڈکٹیو Locatio conductio) پر بحث کرتے ہوئے گیئس کہتا ہے کہ ان دونوں میں اتنے امور مشترک ہیں کہ بعض اوقات یہ جاننا دشوار رہوتا ہے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ جیسے جب کہ کوئی چیز دوامًا کرایہ یا نزول پر دیجائے جیساکہ جہاں اراضی اس شرط پر دیئے جائیں کہ تا وقتیکہ پٹہ داریا اوسکے ورثا نزول برابر ادا کرتے رہیں اونکا قبضہ بدستور جاری رہیگا۔ اورگیئس بھی کہتا ہے کہ بہتر رائے (میاگس پلے کوائٹ Magis placuit) تو یہ ہے کہ یہ معاہدہ معاہدہ اجارہ (لوکاٹیو کنڈکٹیو Locatio conductio) ہے مگر (زینو Zeno) کے ایک فرمان کی رو سے (لیکس زونیانا Lex zenoniana) یہ طے ہوا کہ زمین کو نزول پر دینے کا ایسا طریقہ نہ معاہدہ بیع ہے اور نہ اجارہ بلکہ ایک خاص قانونی معاملہ ہے۔ جو بالذات قایم ہے جسکو پٹہ استمراری کہتے ہیں۔

گیئس کے زمانہ میں پٹہ استمراری اوس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ کاشتکاروں کو منجانب مجلس بلدیہ یا کلیہ پیشوایان مذہب دوامی پٹہ بہ تحفظ زرلگان دئے جاتے تھے مگر مشرقی شہنشاہیت کے عہد مابعد میں اس طریقہ کو عمومًا زمیندار لوگ اختیار کرنے لگے اور حق پٹہ استمراری جو اول اول صرف ایک حق بربناء معاہدہ تھا اور جس سے مالک زمین کے مقابل فقط حق بالتخصیص (جس ان پرسانم Jus in personam) حاصل ہوتا تھا۔ اب تدریجًا حق بالتعمیم (رایٹ ان رم Right in rem) بن گیا جس سے تمام دنیا کے مقابل میں اپنے قبضہ کی حفاظت کا اسے استحقاق ہوگیا۔ جائداد کی ملکیت (ڈامی نیم Dominium) (یا حق عود یا معطل ریورژن Reversion) معطی یا مالک زمین کو بدستور حاصل رہتی تھی جسکی وجہ سے اوسکو پٹہ دار سے نزول (محصول لگان = کیانن ارپنسیو Canon or pensio) وصول کرنے اور چند موقعوں پر پٹہ ضبط کرنیکا (اگر کرایہ تین سال سے ادا نہ ہوا ہو[1]) حق حاصل رہتا تھا۔ کرایہ دار (پٹہ دار استمراری) رضامندی سے اپنا قبضہ منتقل کرسکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں مالک زمین کو حق شفا حاصل ہوتا تھا۔ یعنی اوسکو حق تھا کہ جس قیمت میں وہ شخص ثالث کو دینے کیلئے آمادہ تھا وہی قیمت آپ دیکر

---

[1] اگر مالک زمین مذہبی یا خیراتی انجمن ہو تو دو سال۔

پٹہ خرید لے۔ از روئے قانون حق التقاط اثمار پٹہ دار استمراری کو اراضی کے منافع کا استحقاق تھا۔ اور یہ استحقاق اوسکے وارث یا موہی کو پہنچتا تھا۔[1]

## ذیلی دفعہ ۳۔ پٹہ تعمیر (سوپر فی سیز Superficies)

پٹہ تعمیر کو جسکی ایجاد پریٹر سے ہوئی تھی مکانات کے ساتھ وہی نسبت ہے جو پٹہ استمراری کو زمین مزروعہ سے ہے اور یہ رومنی پٹہ طویل المدت اراضی کا ہے اغراض تعمیر کے لئے جو دوامًا ایک عرصہ دراز کے لئے ہوتا تھا پٹہ دار اس پر مکان تعمیر کرتا جو بعد ازاں (بر بناء انضال قرار یا الحاق) پٹہ دہندہ کی ملک ہو جاتی تھی۔ لیکن پٹہ دار کو اسکے حق کی حد تک حقوق بالتعمیم حاصل ہوتے تھے اور وہ زمین اور مکان کے استعمال کی بابت کرایہ ادا کیا کرتا تھا

## ذیلی دفعہ ۴۔ رہن بالقبض و رہن بلا قبض۔

رہن بالقبض (پگنس Pignus) اہل روما کا قدیم طریقہ رہن ہے اور اسکی ابتدائی شکل رہن کی نہیں بلکہ ایک قسم کے بیع کی ہے جسکو اصطلاح شرع میں بیع بالوفا کہتے ہیں۔ انگلستان کے قدیم طریقہ کے رہن جائداد غیر منقولہ سے بہت مشابہ ہے جس میں مدیون ہبہ بالقبض (فیافمنٹ Feoffment) بہ منزلہ حقیت یعنی علیہ حقیت مستقل قابل ارث) یا حوالگی معنوی اراضی کے ذریعہ داین کو اپنی جائداد غیر منقولہ کا مالک بنائے۔ اس شرط پر کہ وہ واپس منتقل کر دیگا یعنی یہ کہ اگر رقم مبادلہ اصل معہ سود مدت مقررہ میں ادا کی جائے تو مدیون کے نام پھر اوسی طرح سے جائداد کو منتقل کر دے گا۔ روما میں ابتداءً رہن خواہ جائداد منقولہ کا ہو کہ غیر منقولہ کا اسی طرح کیا جاتا تھا کہ جس جائداد پر قرض لینا ہوتا تھا اوسکو قرض گیرندہ قرض دہندہ کے نام بذریعہ دست برداری بہ منزلہ قانونی (فرضی دعویٰ قانونی ان جورے سیسیو injure cessio یا مانکی پاٹیو Mancipatio) اسکی تملیک کیجاتی تھی یعنی یہ کہ داین کو اوس کی ملکیت دیجاتی تھی۔ اسکے بعد قرض دہندہ ذمہ داری لیتا کہ اصل اور سود کے ادا ہونے پر وہ اس جائداد کو واپس منتقل کر دیگا۔ اور اس قسم کی شرط کو مالک ہونیکی حیثیت سے داین کو یہ اختیار

---

[1] معمولی صورتوں میں عہد اکے پٹہ کیلئے تحریر کی ضرورت نہیں تھی۔

حاصل تھا کہ عدالت کی اجازت سے شے مکفولہ کو فروخت کردے اور زر ثمن سے اپنی ادائی کر لینے کے بعد اگر کچھ رقم بچے تو مدیون کو دیدے۔ لیکن (فائیڈوکیا Fiducia) کی صورت میں پریٹر از روئے اصول معدلت داین پر یہ لازم قرار دیتا تھا کہ اسکی رقم واپس ہو جانے کے بعد اس جائداد مکفولہ کو واپس کردے۔ یہ اصول ایک طرح سے داین کے اختیار فروخت کے بیجا استعمال کو روکتا تھا۔ قانوناً تو وہ فروخت کرسکتا تھا لیکن اگر اوس سے مدیون کو نقصان ہو تو وہ بذریعہ نالش (ایکٹیو فائیڈوکیائی Actio Fiduciae) داین کو ادائی معاوضہ پر مجبور کرسکتا تھا۔ اور اگر وہ مقدمہ ہار جاتا تو مستوجب تشہیر (ان فیمیا Infamia) ہوتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مدیون کے حق انفکاک رہن پر (یعنی جو کچھ واجب الادا ہو ادا کر کے اپنی جائداد واپس لینا) مدت کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ دوسرا یہ کہ طریقہ رہن بالقبض (پگنس Pignus) جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کے لئے مروج تھا۔ رومنی رہن بالقبض اور انگلستان کے قدیم طریقہ رہن میں یہ ہی دو بڑے امور فارق ہیں کیونکہ موخر الذکر کا تعلق فقط جائداد غیر منقولہ سے تھا جسکی رو سے اگر یوم مقررہ گزر جاتا تو زمین قطعاً (مرتہن) کی جائداد ہو جاتی تھی۔ انفکاک رہن کی نسبت اسی قسم کا نتیجہ روما میں بھی ایک خاص اقرار (قانون لیکس کمیسوریا Lex Commissoria) کے ذریعہ پیدا کیا جا سکتا تھا جس میں یہ شرط لگا دی جاتی تھی کہ اگر یوم مقررہ پر رقم ادا نہ کیجائے تو شرط داپسی (فائیڈوکیا Fiducia) کالعدم متصور ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس قسم کے رہن بالقبض سے مرتہن کا دائرہ حقوق بہت وسیع ہو جاتا تھا۔ درحقیقت اوسکی حیثیت اس شخص سے بھی بڑھ جاتی ہے جسکو حق بر جائداد غیر حاصل ہو کیونکہ وہ کلیتاً جائداد کا مالک ہوتا تھا۔ اور اوسکی ملکیت صرف ایک حد تک شرط واپسی سے محدود ہوتی تھی۔ لیکن باوصف اس ایک بین فائدہ کے کہ مدیون اپنی جائداد کی نسبت کوئی ایسی کارروائی نہیں کرسکتا تھا جس سے قرض دہندہ کو نقصان پہنچے۔ (مثلاً فریب کی نیت سے دو یا تین بار رہن کردے) رہن بالقبض کے بہ لحاظ ایک طریقہ کفالت ہونیکے کئی نقائص تھے۔ چونکہ اسکی تملیک طریقہ ہائے قانون ملک (سول لا Civil law) سے ہوتی تھی اس لئے نہ تو اس سے غیر ملکی مستفید ہوتے تھے اور اراضی مفصلاتی کیلئے یہ طریقہ رہن استعمال نہیں ہوتا تھا۔

مزید براں رہن بالقبض میں قانوناً مدیون دائن کے بالکل اختیار میں ہوتا تھا کیونکہ اگرچہ بربناء شرط واپسی مدیون دائن سے معاوضہ وصول کرسکتا تھا۔ جس نے ناانصافی کے ساتھ فروخت کیا ہو مگر وہ شخص ثالث سے جس نے خریدا ہو اپنی جائداد واپس نہیں لے سکتا تھا۔ اور قانون کے سخت (صحیح) معنی میں دائن کے مقابلہ میں اسکی حیثیت وقت انتقال جائداد سے زیادہ سے زیادہ آسامی تا مرضی مالک (Pricario) کی ہوتی تھی۔[1]

رہن کی دوسری شکل صحیح رہن بالقبض (پگنس پراپر Pignus proper) یعنی معاہدہ یکطرفہ یا لتعمیل شدہ کی ہے۔[2] اس صورت میں قرض گیرندہ جائداد مکفولہ کو حالہ کردیتا تھا (ٹراڈی ٹیو Traditio) اور اس طرح دائن کو پہلے کی طرح نہ فقط ملکیت (ڈومی نیم Dominium) حاصل ہوتی تھی بلکہ شے زیر بحث پر قانونی قبضہ اور اسکے ساتھ ایسے قبضہ کی صیانت کے لئے معمولی احکام امتناعی (انٹرڈکٹس Interdicts) ملجاتے تھے۔ یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ طریقہ سابق کے عوض یہ طریقہ اس زمانہ میں رائج ہوگیا جب کہ پریٹر کے اعلانات (ایڈکٹس Edicts) میں احکام امتناعی کے داخل ہونے سے قبضہ بحیثیت قبضہ تسلیم کیا جانے لگا۔ اور اسکی صیانت بھی ہونے لگی۔ یعنی ملکیت سے قطع نظر کرتے ہوئے طریقہ ماسبق کی بہ نسبت اس طریقہ رہن میں تکلف رسمی اور پیچیدگی کم تھی اور اگرچہ صریحاً مدیون کے مفید تھا کیونکہ اسکی ملکیت جائداد (ڈومی نیم Dominium) بدستور بحال رہتی تھی) مگر قرض دہندہ کے لئے زیادہ مفید نہ تھا۔ کیونکہ اس کو جائداد زیر رہن کے استعمال کا حق نہیں تھا[3] (اگر کوئی دائن شے مکفولہ کو استعمال کرے تو

---

[1] انگلستان میں جہاں رہن قانونی رہن ہوتا ہے راہن کی بالکل یہی حالت ہوتی ہے۔

[2] نظر بریں حقیقت کہ گیئس اسکا شمار معاہدات حقیقی میں (جس سے اسکو تعلق ہے) نہیں کرتا ہے غالباً یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اسکے زمانہ میں قدیم تر شکل متروک نہیں ہوئی تھی۔

[3] آٹی کریسس (Autichrasis) رہن بالقبض کی ایک شکل تھی جس میں قرض دہندہ یا معیر اثمار و منافع لے لیتا تھا مگر انکی قیمت زر قرضہ سے مجرا ہوجاتی تھی۔

وہ سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے دیکھو جسٹینین دفتر چہارم (۱) - ۶) اور اس کو بیع کا حق نہ تھا۔ بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی اقرار نہ ہوا ہو۔ اس لئے کبھی خاص طور پر یہ اقرار کیا جاتا تھا کہ (الف) دائن فروخت کرسکتا ہے اور اوس صورت میں وہ مدیون کے کارندہ کی طرح ملکیت منتقل کرسکتا ہے[1]۔ اور جو رقم فاضل بچ جائے وہ مدیون کو دیدیجائے یا (ب) کہ بربناء (لیکس کمیسوریا Lex Commissoria جائداد یعنی اس کی ملکیت) دائن کی ہوجائے۔ اگر زر قرضہ بروقت ادا نہ ہو۔ اس قسم کی کفالت میں ایک عیب یہ بھی تھا کہ گو بعض اشیا اس طریقہ سے رہن ہوسکتی تھیں (جیسے اراضی مفصلاتی) جن کا رہن بیع بالوفا (فائیڈوکیا Fiducia) سے ہو نہیں سکتا تھا تاہم کسی ایسی چیز کو کفالتاً دینا جو ناقابل حوالگی مادی ہو ہنوز ناممکن تھا اور اسی چیز کو دو مختلف اشخاص کے پاس رہن کرنا بھی اتنا ہی ناممکن تھا (ایک سے زاید اشخاص ایک ہی چیز پر ایک ہی حق پر وقت واحد میں بلا اشتراک قبضہ نہیں کرسکتے۔ اس طریقۂ رہن میں جو حق دائن کو حاصل ہوجاتا ہے اسکو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک مشروط حق بہ جائداد دیگر ہے۔ حق کے صحیح مفہوم میں وہ حق حق بالتعمیم (ان رم In rem) نہیں ہے کیونکہ اشخاص ثالث کے مقابل میں وہ نالش بالتعمیم (ایکٹیو ان رم Actio in rem) نہیں کرسکتا تھا بلکہ اسکو قانونی قبضہ اور معمولی احکام امتناعی (انٹرڈکٹس Interdicts) حاصل تھے۔

رہن بلا قبض۔ (ہائی پاتھیکا Hypotheca) (جو طریقہ اقرار مخترعہ پریٹر (پیاکٹم پریٹوریم Pactum praetorium[2]) یہ مشابہ ہے Lieu سے (یعنی حق کفالت عام سے)۔ رہن کی وہ شکل تھی جسکا انحصار فقط اقرار پر تھا اور جس سے دائن کو نہ ملکیت (ڈومینیم Dominium) ملتی تھی اور نہ قبضہ۔ یہ طریقہ اول اول مالک زمین اور آسامی کے درمیان رائج رہا (کہ اس ذریعہ سے آخر الذکر اپنی جائداد اور پیداوار رہن کرکے کرایہ کی سبیل کرتا تھا) مگر بعد میں تمام صورتوں میں اسکا رواج ہوگیا۔ اس شکل کا جزو اصلی یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو دائن بذریعہ احکام

---

[1] یہ ایک ایسے شخص کی مثال ہے جو مالک (ڈامی نس Dominus) نہ ہونے پر بھی منتقل کرسکتا تھا۔

[2] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۰۹ -

وا ورسی خاص مدیون سے جائداد لے سکتا اور اشخاص ثالث کے مقابل میں نالش بالتعمیم (ایکشیوان رم actio in rem ) کر کے اپنے حقوق قائم کرسکتا ہے اور اسکو حق بیع بھی حاصل ہوتا تھا۔ اشکال قدیم کے برعکس رہن بلاقبض (ہائی پاتھیکا Hypotheca) میں خاص فائدے یہ تھے:-

(الف) کہ جائداد قرض گیرندہ کے قبضہ میں رہتی تھی مگر قرض دہندہ کے حقوق مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے تھے۔

(ب) کئی اور اشیا بھی رہن ہوسکتی تھیں۔ مثلاً غلام کا بچہ جو ہنوز پیدا نہ ہوا ہو۔

(ج) حق کفالت عام پیدا کیا جاسکتا تھا (یعنی کسی دوسرے شخص کے تھوڑے مال پر) اور کبھی یہ حق قانوناً معنوی ہوتا تھا (یعنی گو کہ اس کے متعلق صریح اقرار نہ ہوا ہو) " مثلاً جیسے کہ نابالغ کو اوسکے ولی کے مال پر ہوتا تھا اور جیسے کہ زوجہ کو اپنے جہیز کی بابت اپنے جہیز پر ہو) ایسا حق کفالت کسی مکان کے مالک کو بھی ضمناً حاصل تھا۔ جسکو کرایہ وصول کرنے کے لئے اشیاء فرنیچر (ان وکٹا ایٹ ایلاٹا Invecta et illata) پر حق رہن بلاقبض ہے۔ یا ضمناً حق کفالت عام (ٹیاسیٹا ہائی پاتھیکا Tacita hypotheca) حاصل ہوتا تھا۔ اور اسی طرح کا حق کفالت کھیت کے مالک کو بھی اسامی کی پیداوار پر حاصل تھا۔ مگر کفالت پیدا کرنیکے اس طریقہ سے قرض گیرندہ کیلئے فریب دینا بہ نسبت قدیم طریقہ (پگنس کم فائیڈوکیا Pignus cum fiducia) کی نسبت کہیں زیادہ آسان ہوگیا اور یہی اعتراض رہن بالقبض (پگنس پراپر Pignus proper) پر بھی برابر صادق آتا ہے۔

چونکہ رہن بلاقبض کئی طرح سے بہتر تھا اس لئے اسکے قواعد بتدریج اس قسم کی کفالت میں استعمال ہونے لگے جسٹینین کے زمانہ میں رہن بیع بالوفا کا رواج کلیتاً نابود ہوچکا تھا اور رہن بالقبض اور رہن بلاقبض سے جو تعلق پیدا ہوتا تھا وہ بالکل ایک ہی طرح کا تھا الا اس امر کے کہ اول الذکر میں قبضہ منتقل ہوتا تھا مگر آخر الذکر میں حق قرض گیرندہ کو

له اس طرح دائن کو اشیاء غیر شخص کے متعلق حق بیع حاصل تھا۔

حاصل رہتا تھا۔ اپنے حقوق کے نافذ کرنیکے واسطے قرض گیرندہ کو نالش (ایکٹیو پگنرے ٹیکیا Actio pigneraticia تھا اور قرض دہندہ کو (۱) جائداد پر قبضہ حاصل کرنیکے لئے احکام واد رسی خاص (سالویانم Salvianum) اور کوے سا سالویانم Quasi Salvianum) اور (۲) قانوناً کفالت کی تعمیل کرانیکے لئے نالش (کوئے سا سرویانا Quasi-Serviana اور (ایکٹیو سرویانا Actio serviana) حاصل تھے۔ احکام امتناعی (سیابیانم Serviana) اور نالش (سرویانم Salvianum) کو زمیندار ان پر استعمال کرسکتے تھے اور احکام امتناعی ہمشکل (Salvianum) اور نالش ہمشکل (سرویانا Serviana) سے کسی بھی قسم کا دوا نا استفادہ حاصل کرسکتا تھا (الپین Ulpian) کا زمانہ آنے تک ہر قسم کے رہن سے حق بیع معنوی طور پر حاصل ہوجاتا تھا (یعنی اقرار پر مبنی ہونیکی ضرورت نہیں تھی) اور جسٹینین کے زمانہ میں اس حق کا استعمال ذیل کے شرائط کے ساتھ ہوتا تھا۔

(الف) بشرطیکہ یوم مقررہ گزرچکا ہو۔ واپسی رقم کی بابت نوٹس دی گئی ہو۔ اور اسکے بعد دو سال تک زر قرضہ ادا نہ ہوا ہو۔

اور (ب) نیلام نیک نیتی سے ہو اور اس میں کوئی شریک معاملہ بولی نہ بولے جو کچھ رقم فاضل نکلے وہ قرض گیرندہ کا مال تھا۔ اب یہ بات قابل ذکر رہ گئی کہ قدیم قانون (کمیسوریا Commaisoria) جو بیعات سے متعلق تھا اور جسکی رو سے بروقت ادائی نہ کرنے سے قرض گیرندہ کا حق انفکاک زائل ہوجاتا تھا (قسطنطین Constantine) نے تمام منسوخ کردیا مگر جسٹینین نے اوسکو ترمیمہ شکل میں دوبارہ نافذ کیا یعنی جہاں کہ بیع ناممکن ہو۔

## نوٹ (۵)

## ملکیت اور قبضہ

**ملکیت** ملکیت (dominium) سے مراد ایک حق بلا شرکت غیری ہے جو کسی معین شے کے اختیار سے متعلق ہو۔ اس حق پر جو صرف ایک قید عاید کی گئی ہے

وہ از روئے مقولہ ذیل ہے :-

"تم اپنی" ذاتی چیز کو اس طرح استعمال کرو کہ اُس سے دوسرے کی چیز کو نقصان نہ پہنچے " مثلاً کسی[1] گھوڑے کا مالک اوسکو ہر ممکن طریقہ سے استعمال کرسکتا ہے اور اسکو بیچ سکتا ہے یا بخش دے سکتا ہے اگر صورت انتقال سے قطع نظر کر لیا جائے تو اسکا حق ملکیت کبھی ختم نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ مر بھی جائے تو گھوڑا اوس شخص کو ملیگا جسکے لئے وہ وصیتاً چھوڑے گا۔ بلا وصیت مرنیکی صورت میں اوس کے اقربا کو ملیگا۔ مگر ان حقوق کو ناجائز طریقہ سے استعمال نہ کرنا چاہئے۔ اور ملکیت اس کیلئے عذر معقول نہیں ہوسکتی۔ اگر مالک قصداً یا غفلت سے اپنے گھوڑے پر اس طرح سواری کرے کہ اوس سے دوسرے کو صدمہ یا نقصان پہنچے -

رومی قانون ملکیت میں صرف ایک ہی قسم کی ملکیت تسلیم کیجاتی تھی جس کو قانون ملکیت کہتے تھے (یعنی ملکیت از روئے قانون ملک Dominium ex jure Quiritium) اور اس قسم کی ملکیت صرف رومیون کو حاصل ہوتی تھی جو کہ ایسی اشیا کو جو کہ ملکیت کے قابل ہوتے تھے کسی مناسب طریقہ منتقلی سے حاصل کرتے تھے (مثلاً اگر وہ شے قابل بیع و فروخت ہو تو بذریعہ بیع۔ (Mancipatic) یا دست برداری بہ منزل قانونی۔ (In jure cessio)

چونکہ منقولاتی اراضی ملکیت قانونی (Quiritary ownership) پر اس قسم کی ملکیت کا حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور اکثر غیر ملکی[2] : (Peregrini) از روئے قانون ملک (Juri Civile) کسی قسم کی ملکیت حاصل نہ کرسکتے تھے۔ اس لئے گو کہ پریٹر ایسی صورتوں میں ملکیت عطا نہیں کرسکتا تھا۔ مگر اس نے آخر کار یہ کیا کہ جہاں اراضی منقولاتی کسی ملکی یا غیر ملکی کے قبضہ میں ہو اور جہاں کسی غیر ملکی کو کسی قسم کے جائداد پر قبضہ حاصل ہو تو اس قسم کے قبضوں کی اعانت و صیانت از روئے نالشات اکو مٹی

---

[1] مگر اس میں انتقال بلا ارادہ شامل ہے جو دیوالیہ ہونیکے باعث کیا جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں جب داین گھوڑا لے لے تو یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اوس جائداد کے بدل دیا گیا جو مالک نے قرض کے طور پر لیا۔

[2] یعنی تمام غیر ملکی بجز ان غیر ملکیوں کے جن کو خاص طور پر حق تجارت دیا گیا تھا۔

شروع کی اور قبضہ کو اس طرح سے ملکیت سے متمائز کر کے اسکی حفاظت کرنیکا اصول
قوانین ممالک سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس لئے دوران زمانہ میں اس قسم کا قبضہ
(Dominium ex jure jeutineuc ملکیت بر بنائے قانون ممالک) کے نام سے
موسوم ہو گیا۔

یہی نہیں بلکہ (پریٹر Praetor) کے اثر سے ملکیت کی تیسری نوع نے بھی نشو ونما
پائی یعنی ملکیت بر بنائے اصول اکویٹی (Bonitary dominium) یا (In bonis)
بیان متذکرہ صدر کے بموجب اگر کوئی شخص کسی شئے قابل خرید وفروخت Res mancipi
کو محض بطریق حوالگی (ٹراڈیشیو Traditio) حاصل کرے تو از روئے قانون ملک
اسکو ملکیت نہیں حاصل ہوتی تھی اور اس لئے اگر وہ جائداد زیر بحث اسکے قبضہ سے
نکل جائے تو اس کی بابت دعوے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ باوجود انتقال حق ملکیت بر بنائے
قانون ملک : (Dominium Ex jure quiritium) اسکے مالک کو حق قانونی
باقی رہتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر انتقال کا انحصار نیک نیتی (Bona fides)
پر ہو اور کوئی وجہ معقول (Justa causa) بھی موجود ہو تو مدت مقررہ تک بلافصل وفصیل
قابض رہنے کے بعد بر بناء حق قدامت (usucapio) لازماً قانونی Quiritary
مالک بن جاتا لیکن اسکو اس طرح کی ملکیت حاصل ہونے تک پریٹر Praetor
اسکی اعانت کرتا تھا۔ اگر مالک سابق جو مالک بر بناء قانون ملک (Dominus
Ex jure quiritum) تھا اپنی چیز کی بازیافت کی نالش کرتا تو انتقال کیلئے
وجہ معقول (Justa causa) ہونیکی صورت میں منتقل الیہ کو (پریٹر Praetor)
اجازت دیتا کہ عذرداری پیش کرے مثلاً اگر انتقال بر بنائے بیع ہوا تھا تو وہ
(Exceptio reivenditae et traditiae) یعنی عذرداری بر بناء بیع (Vendita
مبنی بر حوالگی (Traditio) پیش کر کے مالک بر بناء قانون ملک کو شکست دیتا۔
ایسے شخص کی ملکیت کو ایسی حالتوں میں محض حق قانونی (Nudum jus quiritium)
کہتے تھے جو منتقل الیہ ملکیت بر بناء اصول اکوٹی سے تھا۔ اور علاوہ بریں مدت قدامت قبضہ
(Usucapio) ختم ہونے سے پہلے ہی پریٹر (Praetor) منتقل الیہ کو نالش
(Actio Publiciana in rem) پیش کرنیکا اختیار دیتا تھا جسکے ذریعہ صحیح طور پر

مالک کے باوجود کسی شخص ثالث پر دعوے کرسکتا تھا۔ جسکے ہاتھ جائداد منتقل ہوگئی ہو۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ جب وجہ (Jus honororium) کا نشو ونما کامل ہوگیا تو بیع نقد (Mancipatio) دست برداری بمنزل قانونی (In juri cessio) کی پیچیدہ کارروائیوں کا رواج اوٹھ گیا ہوگا اور (Justinian) کا ملکیت قانون (Quiritary) کو باضابطہ منسوخ کرنا یہ گویا تحصیل حاصل تھا۔ اسکے زمانہ میں تمام زمین عملاً اراضی مفصلاتی اور شہنشاہیت کا حُرمدنی ہونیکے باعث ملکیت فقط ایک قسم کی رہ گئی تھی یعنی وہ جسکی بنا قانون (پریٹر Praetor) پر ہر شخص اور ہر قسم کی جائداد کے لئے کارآمد تھی۔

اس حق کی شکلیں یعنی حق بر جائداد غیر (Juri in re aliena) جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے حق استفادہ (Servitudes) پٹہ استمراری (Emphy tensis) پٹہ تعمیر (Superficies) رہن بالقبض (Pignus) ہیں۔ جس شخص کو اوسکے ہمسایہ کی جائداد کی نسبت کوئی حق حاصل ہو (مثلاً کوئی حق استفادہ (Servitude)) تو وہ اپنے حق کی حد تک اوس جائداد کا مستقل مالک ہوتا ہے۔ اور نالشِ بالتعمیمی[1] (Actio in rem) کے ذریعہ اپنا حق قائم کرسکتا ہے (یعنی ایک نالش متعلق جائداد غیر منقولہ کے ذریعہ جو اسکو تمام دنیا کے مقابل میں کارآمد ہے) اور یہ نالش برخلاف اوس نالش کے ہے جو کہ مبنی بر نالش بالتخصیص (Actio in personam) ہے۔ اور نالش آخر الذکر کسی شخص خاص کے مقابل میں ہوتی ہے جسکی جائداد کے متعلق ایسا حق حاصل ہو۔ ایسا شخص جسکو پٹہ طویل میعاد کے لئے حاصل ہو۔ (یعنی پٹہ دار استمراری (Emphytenta) اور پٹہ داران تعمیر (Superficiarins)) گو وہ مالک نہیں ہیں[2]۔ تاہم پٹہ کی مدت تک حق حفاظت نہ صرف مالک (reversioner) کے خدمت (بالتخصیص: In personam) بلکہ تمام دنیا کے مقابل میں (Utilio rei vindicatio)[3] حاصل ہے۔ جب طریقہ بیع بالوفا Mancipatio Cum fiducia

---

[1] (Actio confessoria in rem)

[2] ٹھیکہ دہندہ یا وارث مابعد مالک ہوتا ہے۔

[3] (Super ficiarins) کو خاص طور سے احکام امتناعی نسبت تعمیر (interdictum)

سے کوئی رہن بالقبض ( Pignus ) ہوتا تو مرتہن ( مرتہن دائن Creditor
pignoris ) مالک ہوجاتا۔ گر امانت ( Fiducia ) کی شرط کے ساتھ رہن بالقبض
( Pignus ) اور رہن بلا قبضہ ( Hypotheca ) کی اشکال مابعد میں جب کہ
ملکیت راہن کو حاصل رہتی تھی گو دائن کو فقط حق بہ جائداد غیر ( Re aliena )
(یعنی راہن کی جائداد میں ) حاصل ہوتا تھا تاہم جس حد تک اسکی کفالت کی
ضمانت کے لئے ضروری ہوتا ( احکام امتناعی اور نالش ) اسکو وہ چارہ کار
دئے جاتے تھے جو مالک کو دئے جاتے تھے۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ
اگرچہ یہ حقوق بہ جائداد غیر سے ( Re aliena ) بہ منزلہ ملکیت نہ تھے تاہم انکی
اعانت ایسی ہی کیجاتی تھی جیسی کہ ملکیت کی۔

قبضہ۔ جیساکہ امور متذکرۂ صدر سے واضح ہوسکتا ہے گو ملکیت اور قبضہ
دوش بدوش قائم ہوں (یعنی وہ ایک ہی شخص کو حاصل ہوں) تاہم کسی طرح
یہ لازمی نہیں کہ ہمیشہ صورت یہی ہو۔ مالک کو مالک کی حیثیت سے حق قبضہ
( Jus possidendi ) حاصل ہے اور اگر اسکی جائداد سے درحقیقت وہی متمتع
ہوتا ہو تو اوسکو قبضۂ واقعی بھی حاصل ہے۔ اگر واقعتاً قبضہ ابن العایلہ یا
اوسکے مملوک یا پٹہ دار کو حاصل ہو تو ملکیت اور قبضہ دو مختلف اشخاص میں قائم
ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس کوئی شخص بھی قابض بلا ملکیت ہو سکتا ہے اور
(پٹہ دار استمراری Emphyteuta کی طرح ) قبضہ کی صیانت ملکیت کی طور پر
کیجاسکتی ہے ( جس صورت میں قابض کو قبضہ سے بیدخل ہونیکا Jus possessionis
حاصل ہوتا ہے۔) یا اسکی ضمانت کی ہی نہیں کیجاسکتی۔ (مثلاً ابن العایلہ کی صورت میں)
قبضہ بہ نفسہ کے دو عناصر ہیں۔ یعنی ملکیت کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے
(الف ) Corpus ) یعنی قبضہ مادّی۔ یا قبضہ واقعی ( Defacto possession )
(جسکو بعض اوقات ( حراست Detentio ) یا قبضہ نفس الامری بھی کہتے تھے۔ اور
(ب ) جزو ذہنی ( Animus یعنی تمام دنیا کے مقابل میں کسی چیز کو اپنے پاس

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ ( de superficie ) بھی دئے گئے تھے ۔

رکھنے کی نیت بلا لحاظ اس امر کے کہ آیا اس کو ایسا حق ہے کہ نہیں یعنی لازمی طور پر قبضہ مالک کی حیثیت سے نہیں ( Juss possidendi ) اور اس قسم کے قبضہ کی (یعنی جو مالک کے قبضہ مالکانہ سے جدا تھا) صیانت روما بھی بذریعہ احکام امتناعی ( Possessio ad interdictum ) کیجاتی تھی۔ مگر صرف ذیل کی صورتوں میں :-

(۱) جہاں قبضہ ایسے شخص کا جسکو حق بجائداد غیرہ ( Jus in re aliena ) حاصل ہو اور اس لئے اس کے حق کی حد تک اسکی نیت ملکیت ( Domini ) رکھنا ہو تو ایسے قبضہ کی اعانت کے لئے حق نالش نسبت اشیا غیر منقولہ اور احکام امتناعی دونوں حاصل تھے۔ (دیکھو بیان ماسبق)

(۲) کسی شخص نے ناجائز طور پر یا بلا استحقاق جائداد حاصل کی ہو (جیسا کہ سارق) اور اسکی نیت مالکانہ رکھتا ہو (یعنی اسکو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہو) اسکو صحیح قبضہ (یعنی مادہ اور نیت کی ہیئت Corpus aud animus ) حاصل ہے اور اس طرح اس کو احکام امتناعی ( Interdict ) کا حق حاصل ہو سکتا تھا جسکو رومی اصطلاح میں قانونی قبضہ کہتے تھے (یعنی جز مادی اور جز ذہنی حاصل ہو سکتے تھے۔ مگر ظاہر ہے کہ اسکا قبضہ اصلی مالک کے مقابلہ میں نہیں رہ سکتا تھا۔

(۳) وہ شخص جسکے پاس شرط کا روپیہ تا تصفیہ شرط جمع رہتا تھا اور وہ شخص جسکے (عدل) پاس متنازعین شے متنازعہ فیہ امانتاً رکھاتے تھے۔ ان دونوں کی حفاظت کے لئے احکام امتناعی ( Interdict ) موجود تھے۔ چونکہ ( Sequesta ) وہ شخص تھا جسکے پاس متنازعین شے متنازعہ فیہ کو تا تصفیہ دعویٰ قانونی کہ کون اسکا اصلی مالک ہے رکھتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اسکی نیت مالکانہ ( Animus domini ) نہیں ہوتی تھی۔ تاہم قانون نے استثناءً اسکو قبضہ قانونی عطا کیا تھا۔ اور بذریعہ احکام امتناعی ( Interdict ) اس کی صیانت کیجاتی تھی۔ اس شخص کو جسکے پاس شے متنازعہ فیہ جمع ہوتی تھی قبضہ کو قانوناً تسلیم کرنیکی وجہ یہ تھی کہ بہ صورت ثانی اس مال متنازعہ کو کسی ایک فریق دعوے کے پاس دینا ہوتا اور ایسی حالت میں ممکن تھا کہ وہ فریق بذریعہ حق قدامت ( Usucapion ) تصفیہ نزاع سے پہلے اس مال پر قطعی ملکیت حاصل کرلیتا۔ آخراً

۴۔ آسامی تا مرضی مالک (Precario Lenons) وہ شخص تھا جسکو کسی چیز کے قبضہ کی اجازت ایسا شخص دیتا تھا جو کہ اصلی مالک تھا یا جسکو مالک ہونیکا دعویٰ تھا ایسے آسامی کا قبضہ بھی استثناءً قانونی متصور ہوتا تھا۔ اور جسکی حمایت بذریعہ احکام امتناعی (Interdict) کیجاتی تھی[1]۔ اشخاص متذکرہ صدر کے علاوہ کسی قابض[2] قبضہ ماخوذہ یا محصلہ کو[3] احکام امتناعی (Interdict) کا حق نہ تھا۔ اگر وہ شخص جس سے کہ اس نے قبضہ حاصل کیا ہو اسکا بالادست ہو جیسے کہ ابوالعائلہ (Pater familias) یا آقا ہو تو قابض کو شے مقبوضہ میں کوئی قانونی حقوق حاصل نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ قبضہ نیابتی ہوتا تھا۔ اگر قابض قبضہ ماخوذہ یا محصلہ کو قبضہ بر بنائے معاہدہ ملا ہو مثلاً اس نے کرایہ پر لیا ہو (اجارہ (Locatio-conductio) تو دوسرے فریق متعاہد کے مقابل میں زیادہ سے زیادہ اسکا حق بالتخصیص Jus in personam ہوتا تھا۔ اشخاص ثالث کے مقابل میں حق بالتعمیم (Jus in rem) کبھی حاصل نہیں ہوتا تھا۔ باستثنائے صور تہائے (۱) (۳) اور ۴۔

ایک حد تک حق بر بنائے قبضہ یا بیدخل کئے جانیکے حق (ایسا قبضہ جو ملکیت سے معرّا ہو) کی اعانت اصول حق قدامت قبضہ کے عمل سے کیجاتی تھی۔ اور ایسے قبضہ کو (Possessio ad usu capionam) کہتے تھے۔ یعنی قبضہ بر بنائے حق قدامت۔ لیکن جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے تقریباً تمام صورتوں میں وہ قابض جسکے لئے حق قدامت قبضہ حاصل کرنا ممکن ہو مالک بھی ہوتا تھا مگر یہ کہ اس کی ملکیت میں کسی قسم کا محض اصطلاحی نقص ہوتا تھا۔ اس لئے ایسی صورت میں قدامت قبضہ کا محل بہت ہی محدود ہوتا تھا۔ یعنی صرف نقص رفع کر دیا جاتا تھا۔ گر قبضہ کی واقعی حمایت (Praescription) (سقوط حق ارجاع نالش بوجہ امتداد زمانہ) کے قانون سے کیجاتی تھی یعنی اس مدت پر قید لگا دینے سے جس کے اندر نالشات رجوع ہونی چاہیں

[1] دیکھو (Sohm) صفحہ ۳۵۴۔

[2] یعنی (۱) (۳) اور (۴)

[3] یعنی ایسے اشخاص جنکو اصلی مالک کے ساتھ کسی معاملہ صریح یا معنوی سے قبضہ ملا ہو۔

قبضہ کی بہ نفسہٖ اعانت حقیقی طور پر ممکن تھی۔ اگر کوئی اصلی مالک (اس کے دعویٰ پر تمادی عارض ہونیکے باعث) اپنا حق قبضہ (Jus Possidendi) رجوع نہیں کرسکتا۔ تو قابض محض کا استحقاق تمام عملی اغراض کے لئے ملکیت کے مساوی ہوتا تھا کیونکہ جب مالک ہی کے نالش پر تمادی اس طرح عارض ہوگئی فریق ثالث بھی اس مقولہ کے بنا پر محروم کردئے جاتے تھے کہ "اشخاص غیر کے مقابل میں قبضہ ناقص نفع بخش ہے"[1]۔

---

[1] قبضہ کی جو حفاظت وہ صیانت ملکیت سے جداگانہ کیجاتی تھی اسکی ابتدائی وجہ سے متعلق نظریئے میں انکی بحث کے لئے دیکھو (Moyle) صفحہ ۳۳۸ تا ۳۴۰ ۔

# حصّہ دوم

## دفعہ ۴۳ ۔ خلافت مجموعی ۔

خلافت مجموعی سے جو خلافت انفرادی کی ضد ہے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو جسے یہ حق حاصل ہے اشیا منفردا نہیں ملتیں چاہے وہ مادی ہوں جیسے غلام یا غیر مادی جیسے حق استفادہ، بلکہ اس کو حقوق اور ذمہ داریوں کا مجموعہ حاصل ہوتا ہے جسکو مجمع حقوق و ذمہ داریاں کہتے ہیں ۔ ایک شخص کی قانونی پوشاک اتر جاتی ہے اور دوسرا اسکو پہن لیتا ہے ۔ یعنی ایک کی حیثیت قانونی دوسرے کو حاصل ہو جاتی ہے ۔ تمثیل سے یہ بیان زیادہ واضح ہوگا ۔ اگر شخص قریب المرگ کی قانونی حیثیت کے متعلق غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوگا کہ اس کی شخصیت مبنی ہے دو امور پر یعنی اس کے حقوق اور ذمہ داریوں پر ۔ ان سے مراد ہر قسم کے حقوق اور ذمہ داریاں ہیں ۔ چنانچہ ایک طرف تو اسکی جائداد یعنی اشیائے منفردا اور اسکے حقوق بہ جائداد وغیرہ ۔ اور ایسے دیون اور دیگر وجوبات وغیرہ جو اسکو حاصل شدنی ہوں اور جنکی تعمیل کروانیکا اس کو حق حاصل ہے اور دوسری طرف ایسے دیون اور وجوبات جنکی ادائی اور تعمیل خود اسکے ذمہ ہو ۔ اگر کسی وقت ان سب امور پر غور کیا جائے تو ان سب کا مجموعہ مجمع حقوق و ذمہ داریاں ہے (جسکا تصور ایک قیاسی شئے قانونی کی طرح کیا جاتا ہے یعنی شئے غیر مادی) جو اسکے وارث یا موصی لہ عمرو کو حاصل ہوگا بجز ان چند حقوق اور وجوبات کے جو زید کی ذات سے اسطرح وابستہ تھے کہ اسکے فوت ہونے سے وہ بالکل نابود ہو گئے ۔ ( Gaius ) کہتا ہے کہ خلافت مجموعی کا وقوع اس وقت ہوتا ہے اگر ہم کسی کے موصی لہ یا وارث (بذریعہ وصیت یا بعدم وصیت) ہنیں یا اگر عطائے قبضہ وراثت بربنائے قواعد اکویٹی کی درخواست کریں یا اگر کسی دیوالیہ کی جائداد خرید کریں یا کسی خود مختار شخص کو متبنی بنائیں یا کسی عورت سے بہ حصول اختیار زوج In manum از دواج کریں[1] ۔ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ مجمع حقوق و ذمہ داریاں منتقل ہو جاتا تھا

[1] دیکھو ( Gaius ) کتاب دوم فقرہ ۹۸ ۔

خواہ عورت سے ازدواج حقیقی ہوا ہو یا محض فرضی طور سے بطریقہ اماتی بیع زوجہ بحق شوہر: (Gaius Co-emptio fiduciae causa) کے زمانہ میں ایک اور قسم کی خلافت مجموعی تھی اگرچیکہ وہ اس موقع پر اس کا ذکر نہیں کرتا ہے یعنی وارث کی دست برداری از ترکہ بمنزل قانونی ;(injure cessio hereditatis)
(Justinian) نے ایک (Marcus Aurelins) کہتا ہے کہ نئے قسم کی خلافت مجموعی: (successio per universitatem) کو رواج دیا یعنی عدالت کا کسی مملوک کو بہ بنائے عتق تدبیری جائداد یا مال عطا کرنا (addictio bonorum libertatis causa) Justinian یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ قدیم طریقہ خلافت مجموعی جو بہ اتباع S.C. Clandianum رائج تھا متروک ہو چکا تھا۔

خلافت مجموعی کی تمام شکلوں پر ذیل کے سلسلہ میں ذکر کیا جائیگا۔

(۱) خلافت بذریعہ وصیت یا وصیت۔ Testate succession
(۲) خلافت بعدم وصیت یا وراثت۔ Intestate succession
(۳) قبضہ ورثہ یا ترکہ بربنائے قوائد نصفت۔ Bonorum possessio
(۴) عدالت کا کسی مملوک کو بہ بنائے عتق تدبیری جائداد یا مال عطا کرنا۔ Addictio bonorum libertatis causa
(۵) دست برداری از ترکہ بمنزل قانونی In jure cessio hereditatis
(۶) (الف) دیوالہ Bankruptcy
(ب) تبنیت خود مختار ازدواج اور بیع زوجہ بحق شوہر Arrogation, marriage, and co-emption
(ج) قانون موضوعہ سنات بہ زمانہ قلادینوم The S.C. Claudianum

## ذیلی دفعہ خلافت بذریعہ وصیت

اس عنوان کی تحت میں امور ذیل پر غور کرنیکی ضرورت ہے:-

(الف) (۱) وصیت کس طرح کیجاتی تھی۔

(۲) ضمیمہ وصیت نامہ ۔ Codicil

(ب) مضامین وقواعد وصیت نامجات ۔

(ج) اہلیت الوصیت ۔ Testamenti factio

(د) وصیت کے بے اثر ہونیکا بیان ۔

الف (۱) وصیت کس طرح کیجاتی تھی ۔

اس میں شک نہیں کہ قدیم طریقہ خلافت کا وصیت نامہ کے ذریعہ سے عمل میں نہیں آتا تھا بلکہ بلا وصیت کے ۔ ابتدائی قانون میں انسان کی شخصی حیثیت تسلیم نہیں کیجاتی تھی بلکہ اسکا تعلق مجمع اشخاص سے تھا ۔ عام ازیں کہ وہ جماعت گروہ ہو یا خیل ہو یا قبیلہ ہو یا عائلہ ہو ۔ ابتدائی قانون روما میں ریاست کا دار و مدار خاندان کے تصور پر تھا (ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے قبیلہ کے تصور پر رہا ہو) ۔ ہر ایک خاندان کا سردار اسکا اب العایلہ ہوتا تھا جو (Sir Henry Maine) کی اصطلاح کے بموجب اس چھوٹی جماعت مستند کا نائب تھا اور اسکی جائداد اور کاروبار کا انتظام کرتا تھا ۔ اگرچہ کہ جائداد کا انتظام اس کے سپرد تھا مگر وہ جائداد شخصیہ خاندان کی ملک تھی اور اگر اب العایلہ کو یہ قدرت ہوتی کہ بہ وقت مرگ اس جماعت کی جائداد کو دوسرے خاندان یا گروہ کو دیدے تو یہ فعل نہ فقط تصورات وقت کے متضاد ہوتا بلکہ ابتدائی سوسائٹی کی ترکیب کو تباہ و برباد کر دیتا ۔ مگر بہ قول (Sir Henry Maine) ایک زمانہ آنا چاہیئے جب کہ ان تصورات میں ضعف پیدا ہوا اور جب کہ شخص اپنے خاندان سے الگ ہوکر اپنی انفرادی حیثیت حاصل کرے ۔ چنانچہ اس قدیم تصور میں بہت جلد ترمیم ہوگئی اور جائداد کے متعلق جو تصور تھا کہ اسکی ملکیت خاندان کو حاصل ہے اور اب العایلہ محض اسکا ایک منتظم ہے وہ بدل گیا اور وہ جائداد خود اب العایلہ کی ملک متصور ہونے لگی مگر ساتھ ہی ساتھ خاندان کے بھی چند حقوق اس جائداد پر تسلیم کئے جاتے تھے جن کو اب العایلہ مشکل سے زائل کر سکتا تھا ۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ روما میں وصیت نامہ کی سب سے ابتدائی شکل وہ تھی جس کو انگلستان کی اصطلاح میں منظور شدہ ایکٹ آف پارلیمنٹ

کہنا چاہئے[1] یعنی ابتدا میں ہر سال میں دو بار رومی عوام الناس مجلس عشریہ میں اس غرض سے جمع ہوتے تھے کہ منجملہ دیگر امور کے مدنیوں کے وصیت ناجات کو منظور اور جائز قرار دیا جائے۔ اور اس طرح پر جو وصیت ناجات منظور کئے جاتے تھے ان کو (testamentum calatis comitis)[2] کہتے تھے یعنی وصیت نامہ منظورہ مجلس عشریہ۔

وصیت زبانی کیجاتی تھی اور جب یہ بات ذہن نشین کیجائے کہ ہر وصیت نامہ کا جزو اصلی ان اشخاص کو محروم الارث کرنا تھا[3] جو عدم وصیت کی صورت میں جائداد حاصل کرتے اور یہ امر کہ یہ لوگ بلاشبہہ موجود رہتے تھے اور یہ بھی کہ ازمنہ ابتدائی میں لوگوں کے جذبات جلد مشتعل ہو جاتے تھے تو یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ مجلس عشریہ کے اجلاس میں وصیت کا کیا جانا ایک معمولی بات نہیں بلکہ ایک خاص شکل تھی اور یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ وصیت ایسے وقت میں کیجاتی تھی جب کہ رشتہ داران قریب موجود نہ ہوتے تھے۔ ابتدا میں اس کارروائی کے لئے وصیت کی اصطلاح استعمال کرنا غالباً تسمیہ غلط ہے۔ درحقیقت وہ کارروائی "وصیت" نہ تھی بلکہ بمنزلۂ تبنیت خود مختار تھی۔[3] زید ایک مرد پیر ہے جسکے زیر اختیار کوئی اولاد و احفاد نہیں ہیں (یعنی کوئی ذاتی ولازمی ورثہ نہیں)[4]۔ جب وہ مرجائے تو اسکی جائداد اسکے ہم جدی قانونی رشتہ داروں کو اور اگر ہم جدی قانونی رشتہ دار نہ ہوں تو اسکے اہل قبیلہ کو ملیگی۔ اس لئے وہ عمر کو بذریعہ تبنیت خود مختار ابن العایلہ کی طرح داخل خاندان کرلیتا ہے۔ اسکی وفات پر عمر لازمی طور سے زید کا وارث ذاتی و لازمی بنکر اسکا جانشین ہوتا اور زید کے تمام ہم جدی قانونی رشتہ داروں اور اہل قبیلہ کو محروم کردیتا ہے۔ جو کچھ کارروائی کی گئی وہ وصیتاً قائم مقام کو نامزد کرنیکی نہ تھی بلکہ ایک رشتہ دار کو پیدا کرنا تھا کہ

---

[1] وہ وصیت نامہ جو مجلس (عشریہ) کے اجلاس نے منظور کیا۔ (نوٹ از مترجم)

[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۱۸۰

[3] یہ بات یاد ہوگی کہ تبنیت خود مختار بھی مجلس (عشریہ) میں ہوا کرتی تھی۔

[4] دیکھو (Leage) صفحہ ۱۹۱ -

وفات بہ عدم وصیت پر اسکا وارث ہو۔ از منۂ ابتدائی میں وصیت کی جو دوسری شکل تھی وہ وصیت بہ عرصۂ جنگ (testamentum in procinctu) تھی۔ یہ وصیت عوام الناس کے روبرو زبانی کیجاتی تھی۔ یہ وصیت پارلیمنٹ کے اجلاس میں نہیں ہوتی تھی بلکہ اس وقت جب کہ لوگ فوجی جنگی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ اغلب تو یہ ہے کہ وصیت کی یہ شکل بھی (calatis comitiis) کیطرح محدود العمل تھی۔

کچھ عرصہ کے بعد وصیت کی ایک تیسری شکل پیدا ہوئی جو (Gaius) کی تحریر کے زمانہ میں وصیت کی عام شکل تھی اور جو وصیت کے جدید تصور کے مطابق مخفی بھی ہوتی تھی اور قابل استرداد بھی تھی۔ یہ وصیت مس و میزان کے ذریعہ کی جاتی تھی یعنی بہ طریقہ بیع نقد mancipatio یا بیع فرضی۔

اسکی سب سے ابتدائی شکل میں جو کارروائی کیجاتی تھی وہ حسب ذیل تھی:۔
زید جو قریب المرگ[1] ہے ایک فرضی بدل کے عوض میں اپنی تمام خاندانی جائداد (familia) عمرو کو جو مشتری جائداد خاندانی (familiae emptor) یا قائم مقام ہوتا ہے بیچ دیتا ہے اور عمرو کو اپنی آخری ہدایات (وصیت) کو جو وہ زبانی بیان کرتا ہے پورا کرنیکا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ مثلاً ہبہ بالوصیت کے متعلق[2]۔ اور یہ زبانی ہدایات وصیت کے حصے[3] زبانی یا (nuncupation) کے نام سے موسوم تھے ظاہر ہے کہ اس منزل پر وصیت نہ مخفی ہے اور نہ قابل استرداد۔ اور اس سے بھی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اسکا نفاذ (وصیت زمانۂ جدید کی طرح) زید کی وفات کے بعد نہیں بلکہ اسی وقت ہوتا تھا۔ اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہ ہے کہ عمرو زید کی جائداد خریدتا ہے (اور چونکہ یہ معاملہ بنی ہے تصرف فوری پر جسکا حکم فی الحال نافذ ہوتا ہے) اس لئے اگر زید تندرست ہو جائے تو اسکی گزر بقیۃ العمر عمرو کی فیاضی پر منحصر[4] ہے۔

---

[1] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۲)
[2] جائداد کی وہ خاص خاص مدات جو اقربا اور احبا کو ہدیۃً دیگئی تھیں۔
[3] ہر وصیت کے جو بذریعہ مس و میزان کیجاتی تھی دو متمائز حصے ہوتے تھے ایک بیع (Manco) اور دوسرا زبانی اظہار (nuncupatio)
[4] لیکن مقابلہ کرو (Muirhead) سے صفحہ ۱۶۰۔

ترقی کے زینۂ دوم پر گو وصیت ہنوز علانیہ کیجاتی اور غالباً نا قابل استرداد ہے تاہم اسکا نفاذ زید کی وفات تک نہیں ہوتا اور وفات کے بعد عمرو جو مشتری جائداد خاندانی ہے قائم مقام بنتا ہے اور ان ہدایات کی تعمیل کرتا ہے جو زید یعنی موصی نے ہدیہ بالوصیت اور اسی قسم کے دیگر امور کے متعلق اپنے زبانی اظہار (nuncupatio) ارادہ میں اس کو ذمہ دار گردانا ہے۔ لیکن ( Gaius ) کا زمانہ آنے تک (جب کہ وصیت کی دو ابتدائی قسمیں متروک ہوچکی تھیں) وصیت بطریقۂ بیع نقد میں بڑی تبدیلی واقع ہوگئی تھی ("یقیناً اسوقت اسکا طریقہ سابق سے جدا ہے" دیکھو ( Gaius ) کتاب دوم فقرہ ۱۰۳)۔ مشتری جائداد خاندانی اب قائم مقام نہیں رہا بلکہ صرف تکمیل کارروائی کے لئے شریک کیا جاتا ہے تاکہ فرضی بیع (بیع تلمیح) کی کارروائی ہوسکے۔ حقیقی قائم مقام جس پر ہدیہ بالوصیت کے متعلق ذمہ داری عائد کیجاتی تھی وہ شخص ہوتا تھا جسکو موصی نامزد کرتا تھا اپنی زبان سے یا جیسا کہ تقریباً ہمیشہ واقع ہوتا تھا اپنی تحریری وصیت میں۔ پس ازمنۂ مستندین وصیت بذریعۂ مس و میزان مخفی ہوسکتی تھی اور حقیقت میں اسکا استرداد بھی ہوسکتا تھا اور موصی کی وفات تک اسکا نفاذ نہیں ہوسکتا تھا۔

جیسا کہ ( Gaius ) کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس کی واقعی کارروائی حسب ذیل ہوتی تھی[لہ]۔ بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ پہلے موصی تجربہ کار وکلا سے اپنی وصیت چھوٹے چھوٹے الواح پر مرتب کرا لیتا اور اس میں اپنا وارث نامزد کرتا، جن جن کو ہدیہ دیا ہو انکا ذکر کرتا اور ایسی ہدایات بھی دیتا جن کے دینے کا رواج ہوتا تھا۔ فی زمانہ انگلستان میں یہ وصیت بہ منزلۂ وصیت قانونی تسلیم کیجاتی اگر اس پر موصی کے دستخط بطور اسکی آخری وصیت کے دو گواہوں کے مواجہ میں اور انکے دستخط کے ساتھ ہوجاتے۔ لیکن روما میں جو دستاویز اسطرح مرتب ہوا سے وصیت نامہ کی حیثیت سے باطل سمجھا جاتا۔ وصیت نامہ کو بااثر یعنی اسکو قانونی وصیت نامہ بنانیکے واسطے بیع نقد ( mancq ) کی تمام رسوم مناسب ضابطہ کے ساتھ ادا کرنی پڑتی تھیں۔ بنائً علیہ الواح تیار ہو چکنے پر لازم تھا کہ موصی پانچ بالغ رومنی مدنیوں ایک میزان بردار اور کسی ایک دوست (بکر) کو مشتری

---

لہ دیکھو ( Gaius ) کتاب دوم فقرہ ۱۰۴۔

جائداد خاندان کا کام انجام دینے کیلئے بلائے۔ اس کے بعد کارروائی اس
ترتیب[1] سے ہوتی کہ زید اپنی جائداد خاندانی بکر[2] کو جو مشتری جائداد خاندان ہے
بیچتا۔ بکر اپنے ہاتھ میں تانبے کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے زید سے یہ کہتا۔ "اس
تانبے کے ٹکڑے اور اس برنجی میزان[3] کے ذریعہ خرید کرنیکے باعث تمہاری جائداد
میری ہونے دو (مگر فقط تمہارے قائم مقام کے ایک امانت دار کی حیثیت سے)
تاکہ تم قانوناً اپنی وصیت قانون موضوعہ[4] کے بموجب کرسکو"۔ اس کے بعد بکر
اس تانبے کے ٹکڑے سے ترازو کو چھوتا اور اسکو زید کے حوالہ کر دیتا ہے کیونکہ
یہی فرضی زرثمن[5] ہے۔ اسکے بعد جائداد خاندانی یعنی زید کی جائداد کی فرضی بیع
ختم ہو جاتی ہے۔ اب فقط وصیت کا وہ حصہ رہ جاتا ہے جس میں ارادہ کا
اظہار زبانی کیا جاتا ہے یعنی ان اغراض کا عام اعلان جنکے لئے بکر بحیثیت امین
قابض جائداد ہے۔ اس لئے زید ان الواح کو ہاتھ میں لیکر جن پر وصیت نامہ
لکھا ہوا ہے بیان کرتا ہے "جس طرح کہ ان الواح پر لکھا ہوا ہے اسی طرح میں
اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ یہی میری وصیت ہے اور اے رومیو تم
اسکے گواہ رہو[6]"۔ اس کے بعد معاملہ ختم ہو جاتا اور پھر کبھی بکر کا ذکر ہی نہیں آتا۔
زید کی وفات کے بعد وصیت نامہ تا وقتیکہ اس نے اس کو باضابطہ طور پر مشتہر دیا

---

[1] Dicis gratia

[2] Familia, id est patrimonium

[3] یعنی وہ میزان جو میزان بردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

[4] ٹھیک ٹھیک الفاظ کے لئے دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۴۔ جس قانون موضوعہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ الواح اثنا عشر ہیں۔ اور غالباً وہ حکم یہ ہے "موصی نے ابھی بیع (manco) کی ہے۔ اس بیع کا نتیجہ وہی ہوگا جو ابھی ابھی اپنے زبانی اظہار ارادہ میں بیان کریگا یعنی اسکا وصیت نامہ عام طور پر سنایا جائیگا۔

[5] دیکھو (Gaius) کتاب اول فقرہ ۱۱۹۔

[6] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۴۔

تبدیل نہ کیا ہو (جس صورت میں یہ تمام کارروائی ازسرنو کرنی پڑتی تھی) پیش کیا جاتا اور کھولا جاتا اور جس قائم مقام کا نام اس میں مندرج ہوتا وہی زید کا قانونی قائم مقام قرار دیا جاتا۔ (Mr. Roby) نے اس کارروائی کو ایک عمدہ جملہ میں یوں مجملاً بیان کیا ہے " حاصل کلام (انگریزی قانون کی اصطلاحات میں) یہ بیع اقد (Mancq) تمتعات مندرجۂ وصیت نامہ کے لئے موصی کی کل جائداد کا ایک باضابطہ انتقال ہے اور زبانی اظہار ارادہ تمتعات کا اعلان ہے"[1]

وصیت نامہ پریٹری۔ وصیت بذریعہ مس ومیزان کے متعلق دو امور نہایت نمایاں ہیں۔ اول تو یہ کہ اس کا ضابطہ بعید اصطلاحی اور پیچیدہ ہے۔ قانون کے ہر نظام کا مقتضا یہ ہوتا ہے کہ وصیت کسی قدر ضابطہ کے ساتھ کی جائے جس سے نہ فقط یہ ثابت ہو کہ وصی کا حقیقی ارادہ یہی ہے بلکہ یہ بھی کہ وہ دستاویز درحقیقت اسکا وصیت نامہ ہے اور اس ساری کارروائی کا یہی اصل اصول ہے۔ مگر کسی سمجھ دار آدمی کے اطمینان کیلئے اس خصوص میں ایسے ضابطہ کی ضرورت نہیں ہے جو اتنی تفصیلات پر مشتمل ہوں جتنی کہ مستند زمانہ میں لازمی سمجھی جاتی تھیں۔ بلاشک وشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وصیت نامہ نیت واقعی کا ایک حقیقی اظہار ہے بشرطیکہ وہ قانون انگریزی کی معمولی لوازمات کی پابندی کے ساتھ کیا گیا ہو۔ دوسری یہ بات ہے کہ باوجود ان تمام ضوابط و رسومات کے جو وصیت بذریعہ مس ومیزان کے لئے لازمی تھیں کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا کہ جب وصیت نامہ آخر کار پیش ہوتا تو یہ شناخت ہو سکے کہ یہ وصیت نامہ درحقیقت وہی الواح ہیں جن کو موصی نے تھوڑی دیر کیلئے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ اس دوسرے اعتراض کو رفع کرنیکے لئے یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ پانچ گواہ ایک میزان بردار اور ایک مشتری جائداد خاندان (یعنی کل سات شخص)

[1] دیکھو (Roby) کتاب اول صفحہ ۱۷۸۔ ہبہ بالقبض کے ساتھ مقابلہ کرو تمتعات وصیت نامہ قبل از نفاذ قانون موضوعہ تمتعات (Statute of uses) کا۔

اپنی اپنی مہریں وصیت نامہ پر ثبت کریں جس سے بلاشک وشبہہ دستاویز کی شناخت
ہو جاتی تھی۔ پہلا اعتراض جو کہ غیر ضروری ضوابط کے متعلق ہے وہ بھی تھوڑے سے
عرصہ کے بعد باقی نہ رہا کیونکہ پریٹر کو تجربہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ وصیت نامہ
کا جزو لازمی اس کی شہادت ہے اور باقی دوسری کارروائیاں درحقیقت غیر ضروری
ہیں۔ اس لئے پریٹر نے یہ کیا کہ اگر وصیت نامہ سات گواہوں کی مہروں کے
ساتھ پیش کیا جائے تو قبضہ جائداد یا مال بر بنائے قواعد نصفت حق تمتع وتصرف جائداد
اس شخص کو عطا کرتا تھا جسکا نام درج وصیت نامہ ہوتا (مطابق الواح: secundum
tabulas)۔ ایسے شخص کو پریٹر وارث قرار نہیں دے سکتا تھا ("چونکہ پریٹر وارث
نہیں بنا سکتا ہے")۔ مگر زیادہ سے زیادہ اسکے لئے پریٹر جو کر سکتا تھا وہ یہ تھا کہ
اسکو جائداد کا قبضہ دیکر اسکی حفاظت کرتا تھا اور اسی طرح اگر بیع نقد (manco)
ناقص ہو یا ہوا ہی نہ ہو تو جب بھی وصیت نامہ مہری کے پیش ہونے پر جو شخص اسمیں
قائم مقام قرار دیا گیا ہوتا اوسکو جائداد کا حق تمتع وتصرف دیتا تھا۔ مگر ابتدا میں
اس قبضہ کے معنی قبضۂ کامل وقطعی کے تھے جب کہ بیع نقد (manco) باضابطہ ہوا ہو
اور اس لئے یہ وارث قائم مقام بر بنائے قانون ملک[1] ہوتا تھا کیونکہ اسوقت میں جائداد
کا قبضۂ نصفتی دینا صرف "قانون ملک کو مدد دینے کیلئے تھا" یعنی قائم مقام بر بنائے
قانون ملک کو منجانب پریٹر ایک زاید چارۂ کار حاصل ہوتا تھا اور چونکہ یہ محض امدادی
(Adjuvandi gratia) ہوتا تھا اس لئے اگر بیع نقد (manco) ہوا ہی نہ تھا
یا ناقص ہوتا تو موصی لہ جس نے استدعا کرکے قبضۂ مال بر بنائے قواعد نصفت حاصل
کیا ہو وارث نہ ہوتا۔ صورت میں جو قائم مقام ہوتا اور جو وصیت کو قانوناً غیر درست
قرار دیتا اور قابض مال بر بنائے قواعد نصفت کے مقابل میں نالش ترکہ (hereditatis
petitio) لاتا تو اسکے مقابل میں اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تھا۔ لیکن
(Marcus Aurelius) نے قانون کہ بہ لا اور قبضۂ نصفتی مطابق الواح کو (juris
civilis corrigendi gratia) قرار دیا یعنی قانون حقوق کو صحیح کرنیکی

[1] یا البتہ اسوقت جب کہ وارث بہ عدم وصیت نے قابض وراثت بر بنائے قواعد معدلت کو بے دخل
کرنا پسند نہ کیا ہو مثلاً اس لئے کہ ورثہ بلا منافع (damnosia) تھا۔

غرض سے۔ اگر شہنشاہ کے فرمان کے بعد کوئی باضابطہ وصیت نامہ مہری پیش ہو سکتا جس میں عمرو قائم مقام قرار دیا گیا ہوتا تو زید جو قائم مقام بہ عام وصیت ہی عمرو کو اس کے قبضۂ نصفتی سے جو پریٹر نے اس کو دلایا تھا محروم نہیں کر سکتا تھا باوجودیکہ بیع نقد ( mancp ) ہوا ہی نہ تھا۔ اس لئے عمرو کا قبضۂ نصفتی باقی رہتا اور وراثت کے تمام عملی فوائد بھی اوسے حاصل ہوتے (باوجود اس حقیقت کے کہ وصیت نامہ بہ لحاظ قانون ملک نادرست تھا زید قانونی وارث تھا) کیونکہ عمرو عذر دغا کی بنا پر زید کے دعویٰ وراثت کو باطل کر دے سکتا تھا۔[1]

اس لئے گیئس کے زمانہ میں قانون ملک کے مطابق جو وصیت کیجاتی تھی وہ وصیت بذریعہ مس و میزان ہوتی تھی اور از روئے قانون ملک قائم مقام کی نامزدگی کا یہی ایک طریقہ تھا۔ لیکن وہ وصیت نامہ جس پر سات گواہوں کی مہریں ثبت ہوں از روئے قواعد نصفت جائز تھا اگرچہ جو شخص اس میں قائم مقام نامزد ہوتا تھا وہ فقط قابض نصفتی ہوتا تھا۔ اور چونکہ ایسے قبضہ کی حفاظت حکم امتناعی اور دیگر طریقوں سے بخوبی کیجاتی تھی اس لئے یہ قبضہ تمام اغراض کے لئے درست ہوتا تھا۔

## زمانہ جسٹینین کے وصیت ناجات

جسٹینین کے زمانہ میں وصیت بذریعہ مس و میزان کے عوض وصیت نامہ سہ عنصری ( testamentum tripertitum ) نے رواج پایا۔ اس کو سہ عنصری ( tripertitum ) اس لئے کہا گیا کہ اسکے اصلی عناصر تین تھے۔ یعنی یہ لازمی تھا کہ وصیت وقت واحد میں فعل واحد کے طور پر کیجائے سیاق عبارت سے ایک ہی مجوزی پایا جائے

---

[1] قبضۂ وراثت بر بنائے قواعد معدلت مطابق الواح اس وقت دیا جاتا تھا جب کہ کوئی رسم ضابطہ متروک ہو جاتی تھی۔ فرض کرو کہ ایک عورت نے جسکی عمر قانوناً پوری ہو اور جو زیر ولایت ہو اپنے ولی کی تجویز منظوری کے بغیر وصیت نامہ مرتب کیا جس میں زید کو وارث قرار دیا پس زید کو قبضۂ وراثت بر بنائے قواعد معدلت دے دیا جاتا۔ واضح ہوگا کہ ( Marcus Aurelius ) کے زمانہ کے بعد یہ قبضہ قطعی ہوتا تھا نہ کہ محض مشروطی تاوقتیکہ اسکا ولی جسکی اجازت نہیں لیگئی اس عورت کا والد یا مربی نہ ہو (دیکھو ( Gaius ) کتاب دوم فقرہ ۱۲۱-۱۲۲ -

( uno contextu ) اور سات گواہ حاضر رہیں (قانون ملک کی باقی ماندہ شرط) اور اس پران لوگوں کی سات مہریں ثبت ہوں (پریٹر کے Jus honorarium سے اخذ کیا گیا) اور انکے سات دستخط بھی ہوں[۵۱] (جیساکہ فرمان شہنشاہی میں مندرج تھا یعنی فرمان (تھیوڈوسیس ثانی: Theodosius II) میں۔ جسٹنین کے زمانہ میں وصیت کا یہ معمولی طریقہ تھا مگر اسکے علاوہ اور تین طریقے تھے :-

(الف) وصیت نامہ زبانی ( nuncupative will ) یعنی وہ وصیت کہ جس میں سات گواہوں کی موجودگی میں موصی اپنی آخری ہدایات کا زبانی اظہار کرتا تھا۔

(ب) کوئی وصیت نامہ ضابطہ کے ساتھ شہنشاہ کی سپردگی میں دیا جاسکتا تھا۔( testamentum principioblatum ) یا

(ج) کسی عدالت قانونی کے دفتر میں اس کا داخلہ رکھا جاتا تھا (testamentum apud acta conditum) آخر کی دونوں صورتوں میں سرکاری کارروائی لازمی تھی اس لئے یہ خانگی نہ تھے۔

## الف (۲) تحریرات وصیتی[۵۲] Codicilli

(الف)(۲) تحریرات وصیتی ( codicilli )۔ انگلستان میں ضمیمہ تحریر وصیتی یا ( codicil ) سے مراد وصیت نامہ کا وہ جزو اضافی ہے جو اول الذکر کے بعد مرتب ہوا ہو اور اسی طریقہ سے مرتب ہوا ہو اور جسکو تتمۂ وصیت نامہ کہتے ہیں۔ مگر روما میں ( codicilli ) کو وصیت نامہ سے کسی قسم کا تعلق ہونا ضروری نہ تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی تختیاں ہوتی تھیں جن پر یادداشتیں اور تحریرات لکھی جاتی تھیں۔ جسٹنین کا بیان ہے کہ جب ( Lucius lentulus ) افریقہ میں قریب المرگ تھا تو اس نے ( codicilli ) تحریر کیں (جنکی توثیق اس کے وصیت نامہ سے ہوتی تھی) جن میں

---

۵۱ تحریر ذیلی ( Subscriptiones

۵۲ دیکھو ( Gaius ) کتاب دوم فقرہ ۲۷۰ الف و ۲۷۳۔ اور ( Justinian ) کتاب دوم ۲۵

اس نے اغسٹس سے استدعا کی کہ وہ چند امور کو بطور امانت کے (امانت بذریعہ وصیت
(fidei commissum) اس کے لئے انجام دے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ
اغسٹس کو اس کے جواز کے متعلق شبہہ ہوا کیونکہ وصیت نامہ کا وقت واحد میں مرتب
کیا جانا لازمی تھا۔ اس نے اس خصوص میں ( Trebatius ) سے مشورہ کیا۔
( Trebatius ) نے یہ جانکر کہ اس طریقہ کے جائز ہوجانے سے ہر ایک کی سہولت
ہوگی شہنشاہ کو صلاح دی کہ وہ ( codicils ) کو تسلیم کرلے اور اغسٹس نے اس
کار امانت کو انجام دیا اور اسی طرح ان لوگوں نے بھی کہ جن پر ( Lentulus )
نے امانتیں عائد کی تھیں اور اسکی بیٹی نے ہدایائے بالوصیت کو ادا کیا جنکی ادائی اس پر
قانوناً لازم نہ تھی۔ تحریرات وصیتی کے اس طرح سے تسلیم کئے جانیکے بعد سے
انکا یہ عملدرآمد جسٹینین کے زمانہ تک بھی جاری رہا۔ ابتدا میں انکے لئے کوئی باضابطہ
طریقہ لازمی نہیں تھا مگر ( Theodosius II ) کا زمانہ آنے تک یہ شرط لگادی گئی کہ
وصیت نامہ جات کی طرح ایسی تحریرات وصیتی کے لئے سات گواہوں کی شہادت
ہونی چاہئے۔ جسٹینین نے اس تعداد کو گھٹا کر پانچ کردیا اور یہ بھی حکم دیا کہ
اگر کوئی ( codicil ) بلاکسی ضابطہ کے مرتب ہوا ہو تو ہر وہ شخص جسکو ایسی تحریر
سے کوئی حق دیا گیا ہو نالش کرسکتا ہے لیکن اگر وارث یا قائم مقام نے اس سے
حلفاً انکار کردیا تو اسکو کامیابی نہ ہوگی۔ ( codicil ) وصیت نامہ کے ساتھ
منسلک ہوتی تھی[1] اور اسکو ضمیمہ وصیت نامہ ( codicilli testamentarii ) کہتے تھے۔
اور اگر وصیت نامہ سے اسکی توثیق ہوتی تو اس کو ضمیمہ موثق کہ (codicilli confirmati)
یا نہ ہوتی تو ضمیمہ غیر موثق ( codicilli non confirmati ) کہتے تھے اور بعض اوقات
وصیت نامہ سے اسکا تعلق ہوتا ہی نہ تھا اور ایسی صورت میں اوس کو تحریر وصیتی
بعدم وصیت نامہ (codicilli ab intestato کہتے تھے۔ اسلئے یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ
وصیت ناموں میں فقرہ متعلق ضمیمہ (clausula codicillaris) بڑھا دیا جاتا تھا

[1] جس صورت میں اسکی قسمت کا انحصار وصیت نامہ کی قسمت پر ہوتا تھا یعنی اگر کسی وجہ سے وصیت نامہ ناجائز قرار پائے تو تحریر وصیتی ( codicil ) ناجائز متصور ہوتا تھا۔

جس میں موصی یہ بیان کرتا تھا کہ اگر اسکا وصیت نامہ نافذ نہ ہوسکے تو اس سے یہ تعبیر کرلیجائے کہ وہ استدعاؤں کا ایک سلسلہ ہے جو بذریعۂ تحریرات وصیتی ( codicils ) پیش کیا گیا تھا۔ لیکن کسی وقت بھی یہ ممکن نہ تھا کہ ہر ایک کام ایسی تحریرات کے ذریعہ انجام دیا جائے جو بذریعہ وصیت نامہ انجام دیا جاسکتا تھا۔ ( Gaius ) کے زمانہ میں ان کا خاص استعمال امانت کے عائد کرنے کی غرض سے ہوتا تھا اور ( Gaius ) کہتا ہے کہ اگرچہ بذریعہ ضمیمۂ غیر موثوق، امانت بالوصیت کا نفاذ ہوسکتا تھا مگر ایسی تحریرات سے ہدیہ بالوصیت جائز کرنے کے لئے یہ لازمی تھا کہ ان کی توثیق وصیت نامہ میں ہوی ہو یعنی تاوقتیکہ موصی اپنے وصیت نامہ میں صریحاً یہ بیان نہ کرے کہ جو ہبہ اس نے بذریعۂ ضمیمہ کی ہے قابل تعمیل متصور ہوگا[1] اور گیئس یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ضمیمہ موثق بھی ہو تو اس کے ذریعہ کوئی قائم مقام قرار دیا جاسکتا اور نہ وراثت سے محروم کیا جاسکتا تھا گو کہ یہ نتیجہ اس طرح حاصل کیا جاسکتا کہ ضمیمہ میں اس شخص پر جو کہ وصیت نامہ میں قائم مقام قرار دیا گیا ہو یہ امانت عائد کیجائے کہ وہ ترکہ کلیۃً یا جزءً کسی اور شخص کو منتقل کر دے۔ جسٹینین کے زمانہ میں ضمیمہ موثق وغیر موثق کا امتیاز کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتا تھا اور اسکا بیان ہے کہ جب تحریرات وصیتی ( codicils ) وصیت نامہ سے پیشتر مرتب ہوتیں تو انکی تعمیل فقط اس وقت ہوتی جب کہ انکی توثیق وصیت نامہ میں بطور خاص کیجاتی۔ مگر اسکے ساتھ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ (سیویرس Severus ) اور ( Antoninus ) نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر موصی لہ پر کسی شخص کو کوئی شے دینے کے لئے بذریعہ ( codicils ) کے امانت عائد کیجائے جو کہ وصیت نامہ سے پہلے مرتب ہوی ہوں تو وہ اشیا ان کو حاصل ہوسکتی تھیں بشرطیکہ وصیت نامہ میں اس کے خلاف موصی کی نیت نہ پائی جائے ( Gaius ) نے موصی لہ کے قرار دینے اور دیگر اسی قسم کے امور[2] کے متعلق جو کہا ہے جسٹینین

---

[1] دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۲۷۰ الف

[2] دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۲۷۳ -

اس بیان کی توثیق کرتے ہوئے یہ بھی کہتا ہے کہ از روئے ضمیمہ ( Codicil )
موصی لہ پر کوئی شرط عائد نہیں کیجا سکتی اور نہ کوئی قائم مقام بالراست مقرر ہو سکتا ہے۔[1]

## ب وصیت نامہ کے مضامین اور انکے متعلقہ قواعد

(۱) قواعد بغرض حفاظت وحمایت عائلہ :-

(الف) ( Praeteritio ) (ورثائے گزاشتۂ معطل) یعنی وہ ورثہ جو نہ تو محروم کئے گئے اور نہ وصیت نامہ میں نامزد کئے گئے۔

(ب) فریاد الیسی وصیت کی بنا پر جس میں حقوق تلف ہوئے ہوں (نالش اتلاف حقوق یا حق تلفی) (Querela inofficiosi testamenti)

(الف) ( praeteritio ) :- کسی شخص کے بلا وصیت مرنے پر وہ اشخاص (نسبی ہم جدی ولازمی ورثہ ) ( sui heredes ) اسکے وارث ہوتے تھے جو اسکی وفات کے وقت اس کے زیر اختیار تھے اور جو اسکی وفات سے خود مختار ( sui juris ) ہو جاتے تھے۔ لیکن قدیم تصور یہ تھا کہ جائداد عایلہ کی ملک ہے نہ کہ اب العایلہ کی۔ اور اس تصور کے اثرات ترقی یافتہ قانون میں بھی باقی رہے چنانچہ ( Gaius ) کہتا ہے کہ نسبی وہم جدی ولازمی ورثہ ( sui heredes ) اپنے والدین کی زندگی میں بھی ایک معنی میں مالک جائداد عائلہ متصور ہوتے تھے۔ دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۵۷
اس تصور کی بنا پر روما میں یہ قاعدہ پیدا ہوا کہ موصی کا پہلا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنا قائم مقام مقرر کرے بلکہ اسکا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ ان اشخاص کو محروم الارث کرے جو کہ عدم وصیت میں اس کی جائداد حاصل کرتے یعنی اسکے ورثہ، اگر انھیں اسطرح محروم الارث نہ کیا جاتا تو وہ ورثائے گزاشتہ :( praeteriti ) کہلاتے تھے اور پورا وصیت نامہ کالعدم ہو جاتا اور جائداد ان ورثہ کو بھی مل جاتی جیسے وصیت نامہ نہ ہونیکی صورت میں۔ مگر محروم الارث کرنے پر عورت مجبور نہ تھی کیونکہ اسکے کوئی نسبی ہم جدی ولازمی ورثا ( sui heredes ) ہو نہیں سکتے تھے۔

---

[1] دیکھو ( Leage ) صفحہ ۲۰۰۔

قدیم قانون ملک : ( jus civile ) کے بہ موجب اگر کسی پسر زیر اختیار کو وارث بنانا مقصود نہ ہوتا تو اس کو بہ اظہار نام[1] محروم الارث کرنا ضروری تھا۔ اور اگر اس قاعدہ کی تعمیل نہ کیجاتی تو وصیت نامہ کالعدم ہوجاتا[2]۔ دوسرے نسبی ہم جدی ولازمی ورثہ : (sui heredes) کو بھی (مثلاً بیٹی یا پوتا جب کہ اس کا باپ فوت ہوگیا یا قانوناً نا قابل ہو جیسے کہ آزاد ہوجانے سے) محروم الارث کرنا لازم تھا۔ لیکن ایک عام فقرہ ("بین دیگراں": inter ceteros) کافی تھا مثلاً "یہ سب محروم الارث کئے گئے"۔ اور انکو محروم الارث نہ کرنیکا نتیجہ وہی نہ تھا جو بیٹے کی صورت میں ہوتا تھا۔ اسکا اثر وصیت نامہ کے جواز پر نہ ہوتا[3] بلکہ اہل وصایا کے ساتھ ورثائے گزاشتہ (praeteriti) بھی شریک کئے جاتے تھے اور اصول اضافہ ( accretion ) پر انکے ساتھ خود بھی اپنا حصہ لیتے۔ اگر قائم مقام مقرری : ( Suus ) ہو تو ورثائے گزاشتہ (Praeteriti) اس کے ساتھ برابر کا حصہ لیتے[4] اور اگر اجنبی ہو تو ورثائے گزاشتہ ( praeteriti ) نصف ترکہ کے مستحق ہوتے۔ مثلاً

(۱) اگر زید کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہندہ ہو اور وصیت کی زید نے اپنی پوری جائداد کی اپنے تینوں لڑکوں کے لئے اور وصیت نامہ میں ہندہ کو محروم الارث نہیں کیا تو اصول اضافہ (accretion) کے طریقہ سے ہندہ اس کے ساتھ مساوی حصہ لیگی اور اس طرح اسکو بالکل وہی حصہ ملیگا جو عدم وصیت میں اسکو ملتا یعنی جائداد کا ایک ربع۔

(۲) اگر زید کا کوئی نسبی ( sui heredes ) بجز اسکی لڑکی مسماۃ ہندہ کے نہ ہو اور وصیت کی زید نے اپنی پوری جائداد کی کسی اجنبی عمرو کے لئے اور وصیت نامہ میں

---

[1] "اظہار نام": (nominatim)۔ لیکن اگر نیت واضح ہو تو نام ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں تھی مثلاً جب کہ موصی کا ایک ہی بیٹا ہو (مقابلہ کرو ( Gaius ) کا دفتر دوم فقرہ ۱۲۷ )

[2] (intuliter testabitur) دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۱۲۳ ۔

[3] دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۱۲۳ ۔

[4] جسکو اصطلاح میں ( in virilem ) کہتے تھے (دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۱۲۴

اپنی لڑکی ہندہ کو محروم الارث نہ کیا تو ایسی صورت میں ہندہ کو نصف
اور عمرو کو نصف جائداد ملیگی اور ہندہ کو اس وقت بھی نصف جائداد ملیگی جب کہ
اہل وصایا دو یا دو سے زائد ہوں ۔

پریٹر نے اس قانون میں یہ ترمیم کی کہ اس نے یہ لازمی قرار دیا کہ اگر اولاد ذکور
(مثلاً بیٹے کی طرح پوتے بھی) وصیت نامہ میں قائم مقام نہ قرار دئے گئے ہوں[1]
تو بہ اظہار نام محروم الارث کئے جائیں مگر عورتیں حسب سابق (inter ceteros)
(بین دیگراں) محروم الارث ہوسکتی تھیں ۔ ان ضروری امور کی تکمیل ہونیکی صورت
میں پریٹر وصیت نامہ کو باطل نہیں کرتا تھا بلکہ ورثائے گزاشتہ (praeteriti) کو
قبضہ نصفتی وخلاف الواح (bonorum possessio contra tabulas) عطا کرتا
تھا اور یہ اس طرح کہ موصی لہ نسبی (suus heres) ہو تو بذریعہ قبضہ نصفتی
(bonorum possessie) ورثائے گزاشتہ - praeteriti) اس کے ساتھ
مساوی حصہ لیتے جیسا کہ عدم وصیت کی صورت میں ہوتا ۔ لیکن اگر موصی لہ اجنبی ہو تو
پریٹر ورثائے گزاشتہ (praeteriti) کو قانون ملک سے بھی زیادہ اعانت
دیتا یعنی نہ صرف نصف جائداد کا بلکہ پوری جائداد کا قبضۂ نصفتی bnnorum
possessio) دلا دیتا اور اس طرح اجنبی کو کچھ بھی نہیں ملتا ۔ وہ صرف قانوناً
اور اصطلاحاً قائم مقام رہتا مگر اس کی قائم مقامی بالکل بیکار
ہوتی دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۵ - لیکن
(Marcus Aurelius) نے اس قانون میں یہ ترمیم کی کہ اگر عورتیں اسطرح
محروم الارث نہ کی جائیں تو انکو بذریعہ قبضہ نصفتی (bonorum possessio)
وہی ملنا چاہئے جو ان میں از روئے قانون ملک (jus civile) ملتا یعنی نصف جائداد
بعوض سالم کے ۔

آزاد شدہ اولاد : (emancipated liberi) یہ از روئے قانون ملک
اس شخص کو محروم الارث کرنا غیر ضروری تھا جو اگر آزاد نہ کر دیا گیا ہوتا تو موصی کا جانشین ہوتا

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۹ -

مثلاً زید کے دو بیٹے عمر اور بکر ہیں۔ زید اپنی زندگی میں عمر کو آزاد کر دیتا ہے۔ زید کی وفات پر اسکا تنہا وارث بکر ہوگا۔ عمر وارث (Suusheres) نہیں ہے بلکہ اس سے قبل یعنی آزاد ہونے پر وہ خود مختار ہو چکا تھا۔ اس لئے اسکو قائم مقام قرار دینا یا اسکو محروم الارث کرنا بیکار تھا۔ لیکن پریٹر نے قانون میں یہ ترمیم کی کہ ایسے اشخاص کو بھی اگر ذکور سے ہوں بہ اظہار نام اور اگر اناث سے ہوں تو ایک فقرہ عام (Inter ceteros) سے قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا چاہیے۔

متبنٰی اشخاص۔ (Adoptivi) جب تک پدر متبنٰی کے زیر اختیار تھے انکی وہی حالت تھی جو حقیقی بچوں کی ہوتی تھی۔ اس لئے از روئے قواعد قانون ملک ان کو بھی قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا لازمی تھا۔ اس کے برعکس جب تک وہ اپنے عایلہ جدید کے رکن ہوتے اپنے باپ کے مقابل میں انکی حالت قانونی اجنبیوں کی ہوتی اور اس لئے انکو محروم الارث کرنا لازمی نہ تھا۔ اگر کسی پسر متبنٰی کو اسکا پدر متبنٰی آزاد کر دیتا تو نہ از روئے قانون ملک نہ از روئے قوانین نافذ کردہ حکام (Jus honorarium) پدر متبنٰی کی جائداد میں اسکا کوئی حق ہوتا تھا اور ابتداءً اسکے حقیقی باپ کی جائداد میں بھی حق نہیں تھا۔ لیکن پریٹر نے قانون میں ترمیم کی اور اسکو اس کے حقیقی باپ کی جائداد میں حق قبضہ نصفی عطا کیا اگر اسکے حقیقی باپ نے اسکو محروم الارث نہ کیا ہو دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۳۶ و ۱۳۷)۔

مولود یتیم[1] (Postumi) وہ اشخاص ہیں جو گو بہ تاریخ تحریر وصیت نامہ وارث نہ تھے مگر بعد میں ہو گئے۔ ایسے مولود مابعد (Postumi) کی دو بڑی قسمیں ہیں:۔

(۱) اصلی (Postumi) یعنی موصی کے وہ بیٹے یا بیٹیاں جو تاریخ وصیت کے بعد پیدا ہو کر اس کے ذاتی و لازمی ورثہ (Sui) ہو جاتے تھے۔

(۲) وہ اشخاص جنکی حالت مثل (Postumi) کی ہوتی تھی (Postumorum loco)

---

[1] طالب علم کو صلاح دیجاتی ہے کہ پہلی خواندگی کے وقت اخلاف (Postumi) کی مختلف اقسام کی تفصیل پر عبور حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے۔

مثلاً:-

(الف) وہ شخص جو ازدواج با اختیار شوہر (In manum) یا تبنیت غیر مختار۔ تبنیت خود مختار یا صحیح النسب تسلیم کئے جانے سے زیر اختیار آجاتے تھے۔

(ب) ایسی اولاد جو بوجہ ایسی قرابت کے جو ہم شکل قانونی قرابت ہم جدی کے ہو (Postumi) کی حالت میں آجاتے تھے۔ مثلاً زید کا ایک بیٹا عمر اور عمر کا بیٹا بکر اس کے اختیار میں ہیں۔ چونکہ عمر زید کا وارث ذاتی (Suus heres) ہے اسلئے بربنائے اصول حجب بکر حق وراثت سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر زید کے حین حیات عمر اس کے اختیار سے خارج ہو جائے (جیسے بوجہ مرگ یا آزادی) تو بکر بہ حالت ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری اپنے باپ کا جانشین اور زید کا وارث ہوگا اس لئے بکر کو (Postumi-loco) کہتے ہیں۔

(Praeteritio) کے متعلق قدیم قانون ملک میں جو شرائط تھیں ان میں ان اشخاص کے درمیان جو پہلے سے ذاتی ورثہ (Sui) تھے اور جو وارث ذاتی (Sui) ہو جاتے تھے (Postumi) کوئی امتیاز نہیں تھا لیکن اس وجہ سے کہ (Postumus) لازماً ایک شخص ممیز یا غیر معین (Incerta Persona)[۱] ہوتا تھا اس لئے وہ نہ تو قائم مقام مقرر کیا جا سکتا تھا اور نہ محروم الارث ہو سکتا تھا۔ باوجودیکہ موصی حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے اس قاعدہ کی تعمیل نہیں کر سکتا تھا کہ "(Postumi) اور (Liberi) کو یا تو قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا چاہئے" تاہم اگر کسی شخص کے وصیت نامہ کے مرتب کرنے کے بعد کوئی اس کا (Postumus suus) بن جاتا تو اس کی وصیت باطل ہو جاتی تھی[۲]۔ لیکن یہ بہت جلد ممکن ہو گیا کہ قانون ملک کے بموجب بھی ان بچوں کو (گو وہ اشخاص غیر معین یا ممیز۔

---

[۱] بجز اس پوتے کی صورت کے جو اپنے دادا کی وصیت کی تاریخ سے پہلے پیدا ہو چکا ہو اور اسکا باپ اور دادا دونوں زندہ ہوں۔

[۲] یعنی نہ فقط اس صورت میں کہ (Postumus) بیٹا ہو بلکہ اگر بیٹی یا پوتا بھی ہو۔ یہ قاعدہ کسی قدر اصول منطق کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ محروم الارث نہ کرنے سے وصیت نامہ فقط بیٹے کی صورت میں باطل ہوتا تھا۔

(Incerta persona ہوں) جو موصی کے وفات کے بعد پیدا ہوں قائم مقام یا محروم الارث کیا جاے۔ مگر اسکے بعد بھی اگر وصیت نامہ کے بعد اور موصی کی وفات سے پہلے کوئی شخص موصی کا (Postumus) ہو جائے تو اس نظریہ کی بنا پر کہ موصی نیا وصیت نامہ مرتب کر سکتا ہے اسکی وصیت کالعدم ہو جاتی تھی۔ (Cicero) کے زمانہ میں پریٹر اور فقیہ مسمی (Gallus aquilius) نے اپنے ایک ہدایتی نمونہ کے ذریعہ سے یہ اختراع کی کہ اس نے قانون ملک کے سخت نظریہ میں (Postumi) کے متعلق جو ترمیم متذکرہ صدر ہوئی تھی اسکا اطلاق (Postumi) کی ایک دوسری قسم پر بھی ممکن کر دیا اور اسی وجہ سے یہ قسم (Aquiliana) کے نام سے موسوم ہو گئی۔ اس سے مراد ایسی اولاد اولاد تھی جو اپنے دادا کی وفات کے بعد پیدا ہوئی ہو اور جن کا باپ دادا کی وصیت کے بعد اور دادا کی وفات سے پہلے فوت ہوا ہو۔ اسکے بعد اس خصوص میں قانون (Junia Vellaea) (مصدرہ قریباً ۲۸ء) نافذ ہوا جس نے موصی کو مجاز کر دیا کہ حسب ذیل (Postumi) کو جا ہے قائم مقام قرار دے یا محروم الارث کرے۔

(۱) قسم اول (Postumi Vellacani) یعنی ایسے بچے جو تاریخ وصیت نامہ کے بعد لیکن موصی کے وفات سے پہلے پیدا ہو گئے ہوں یا ایسی اولاد اولاد جو اسطرح پیدا ہو گئے ہوں مگر جن کا باپ انکی ولادت اور موصی کے وفات سے پہلے فوت ہو چکا ہو۔

(۲) قسم دوم Postumi Vellaeani جو وصیت نامہ کی ترمیم کے وقت پیدا ہو چکے ہوں مگر جو ایسی رشتہ داری کی وجہ سے جو ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو وصیت نامہ کی تاریخ کے بعد انکے والد کی وفات کی وجہ سے نسبی و ذاتی و لازمی ورثہ بنتے ہیں[1]۔ اس میں شک نہیں کہ یہ آخر الذکر اشخاص غیر معین یا مبہم (Incerta persona) نہیں تھے مگر اس وجہ سے کہ بتاریخ وصیت نامہ وہ نسبی ورثہ نہیں تھے ابتدا میں یہ ممکن نہ تھا کہ ان کو بہ حیثیت نسبی ورثہ محروم الارث کیا جائے۔ (Salvius Julianus) نے اس اصول کا اطلاق اولادِ اولاد پر بھی ممکن کر دیا جو اپنے باپ کی زندگی میں ترقیم وصیت نامہ کے بعد

---

[1] یا تشریح و توضیح مابعد کی رو سے اگر انکا باپ (مثلاً بوجہ آزادی) رکن خاندان یا عائلہ نہ ہو۔

پیدا ہوئے ہوں اور جو ایسی قرابتداری کی رو سے ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو اپنے دادا کے وارث بنتے ہوں اور جن کو (Postumi Salviani or Juliani) کہتے تھے۔ اس طرح جو دشواری ان (Postumi) کی نسبت جو موصی کی اولاد اولاد سے ہوں پیش آتی تھی آخر کار رفع کر دی گئی خواہ وہ (Postumi Sui) ہوں یا جو ایسی قرابتداری کی بنا پر جو ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو (Postumorum loco) ہوں۔ اب فقط وہ اشخاص باقی رہ گئے جو بربنائے ازدواج یا اختیار شوہر (In manum) بہ تبنیت غیر مختار و تبنیت خود مختار اور صحیح النسب تسلیم کئے جانیکے بعد (Postumorum loco) کی حالت میں آتے ہوں۔ (Gaius) کے زمانہ میں ازدواج با اختیار شوہر عملاً متروک تھا۔ مگر واضح ہوگا کہ دوسری تین صورتوں میں جسٹنین کے زمانہ میں بھی عام قاعدہ کے طور پر ایسے اشخاص کو پیش بندی کے طور پر محروم الارث نہیں کیا جاسکتا تھا اور یہ کہ اس لئے جب کوئی شخص کسی کے زیر اختیار آکر اسکا نیا ذاتی وارث (Suus heres) ہوتا تو اسکی وصیت کا لعدم ہوجاتی تھی۔[1] اجنبی (Postumi) یعنی شخص ثالث کے بچے جو کہ اس شخص کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہوں تو اسکے متعلق قانون ملک کا قاعدہ یہ تھا کہ ایسا شخص (چونکہ Postumi suus) کی طرح شخص غیر معین یا مبہم تھا) قائم مقام نہیں بنایا جاسکتا تھا۔[2] پریٹر ایسے شخص کو قبضہ بربنائے اصول اکوٹی عطا کرتا تھا اور جسٹنین کا حکم یہ تھا کہ وہ قانوناً قائم مقام بھی مقرر کیا جاسکتا ہے۔[3]

ایسے (Postumi) کے متعلق جن کو محروم الارث کرنا ممکن تھا قاعدہ یہ تھا کہ اگر (Postumi) ذکور سے ہوں تو بہ اظہار نام[4] اور اناث کو بذریعہ فقرہ عام

---

[1] دیکھو (Gauis) دفتر دوم فقرہ ۱۳۸ و مابعد جسٹنین ۱۷-۱۔

[2] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۴۲۔

[3] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۔ ۹ (Recte heres instituitur)

[4] اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اسکا نام ظاہر کیا جائے بلکہ اتنا لکھدینا کافی تھا کہ "جو بیٹا میرے پیدا ہو وہ محروم الارث ہے" دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۳۲۔

(Inter Ceteros) محروم کیا جائے۔ لیکن اگر فقرہ بالکل عام ہو مثلاً "یہ سب محروم الارث کئے گئے" یعنی (Postumi) کا ذکر ہی نہ ہو تو ایسا محروم کرنا درست نہ تھا مگر یہ درست ہوتا تھا اس صورت میں جب کہ موصی نے ان محروم الارث شدہ (Postumi) کو ہدیہ بالوصیت دیا ہو جس سے یہ ظاہر ہو کہ فقرہ عام کی ترقیم کے وقت وہ لوگ اسکے خیال میں تھے۔

جسٹنین اپنی کتاب (Institutes) میں کہتا ہے کہ قانون ورثائے گزاشتہ (Law of praeteritio) میں اس نے چند تبدیلیاں کیں:-

(۱) اس امتیاز کو کہ ان (Postumi) کو جو جنس ذکور سے ہوں اسم بہ اسم اور جو اناث سے ہوں ایک فقرۂ عام سے محروم کرنا چاہئے اس نے منسوخ کرکے یہ حکم دیا کہ ان تمام فروع کو جو وارث ہو سکتے ہوں اگر محروم الارث کرنا ہو تو بہ اظہار نام کرنا چاہئے ورنہ اگر (Praeteritius) ذاتی وارث ہو (خواہ مرد ہو کہ عورت) تو وصیت نامہ کالعدم ہو جائے۔ اگر (Praeteritus) آزاد ہو چکا ہو تو وصیت نامہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن (Praeteritus) کو قبضہ نصفی وخلاف الواح دیا جاتا تھا۔

(۲) بچہ کو اگر وہ بنیت میں ابھی دیا گیا ہو (تا وقتیکہ تبنیت مکمل نہ ہو) اسکے حقیقی باپ کیلئے یہ لازمی تھا کہ اسکو قائم مقام مقرر کرے یا محروم الارث کرے۔

جسٹنین کی دوسری تبدیلیوں پر جو از روئے فرمان جدید نشان (۱۱۵) نافذ ہوئیں موضوع ما بعد کے ضمن میں بحث کی جائیگی۔

## (ب) نالش ایسی وصیت کی بنا پر جس میں حقوق کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو[1]۔

(Praeteritio) کا اصول پیچیدہ ہونیکے علاوہ ورثا کی حفاظت وحمایت کیلئے ناتمام تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اسکا اطلاق وصیت نامہ اناث پر نہیں ہوتا تھا اور وصیت نامہ ذکور میں بھی اس کے ورثہ کو بشرطیکہ اس نے احتیاط کے ساتھ درست طور سے محروم الارث کیا ہو کوئی قانونی بنائے دعویٰ حاصل نہ تھی۔ (Cicero) کے کچھ ہی دن بعد

---

[1] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱۸۔ اس نالش پر (Gaius) نے بحث نہیں کی حالانکہ واضح ہوگا کہ وہ اسکے زمانہ میں موجود تھی۔

حفاظت وحمایت کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا اور یہ ملکیت خاندان کے اس قدیم تصور پر مبنی نہ تھا بلکہ یہ اس جدید تصور پر مبنی تھا کہ موصی کا یہ فرض ہے کہ بعد مرگ ان لوگوں کیلئے جو اس کے قریبی رشتہ دار ہوں ذریعہ آمدنی چھوڑ جائے[1] اس حمایت کو (Querela inofficiosi testamenti) نالش بربنائے وصیت نامہ نامنصفانہ کا نام دیا گیا۔ وصیت نامہ پر اس فرض کی بنا پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ موصی کی نسبت جس نے بلا وجہ اپنے قرابتداروں کے خورد ونوش کے انتظام سے غفلت کی تھی یہ قیاس ہوتا ہے کہ وہ کم وبیش فاتر العقل ہوگا اور اس لئے اسکا وصیت نامہ باطل ہے (گویا کہ اسکی عقل میں فتور تھا[2])۔ یہ نالش حاکم عدالت دیوانی: (Centumviri) کے آگے پیش ہوتی تھی اور اس نالش کے مجاز وہ اشخاص تھے جو وصیت نامہ میں محروم الارث کئے گئے ہوں یا محض ورثائے گزاشتہ (Praeteritio) ہوں اور جو کہ موصی کے بلا وصیت مرنیکی صورت میں اس کے ورثائے قریبہ ہوتے جیسے بچوں کو والدین کے وصیت نامہ کے خلاف والدین کو اپنے بچوں کے وصیت نامہ کے خلاف نالش کرنیکا حق تھا۔ اور بھائی یا بہن اس وقت نالش کرسکتی تھی جب کہ قائم مقام مقرری (Turpis) ہو یعنی وہ شخص جس پر حاکم عدالت نے کسی مقدمہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہو کہ وہ ذلیل سمجھا گیا ہے۔ اس کے متعلق شرائط ذیل تکمیل طلب تھیں:۔

(۱) کوئی قائم مقام ہونا چاہیے جس کے خلاف نالش کیجائے کیونکہ نالش نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ قائم مقام ترکہ پر قابض (Aditio) نہ ہو۔

(۲) مدعی کو یہ بتانا لازم تھا کہ از روئے وصیت نامہ اس کو اپنے اس حصہ کا ربع نہیں ملتا ہے جو اسکو عدم موجودگی وصیت نامہ کی صورت میں ملتا۔

(۳) یہ کہ کسی اور طریقہ سے اسکا حق حاصل نہیں ہوسکتا اگر مثلاً (Praeteritus) (وارث گزاشتہ) ہونیکی بنا پر اسے پریٹر قیقۃ الفعتی دے سکتا تو یہ نالش بے سود تھی۔

---

[1] مگر قانون انگلستان اسکو تسلیم نہیں کرتا۔ قانون مذکور کی رو سے موصی مجاز ہے کہ وہ اپنی میراث کل الیا بلی کو دے اپنے اہل وعیال کو نادار چھوڑ جائے۔

[2] اگر موصی فی الحقیقت مجنون ہو تو اسکا وصیت نامہ بے شک ابتداہی سے باطل تھا۔

(۴) کہ وہ اسکا مستوجب نہ تھا کہ محروم الارث یا اسکا نام وصیت نامہ میں ترک کیا جائے۔ پس مدعی کا دعوے خارج ہو جاتا اگر قائم مقام مقرری نے ثابت کر دیا مثلاً یہ کہ موصی کے ساتھ سخت احسان فراموشی کرنیکی پاداش میں محروم الارث کیا گیا ہے۔

(۵) موصی کے فیصلہ سے اس نے کسی طرح سے رضامندی ظاہر نہیں کی مثلاً کسی ہدیہ بالوصیت[1] کو قبول کر کے۔

(۶) موصی کی وفات سے پانچ سال سے زائد عرصہ نہ گزرا ہو۔

اس نالش میں کامیابی ہونیکی صورت میں معمولی طور پر اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وصیت نامہ کلیۃً منسوخ ہو جاتا اور اس صورت میں مدعی کو وہی حصہ ملتا جو عدم وصیت کی صورت میں ملتا۔ مگر یہ بھی ممکن تھا کہ خاص صورتوں میں وصیت نامہ کلیۃً منسوخ نہ ہو مثلاً جہاں قائم مقام متعدد ہوں اور نالش کسی ایک پر کی گئی ہو یا جہاں صلح کر لی گئی ہو۔ اگر دعوے خارج ہو جاتے تو مدعی کو جو فائدہ وصیت نامہ سے دیا گیا تھا وہ داخل بیت المال ہو جاتا۔ لیکن اگر ولی کوئی نالش اپنے نابالغ ( Ward ) کے نام سے دائر کرے (کیونکہ نابالغ کے باپ نے اپنے بیٹے کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا) اور یہ نالش خارج ہو جائے تو ولی اس ہدیہ بالوصیت سے محروم نہیں ہو سکتا جو اُسے اس وصیت نامہ سے ملا ہو[2]۔

جیسا کہ جسٹینین اپنی کتاب ( Institutes ) میں بیان کرتا ہے اس نے اس میں یہ ترمیم کی کہ نالش صرف اسی وقت لائی جائے جب کہ مدعی کو از روئے وصیت نامہ کچھ بھی نہ ملا ہو۔ اگر مدعی کو کچھ بھی ملا ہو چاہے وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو قائم مقام کے خلاف وہ فقط ( Aetio ad supplendam legitimam ) دائر کر سکتا تھا جس سے وصیت نامہ منسوخ تو نہ ہوتا تھا البتہ مدعی کو جو کچھ کہ ملا ہو اس میں اضافہ کر کے

---

[1] لیکن اگر ولی کا باپ اپنے وصیت نامہ کی رو سے نابالغ ( Ward ) کو کوئی ہدیہ بالوصیت دے اور ولی کو محروم کرے تو نابالغ کی جانب سے ہدیہ بالوصیت کو قبول کرنے سے آخر الذکر کا حق نالش زائل نہیں ہوتا۔ (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱۸ - ۴)

[2] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱۸ - ۵ -

اسکے اس حصہ کے ربع کے مساوی کر دیا جاتا جو حصہ کہ اسکو عدم وصیت کی صورت میں ملتا۔ اسکے بعد اپنے اٹھارھویں فرمان جدید (Novel) کے ذریعہ سے جسٹنین نے یہ مزید ترمیم کی کہ اگر کسی موصی کے چار یا اس سے کم بچے ہوں تو ان میں مساوی حصوں میں کم از کم پوری جائداد کا ایک ثلث دینا چاہئے اور اگر چار سے زاید ہوں تو کم از کم نصف۔ اخیر میں اپنے ایک سو پندرھویں فرمان جدید کے ذریعہ سے جسٹنین نے یہ قانون نافذ کیا کہ ہر اصل پر لازم ہے کہ اپنے فروع سے ان اشخاص کو اپنا وارث بنائے جو وفات بلا وصیت کی صورت میں قائم مقام ہوتے اور بالعکس۔ یعنی وہ اس وقت ان کو محروم الارث کر سکتا تھا جب کہ قانونی بنا ہائے معینہ سے (جو اس نے مقرر کر رکھی تھیں) کوئی ایک بنا محروم الارث کرنیکی تائید میں وصیت نامہ میں بتائی گئی ہو اور قابل ثبوت ہو۔ اگر کوئی موصی بلا وجہ معقول کسی ایسے شخص کو قائم مقام نہ بنائے جو بروئے احکام صدر قائم مقام بننے کا مستحق تھا تو جو قائم مقامی قائم کی گئی وہ کالعدم ہو جاتی اور وارث گذاشتہ (Praeteritus) قائم مقام اسی طرح ہوتا جیسا کہ عدم وصیت کی صورت میں۔ مگر وصیت نامہ کلیۃً باطل نہیں ہوتا بلکہ فقط قائم مقامی منسوخ ہوتی مثلاً ہدیہ بالوصیت۔ امانتیں (Fideicommissia) اور تقرر اولیا حسب بیان صدر بدستور بحال رہتے۔ لیکن برخلاف اسکے اگر موصی ایسے شخص کو قائم مقام بناتا جسکو قائم مقام بنانا لازم تھا لیکن اسکو اس کے واجبی حصہ سے کم دیتا تو اس صورت میں بھی وصیت نامہ بدستور بحال رہتا مگر مدعی کو قائم مقام کے خلاف دعوے (Ad supplendum legitimam) دائر کرنیکا حق ہوتا لیکن فرمان جدید سے بھائی اور بہن کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اگر بربنائے وصیت نامہ ان میں انکے واجبی حصہ سے کم ملتا تو وہ نالش برائے تکمیل حصہ دائر کر سکتے تھے۔ اور اگر انھیں کچھ بھی نہ ملتا اور قائم مقام مقرری (Turpis) ہوتا تو عدم وصیت کی صورت میں جو حصہ انھیں ملتا اسکی بابت دعوی (Querela inofficiosi testamenti) دائر کرنیکا حق ملتا۔ چونکہ اس فرمان جدید کے بعد اصول اور فروع کے درمیان اس دعوے کی ضرورت باقی نہ رہی اور دوسرے ورثہ (Praeteritio) کے متعلق جو قواعد تھے انکی اہمیت بہت کم ہوگئی کیونکہ بغیر قانونی وجہ کے کوئی وارث محروم الارث نہیں کیا جا سکتا تھا

## (۲) ورثا اور ان کا تقرر

### (الف) طبقات ورثا

روما میں ورثہ بذریعہ وصیت کی تین قسمیں ہوتی تھیں :-

(۱) بلا خیار انکار Necessarii (۲) ذاتی بلا خیار انکار (Sui et necessarii)
اور (۳) خارجی Extranci

وارث بلا خیار انکار (Necessarius heres) موصی کا غلام ہوتا تھا جسکو وہ اپنا قائم مقام قرار دیتا اور ساتھ ہی ساتھ اسکو آزادی بھی دیدیتا تھا۔[1] ظاہر ہے کہ اسکا معمولی مقصد یہ ہوتا تھا کہ اگر جائداد دیوالیہ ہو تو ادائے قرضہ میں وہ جائداد غلام کے نام سے لے لی جائے نہ کہ موصی یا اسکے رشتہ داروں کے نام سے۔ جب غلام کو وارث بنایا جاتا تو اسے بلا خیار انکار (Necessarius) کہتے تھے کیونکہ اسکو سوائے قبول کرنیکے چارہ نہ تھا۔ اس لئے موصی کے وفات پاتے ہی بغیر کسی فعل ضابطہ کے وہ وارث ہو جاتا تھا اور اس طرح سے وہ موصی کے قانونی شخصیت (Persona) کو جاری رکھتا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قانون ملک کے بموجب اسکو موصی کا دین اپنے ذاتی اثاثہ اور مکسوبات مستقبل سے ادا کرنا پڑتا تھا لیکن پریٹر اسکو استفادہ علیحدگی (Beneficum seperationis) عطا کرتا تھا یعنی یہ کہ موصی کے وفات کے بعد جو جائداد اس نے اپنی ذاتی محنت[2] سے پیدا کی ہو اسکو وہ آپ رکھ لے سکتا تھا۔

وارث ذاتی بلا خیار انکار (Sui et necessarius heres) وہ شخص تھا جو موصی کے وفات کے وقت اسکے زیر اختیار تھا[3] اور جو اس کی وفات کے باعث

---

[1] جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے جسٹینین کے زمانہ میں فقط وارث قرار دیدینے سے آزادی معناً حاصل ہو جاتی تھی۔

[2] لیکن وہ ایسے مکسوبات نہیں رکھ لے سکتا تھا جو اسکو اپنے مولائے متوفی کے حق کی بابت حاصل ہوئے ہوں۔ مثلاً اگر موصی کی نمائندے کی حیثیت سے وہ اپنے مولائے متوفی کے کسی عتیق کی جائداد کا وارث ہو تو دائن ادائے دین کیلئے اس جائداد کو فروخت کر سکتے تھے۔

[3] البتہ (Dominias Potestas) نہیں۔

خود مختار ہو جاتا تھا۔ ایسا شخص اس وجہ سے ذاتی کہلاتا تھا کیونکہ وہ خاندانی وارث تھا یا وارث نسبی ہوتا تھا اور اس شخص کو بلا اختیار انکار (Necessarius) اسلئے کہا جاتا تھا کہ وہ بھی غلام کی طرح کوئی خیار نہیں رکھتا تھا۔ بلا کسی اظہار رضا مندی کے وفات کی گھڑی سے وہ وارث قرار دیا جاتا تھا اور اس طرح مورث کے دیون کی ادائی اس پر خود اسکی ذاتی جائداد سے لازم آتی تھی۔ ان ورثہ کی حمایت پریٹر نے اسطرح کی کہ انکو حق استفادۂ اجتناب (Beneficium Abstinendi) عطا کیا بشرطیکہ انھوں نے وارث کی حیثیت سے کوئی کام نہ کیا ہو[1] اور اس طرح سے اجتناب کرنیکی صورت میں خواہ وہ اس رعایت کیلئے باضابطہ درخواست کریں یا کہ نہ کریں انکی ذاتی جائداد مورث کے دیون کی ادائی کیلئے ماخوذ نہیں ہوسکتی تھی۔

وارث اجنبی (Extraneus heres) سے مراد ایسا شخص ہے جو اشخاص متذکرۂ صدر سے نہ ہو اور جسکے ساتھ موصی کو اہلیت وصیت (Testamenti factio) حاصل ہو۔ چونکہ ماں کو اختیار پدری حاصل نہ تھا اس لئے اس کے کوئی نسبی ذاتی ورثہ (Sui heredes) نہیں ہوسکتے تھے۔ اگر وہ خود اپنے بچوں کو اپنی وصیت میں وارث قرار دے تو وہ ورثائے اجنبی (Extraneus) کی تعریف میں آتے تھے۔ گر وارث اجنبی (Extraneus heres) کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ موصی کے وفات پاتے ہی وارث نہیں بن جاتا تھا (جس طرح غلام اور ذاتی وارث (Suus heres) ہوتے تھے) اسکو کسی طرح سے اپنی رضامندی کا اظہار کرنا ہوتا تھا۔ (قبولیت کو قانونی اصطلاح میں دخیل کار یا داخل پر قبضہ ہونا (Aditio) کہتے ہیں) اور جب تک وہ رضامندی کا اظہار نہ کرے ترکہ کو ترکۂ معطل (Hereditas jaceus) کہتے تھے اور اسکو نئے حقوق پیدا ہوسکتے تھے (مثلاً ان غلاموں کے بچوں کی بابت جو جائداد میں شامل ہوں) اور اس پر ذمہ داریاں عائد ہوسکتیں (جیسے اگر کوئی غلام ترکہ شخص ثالث کو مضرت پہنچائے[2]) (Ulpian) کہتا ہے کہ ترکہ معطل (Hereditas jaccus) میں وارث کے عوض

---

[1] لیکن نابالغ کی صورت میں بطور وارث کے کام کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔

[2] وارث کے دخل (Aditio) تک جائداد کی نسبت کہا جاتا تھا کہ بمقابل وارث (Delata) تھی۔

متوفی کی شخصیت باقی رہتی تھی اور (Pomponius) کا خیال ہے کہ وہ وارث
کی شخصیت ظاہر کرتی ہے۔ ان بیانات میں جو بظاہر متضاد ہیں غالباً اس نظریہ
کی بنا پر مطابقت پیدا کیجا سکتی ہے کہ وارث کی قبولیت تک ترکہ میں موصی کی
شخصیت باقی رہتی ہے لیکن وارث کے اس پر داخل ہونیکے بعد وہ تمام حقوق
و دیون جو تاریخ وفات اور تاریخ دخل کے درمیان اس جائداد کے متعلق پیدا ہوئے
ہوں وارث کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور اس لئے وارث قبولیت ابتدا
سے گنی جاتی ہے یعنی وارث کی قبولیت کا اثر زمانۂ ماضی پر بھی ہوتا ہے۔ اور ان
معنوں میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وارث کے داخل ہونیکے بعد ترکہ کو وارث کی شخصیت
حاصل ہوتی ہے اور اوس سے پہلے موصی کی شخصیت قائم رہتی ہے۔

چونکہ وارث کے داخل ہونے تک کوئی شخص نہیں ہوتا تھا جو دائن اور
موہوب لہ کو جوابدہی کر سکے یا مذہبی رسوم ادا کرے (Gaius) کا بیان ہے کہ
یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ وارث اجنبی (Extraneus heres) کے تقرر کے ساتھ ہی
موصی ایک مدت بھی معین کرتا ہے جس میں وارث کو قبولیت کے متعلق جواب دینا
لازم تھا۔ فقرۂ زیر بحث جسکو تصفیہ قطعی (Cretio) کہتے تھے اور جسکا مادہ (Cernere
یا (Decernere) تھا اور جس کے معنی قطعی فیصلہ یا تصفیہ کرنیکے تھے اس طرح
ہوتا تھا۔ "زید وارث قرار دیا جاتا ہے اور اسکو چاہئے کہ سو روز کے اندر قبول
کرلے ورنہ زید محروم الارث اور عمرو وارث ہو"۔ اس قسم کے فقرۂ تصفیہ (Cretio)
کو مسلسل (Continua) یا میعادی (Certorum dierum) کہتے تھے اور
مدت موصی کی وفات سے محسوب ہونی شروع ہوتی تھی۔ مگر عام تر طریقہ (عام فقرۂ تصفیہ)
(Cretio vulgaris) وہ تھا جس میں الفاظ "سو روز" کے بعد "جس میں تم
جانوگے اور کرسکوگے" الفاظ بڑھادئے جاتے تھے۔ ایسی صورت میں یہ لازمی نہیں
تھا کہ مدت کا حساب موصی کے وفات سے کیا جائے بلکہ اس وقت سے کیا جاتا تھا
جب کہ زید کو پہلے بار اسکا علم ہو اور وہ ایسی حالت میں ہو کہ اسکو قبول کر سکے۔ فقرۂ تصفیہ

[1] مقابلہ کرو (Sohm) سے صفحات ۵۳۶ تا ۵۳۸۔

(Cretio) چاہے کسی قسم کا ہو زید کے لئے لازمی تھا کہ وہ مدت معینہ کے اندر
اپنی قبولیت کا اظہار باضابطہ طریقہ سے ذیل کے الفاظ میں کرے ۔
"بکر کے اپنے وصیت نامہ کے ذریعہ سے مجھے وارث بنانیکے باعث میں ترکہ پر داخل ہوتا اور اسکو
قبول کرتا ہوں" اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ختم مدت کے بعد اس فقرہ کے عمل سے وہ خود بخود
محروم الارث ہو جاتا ۔ لیکن چونکہ دوران مدت میں باضابطہ قبولیت کے بجز اور کسی
طریقہ سے وہ وارث نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اگر اسکا انکار بے ضابطہ ہو تو کوئی اثر
نہیں رکھتا تھا ۔ وہ اپنی قبولیت کا اظہار صحیح طریقہ سے آخری دن بھی کر سکتا تھا باوجودیکہ
اس سے پہلے اس نے انکار کرنیکا ارادہ کر لیا ہو[1] اور ایسی صورت میں جب کہ موصی نے
فقرہ تصفیہ (Cretio) تحریر نہ کیا ہو تو وارث بحیثیت وارث کام کرنے (proherede
gustio) یا محض اظہار قبولیت سے ورثہ کو قبول کر سکتا تھا گو کہ ایسا اظہار بلا کسی ضابطہ کے
کیا گیا ہو[2] اور وہ اسی طرح بلا کسی ضابطہ کے انکار بھی کر سکتا تھا ۔ لیکن یہ کوئی ضروری
نہ تھا کہ وہ کسی مدت معینہ کے اندر اپنا ارادہ مصمم کر لے ۔ اس لئے یہ طریقہ رائج
ہو گیا کہ دائنین جائداد کی درخواست پر پریٹر ایک مدت کا تعین کرتا (مدت غور و استفسار
(Tempus ad deliberandun) اور وارث کے لئے لازمی ہوتا کہ اسکے اندر
اپنا فیصلہ ظاہر کر دے اور جو مدت فقرہ تصفیہ (Cretio) میں مندرج ہوتی تھی اگر وہ
غیر درست طور سے زائد ہوتی تو پریٹر اسکو کم بھی کر دیتا تھا ۔ اگر وارث مدت مقررہ کے اندر
رضامندی ظاہر نہ کرے تو پریٹر دائنین کو اجازت دیتا تھا کہ جائداد فروخت کر دیجائے ۔
چونکہ فقرہ تصفیہ (Cretio) کی بہ نسبت پریٹر کے مدت مقرر کرنیکا طریقہ زیادہ تر
سہولت پر مبنی تھا لہذا (Gaius) کے زمانہ کے بعد طریقہ اول الذکر متروک
ہو گیا اور (Arcadius) اور (Theodosius) نے ان فقروں کے درج کرنیکے
طریقہ کو منسوخ کر دیا ۔ اس لئے جسٹنین کے زمانہ میں (دیگر ورثا کی طرح) وارث اجنبی
(Extraneus heres) کا تقرر بھی بغیر فقرات تصفیہ (Cretiones) کے کیا جاتا تھا

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۶۸ ۔
[2] یعنی (Gaius) کے زمانہ میں ۔

اور ورثہ کے قبول یا اس سے انکار کسی کافی اظہار نیت سے کیا جا سکتا تھا اگرچہ وہ اظہار بے ضابطہ طور پر کیا جائے۔ وہ ترکہ کو قبول کر سکتا تھا مثلاً بذریعہ (Proherede gestio) یعنی جائداد کے متعلق کوئی ایسا کام کرنے سے جسکو وہ قانوناً فقط وارث کی حیثیت سے کر سکتا تھا۔ اگر وہ دخل میں تاخیر کرے تو اس کو نو مہینوں سے[1] زائد مہلت نہیں ملتی تھی۔ اگر اس مدت میں اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو اس کا حق قبولیت ساقط ہو جاتا تھا۔

فائدہ فہرست سازی (Beneficium inventari) کو رواج دیکر جسٹینین نے ایک اور اہم اصلاح اس قانون میں کی۔ اس وقت تک اس نظریہ کی بنا پر کہ وارث یکروزہ وارث دائمی ہے (Samel heres semper heres) جو شخص ایک بار وارث قرار دیدیا جاتا تو اس کی شخصیت اس کے موصی یا مورث کی ہو جاتی۔ متوفی اور وارث کی جائدادیں قرضہ کی نسبت (Confusio) واقع ہوتا تھا یعنی اس طرح مخلوط ہو جاتی تھیں کہ نہ صرف ترکہ پر ہی وارث کے دیون عائد ہو جاتے تھے بلکہ ہمیشہ کے لئے وارث پر متوفی کے دیون کی ذمہ داری عائد ہو جاتی تھی[2] لیکن جسٹینین کے زمانہ سے پہلے ہی قانون ملک کے اس قاعدہ کی سختی ایک طرح سے کم کردی گئی تھی۔ اگر ترکہ کے دائنین کو اندیشہ ہو کہ وارث کے ذاتی قرضہ کے (اسکے مال و متاع سے زائد ہونیکے باعث) ادائی میں متوفی کی جائداد ختم ہو جائیگی تو پریٹر ایسے دائنین کو اجازت دیتا تھا کہ وہ علٰحدگی جائداد (Separatio bonorum) کے لئے درخواست کریں یعنی یہ کہ متوفی اور وارث کی جائدادوں کو علٰحدہ کر دیا جائے بشرطیکہ (الف) ایسی درخواست پانچ سال کے اندر پیش ہوئی ہو اور (ب) علٰحدگی اس وقت بھی ممکن ہو اور (ج) دائنین نے وارث کے ساتھ اپنے مدیون کی طرح برتاؤ نہ کیا ہو۔ اگر علٰحدگی (Separatio) کی اجازت ملجاتی تو دائنوں کو یہ حق حاصل تھا کہ اس جائداد سے اپنے دیون کو وصول کرلیں اور ان کا یہ حق دائنین وارث کے حق پر مرجح تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ دائنین ترکہ اس طریقہ کے

---

[1] یا شہنشاہ کی اجازت خاص سے ایک سال۔

[2] ایسے ترکہ کو جسکے دیون وصولات سے بڑھے ہوئے ہوں (Damnosa) بے منافع کہتے تھے۔

اختیار کرنیکے بعد اگر جائداد ناکافی ثابت ہو تو کیا باقی کا مطالبہ وارث سے کر سکتے ہیں؟ (Papinian) کا خیال تھا کہ وارث کے دائنین کا مطالبہ اس کی جائداد سے پورا ہونیکے بعد یہ لوگ اس پر دعوی کر سکتے ہیں لیکن بالآخر یہ طے ہوا کہ علیحدگی جائداد (Saparatio bonorum) کے حاصل کرنیکے بعد وارث کے مقابل میں انکا حق معدوم ہو جاتا تھا۔ اس کے برعکس قانون ملک کے سخت قاعدہ میں جو وارث کے مفید تھے ترمیم اس طرح کی گئی کہ غلام جو وارث بلااختیار انکار (Necessarius heres) ہوتا اسکو اس قسم کا حق علیحدگی جائداد (Separatio bonorum) دیا گیا اور ذاتی وارث (Suus) کو حق اجتناب (Jus abstinendi) عطا ہوا اور وارث اجنبی (Extraneus) کو تو ہمیشہ سے انکار کا حق حاصل تھا۔ جسٹنین کی تبدیلی سے پہلے (وارث یکروزہ وارث دائمی ہے) کا اصول بعض اوقات نہایت ہی سختی کے ساتھ عمل پذیر ہوتا تھا مثلاً جہاں کسی ذاتی وارث (Suus) نے ایک بار جائداد میں دست اندازی کی اور وارث اجنبی (Extraneus) نے جیسے ہی اظہار قبولیت کیا تو وہ وارث ہو جاتے تھے اور ہمیشہ کے لئے جوابدہی اسکے ذمہ ہو جاتی تھی اور استرداد فقط ان صورتوں میں ممکن تھا (الف) جب کہ قبولیت کو پریٹر اس بنا پر کالعدم کرے کہ اس شخص کی عمر پچیس سال سے کم تھی یا (ب) جب کہ قبول کنندہ سپاہی ہوتا تھا (مگر یہ صرف شہنشاہ (Gordiano) کے زمانہ کے بعد جس نے یہ رعایت عطا کی)۔[1] باقی تمام صورتوں میں قبولیت کے بعد وارث بالذات مستوجب ہو جاتا اور اگر جائداد دیوالیہ ثابت ہو تو وہ بالکل تباہ ہو جاسکتا تھا۔

بنابریں جسٹنین نے اس سختی کو اس طرح دور کیا کہ دائنین کو جو حق علیحدگی جائداد (Separatio bonorum) کا پریٹر عطا کرتا تھا اسی اصول پر وارث کے مفید اس نے

---

[1] اسی عبارت میں (دفتر دوم ۱۹ - ۶) جسٹنین کہتا ہے کہ (**Hadrian**) نے ایک دفعہ ایسے شخص کو مسترد کرنیکی اجازت دی جسکی عمر پچیس سال سے زائد تھی جب کہ یہ ثابت کیا گیا کہ اس جائداد سے متعلق ایک بہت بڑا قرضہ تھا جسکا کسی کو علم نہ تھا لیکن وہ یہ بھی صاف صاف کہدیتا ہے کہ یہ کوئی قانونی بات نہ تھی بلکہ ایک رعایت خاص تھی جو شخص زیر بحث کے ساتھ کی گئی۔

یہ قاعدہ جاری کیا کہ وارث (چاہے وہ کسی قسم کا ہو اور خواہ بالوصیت ہو کہ بعدم وصیت) فقط متوفی کی جائداد کی حد تک ذمہ دار اداائی ہوگا بشرطیکہ (۱) اس نے مدت غور (Spatium deliberandi) نہ چاہی ہو اور (۲) اس نے متوفی کی جائداد اور مال واسباب کی فہرست گواہوں کی موجودگی میں مرتب کی ہو اور یہ فہرست اس وقت سے ایک مہینے کی اندر شروع اور دو مہینوں کے اندر ختم کردی گئی ہو جب کہ اسکو اپنے وارث ہونے کا پہلے بار علم ہوا ہو۔ اگر فہرست مرتب کرنیکے عوض وارث نے مدت غور (Spatium deliberandi) چاہی تو اس کی حالت وہی ہوتی جو قانون قدیم کی رو سے تھی۔ لیکن اگر وارث بالآخر جائداد کو قبول کرلیتا اور فہرست مرتب نہ کرتا تو ربع جائداد (Quarta Falcidia) کا جو حق اسے حاصل تھا وہ زائل ہوجاتا اور اسے اپنے وہ سب ہدایائے بالوصیت جو کہ موصی نے دئے ہوں انکو ادا کرنا ہوتا تھا۔ دائنین ترکہ کے مقابل میں وارث کی ذاتی ذمہ داری کی حد تک "حق استفادہ فہرست" (Beneficium inventari) کی وجہ سے تمام عملی اغراض کے لئے[1] "وارث یکروزہ وارث دائمی" (Semel heres semper heres) کا مسئلہ قانونی بے اثر ہوگیا[2]۔ لیکن یہ جو بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ اس قانون میں جسٹینین کی ترمیم کا اثر یہ ہوا کہ وارث کی حیثیت وصی کی ہوگئی غیر صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس ترمیم کے بعد سے وارث اپنی ذمہ داری کو ترکہ کی جائداد تک اسی طرح محدود کرسکتا تھا جیسے کہ قانون انگلستان میں وصی یا مہتمم ترکہ کی ذمہ داری محدود رہے۔ ایک اور خصوص میں یہ دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں وہ یہ کہ جن لوگوں کو از روئے وصیت نامہ فائدہ پہنچنا تھا وہ اپنا اپنا حصہ انھیں کے ذریعہ حاصل کرتے تھے لیکن مشابہت اس پر ختم ہوجاتی ہے۔

[1] یعنی دائن اور موہوب لہ یا وہ اشخاص جو انکی نمایندگی کریں۔

[2] وارث یکروزہ وارث دائمی (Semel heres semper heres) کے مسئلہ قانونی کا دوسرا نتیجہ یہ تھا کوئی وارث اپنے وارث ہونیکی حیثیت کو دوسرے پر قانوناً منتقل نہیں کرسکتا تھا لیکن (Gaius) کے زمانہ سے پہلے تجویز سناٹ (Trebellaanum) نے اسکو قریب قریب بے اثر کردیا دیکھو (Leage) صفحہ ۲۲۹۔

انگلستان میں وصی یا بعدم وصیت مہتمم ترکہ کو بہ حیثیت تعمیل کنندہ جائداد میں کسی قسم کا
حق استفادہ حاصل نہیں ہوتا ہے - یہ سچ ہے کہ وصی یا مہتمم ترکہ کو بالذات فائدہ صرف
اس صورت میں پہنچتا ہے جب کہ اپنی وصیت میں موصی نے تعمیل کنندہ کو صریحاً کچھ
چیز چھوڑی ہو یا بہ عدم وصیت مہتمم ترکہ اسکا قریب ترین رشتہ دار ہو - اس کے
برخلاف روما میں قائم مقام کو جائداد پر ہمیشہ استحقاق رہتا تھا گو کہ اس سے
دیون اشیائے موہوبہ اور دیگر عطیات جو شخص ثالث کو دئے گئے ہوں ادا کرنا
پڑتا ہو - اور اس میں شک نہیں کہ جائداد کا دیوالیہ ہونا مستثنی الشکل ہوتی تھی نہ کہ عام قاعدہ -
اور اسکو یہ بھی حق حاصل تھا کہ اگر اشیائے موہوبہ سے تمام جائداد ختم ہوجانیکا خطرہ ہو تو
اپنا ربع حصہ ( Quarta Falcidia ) وصول کرنے کیلئے پر اصرار کرے - اور جہاں
رومنی وارث کو متوفی کی کل جائداد (منقولہ وغیر منقولہ) پر اختیار حاصل تھا وصی یا مہتمم ترکہ
کو (تا وقتیکہ ایکٹ انتقال اراضی مصدرہ ۱۸۹۷ء نے اسکو بدل نہ دیا) فقط جائداد منقولہ
اور پر ہی اختیار حاصل تھا - مگر مسئلہ زیر بحث قریب قریب ایسے تعمیل کنندہ کے متعلق بھی
صادق آتا ہے جسکو موصی نے استفادہ اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا وہ تمام حصہ عطا کیا ہو
جو دیون کی ادائی کے بعد باقی رہ جائے اور اس صورت میں حقیقی امتیاز فقط اس میں
پایا جاتا ہے کہ جہاں انگلستان میں تمام جائداد اشیائے موہوبہ سے ختم ہو جا سکتی ہے
روما میں قائم مقام قانون (Falicidia) کی حمایت کا مستحق ہوتا تھا یعنی اس کا ربع
اسکو مل جاتا تھا -

(ب) ورثا کا تقرر -

گیس کہتا ہے کہ قائم مقام کے مقرر کرنے پر وصیت نامہ کا کلیتاً دارومدار ہے
جانشین کا تقرر کسی وصیت نامہ کی ابتدا اور بنا متصور ہوتی ہے ( Caput et
Fundamentom totiuskestamenti) دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۲۹ - اور
اسی لئے قانون ملک کے بموجب ایسی نامزدگی وصیت نامہ کی دوسرے تمام امور سے
پہلے ہونی چاہئے الا محروم الارث کرنیکے - اس لئے ( Gaius ) کہتا ہے کہ وارث کو
نامزد کرنے سے پہلے ہبہ یا توصیت کرنا یا آزادی کا حکم دینا یا (Sobinians) کے خیال کے مطابق

ولی کو مقرر کرنا بیکار ہے[1]۔ لیکن (Justinian) کا خیال یہ تھا کہ محض ترتیب الفاظ کے اثر سے موصی کے نیت کو باطل کر دینا ناانصافی ہے۔ اس لئے اس نے اجازت دیدی کہ نامزدگی سے پہلے یہ تینوں کام جائز طور پر کئے جا سکتے ہیں[2]۔ مزید بریں ابتدا میں نامزدگی کا باضابطہ طور پر ہونا لازمی تھا (حسب ضابطہ مروجہ قدیم[3] (Solemni mori) باضابطہ مروجہ قدیم طریقوں: (institutio solemnis) کی مثالیں حسب ذیل ہیں :-

زید وارث ہوگا (Titius heres esto)۔ زید کو قائم مقام Titius heredem (essejuveo) ہونیکا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف میں خواہش کرتا ہوں کہ زید وارث ہو: (Titium heredem essevlo) کہنا قانون کے منافی تھا۔ اور اکثر وکلاء کے نزدیک زید کو قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے (Titium heredem instituo) یا زید قائم مقام بنایا جاتا ہے (Titium heredem facio) کہنا بھی قاعدہ کے مطابق نہ تھا۔ ۳۳۹ء میں قسطنطین ثانی (Constantine) نے اس خصوص میں قانون کو بدلا اور حکم دیا کہ طریقہ ضابطہ مروجہ (Solemnis instituo) غیر ضروری تھا بشرطیکہ شخص زیر بحث کو وارث بنانیکے بابت موصی کی نیت واضح ہو خواہ اس نیت کا اظہار بے ضابطہ طور پر کیوں نہ کیا گیا ہو۔ کوئی موصی ایک یا کئی قائم مقام نامزد کر سکتا تھا اور اگر کئی ہوتے تو اونکے حصوں کی نسبت قیاس یہ تھا کہ مساوی ہیں۔ لیکن موصی اپنی نیت ظاہر کر کے اونکو غیر مساوی بھی کر سکتا تھا (مثلاً زید کو ایک ربع اور عمرو کو سہ ربع)۔ اگر وہ صرف ایک وارث کو نامزد کرتا اور اپنے ترکہ کا اسکو فقط ایک حصہ عطا کرے تو ایسا وارث پورا ترکہ لے لیتا تھا کیونکہ کسی کی وفات پر اوسکے پورے ترکہ کی منتقلی یا تو قائم مقامی بالوصیت کے اصول پر کلیۃً کی جاتی تھی یا قائم مقامی بلاوصیت کے اصول کے بنا پر کلیۃً ہونا لازمی تھا۔ مگر یہ ممکن نہ تھا کہ اوس کے ترکہ کی منتقلی جزءاً قانون جانشینی بالوصیت اور

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرے ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔

[2] دیکھو (Justinian) دفتر اول (۱۴) ۳۔ اور دفتر دوم (۲۰) ۳۴۔

[3] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۱۶۔

جزاً قانون جانشینی بلا وصیت کی بنا پر کیجائے[1] (یعنی جزو جائداد بذریعہ وصیت اور جزو جائداد بلا وصیت نہیں چھوڑی جا سکتی تھی) رومن پوری جائداد کو ایک (as) روپیہ کے برابر تصور کرتے تھے جسکے بارہ حصے (Unciae) آنے تھے۔ قائم مقام واحد پورے روپیہ کا وارث ہوتا تھا۔ وارث نصف جائداد کو نصف روپیہ کا قائم مقام (Heres ex semisse) وغیرہ کہتے تھے۔ اگر موصی بارہ (Unciae) آنے سے زیادہ حصے دیدے تو (as) روپیہ کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ فقط بارہ (Unciae) آنے کا نہیں بلکہ اُتنے آنوں کے جتنے حصے دئے گئے ہوں۔ اگر بارہ (Unciae) آنوں سے کم حصے تقسیم کئے جاتے تو حصص باقی قائم مقامان کو انکے اصلی حصوں کے مناسبت سے ملجاتے تھے۔ اگر کئی قائم مقام نامزد کئے جاتے اور چند قائم مقاموں کے حصوں کا تعین ہوتا اور چند کا نہیں تو ایسی صورت میں :-

(الف) اگر حصص معینہ سے پورا روپیہ ختم نہ ہو جاتا تو وہ قائم مقامان جن کے حصے معین نہیں ہوئے تھے بچا ہوا حصہ لے لیتے اور ایک سے زیادہ قائم مقام ہونے کی صورت میں اونکے حصے مساوی ہوتے تھے۔

(ب) اگر حصص معینہ کی مقدار پوری ایک روپیہ کے برابر ہوتی تو قائم مقامان کی ہر ایک جماعت ترکہ کا نصف نصف حصہ لے لیتی۔

(ج) اگر حصص معینہ کی مقدار ایک روپیہ سے بڑھ جاتی تو روپیہ کے ۲۴ یا بصورت ضرورت ۳۶ (Unciae) آنے خیال کئے جاتے اور ان ورثہ کو جن کے حصے معین نہ کئے گئے ہوں فرق دیا جاتا جیسے ۱۲ اور ۲۴ کے مابین ۲۵ اور ۳۶ کے مابین علی ہذا حال جیسی کہ صورت ہو۔

اس مسئلہ قانونی کے باعث کہ "وارث ایک دفعہ قائم مقام دوامی ہے

---

[1] قانون صریح کے قواعد سے اس قاعدہ کی خلاف ورزی اکثر ہوئی ہے۔ مثلاً قبضہ بربنائے نصفت وخلاف رواج یا Bonorum possessio contra tabulas بعض اوقات استغاثہ نسبت وصیت نامۂ خلاف مصلحت Querela in offiiciosa testamenti اور Justinian کے ۱۱۵ Novel کے۔

(Semel heres, Semper heres) "کسی قائم مقام کا تقرر بعد مدت مقررہ:
(Ex certo tempore) نہیں کیا جاسکتا۔ (مثلاً (Titius) زید) مراد قائم مقام
میری وفات کے پانچ سال کے بعد ہو) یا برائے مدت مقررہ (Ad certum tempus)
(مثلاً زید (Titius) میری وفات کے بعد میرا قائم مقام (Ides of March) تک رہے)
ایسی صورت میں فقرہ کو غیر ضروری سمجھا جاتا تھا۔ (یعنی نہیں لکھا گیا Pro non scripto)
لیکن (Justinian) کہتا ہے کہ قائم مقام کا تقرر مشروط ہو سکتا تھا
(Heres et pure et sub condicione institui potest) قائم مقام کا
تقرر بلا شرط کے اور مشروط بھی ہو سکتا تھا۔ (دیکھو (Justinian) دفتر دوم ۱۴ (۹
مگر اس اصول کا اطلاق محدود تھا (۱) اگر وہ شرط ناممکن۔ خلاف قانون یا خلاف
تہذیب ہو تو وہ گویا "تحریر شدہ ہی نہ تھی; (Pro non scripto)" (۲) اگر قائم مقام
نامزد شدہ موصی کا بیٹا: (Filius) ہو اور جو شرط لگائی گئی ہے وہ ایسی ہو کہ بیٹا
اسکی ایفا نہ کرسکتا ہو تو وصیت نامہ کالعدم متصور ہوتا تھا۔ چونکہ ایسی صورت میں
بیٹے کی حالت وارث گزاشتہ (Praeteritus) کی ہوتی تھی۔ (۳) شرط مابعد یعنی
یہ کہ کسی امر کے وقوع میں آنے پر ترکہ قائم مقام سے پھر لے لیا جائے۔ ایسی
شرط اسی وجہ سے تحریر شدہ نہ سمجھی جاتی تھی جس وجہ سے کہ فقرہ (Ad certum tempus)
ناتحریر شدہ سمجھا جاتا تھا۔ (۴) شرط ماقبل درست تصور کیجاتی تھی۔ مثلاً (Titius)
میرا قائم مقام اس شرط سے ہوگا کہ وہ (Julia) کے ساتھ بیاہ کرے) لیکن
قانون کے سخت نظریہ کی رو سے قائم مقام اس وقت تک قائم مقام نہیں ہوتا
تا وقتیکہ شرط کا ایفا نہ ہو جائے لیکن ایسی صورت میں (Praetor) قائم مقام
کو قبضہ نصفتی مطابق الواح Bonorum possessio secundum tabulas دلا دیتا
تھا۔ اس اقرار پر (ادخال ضمانت کے ساتھ) کہ اگر شرط کا ایفا ہوگا تو ترکہ کو واپس دیدیگا۔
اور شرط منفی کی صورت میں جسکا ایفا وفات تک ممکن نہیں ہو سکتا ہے (مثلاً کبھی
نیپلس (Naples) نہ جاؤ) تو (Mucius Scaevola) کے زمانہ کے بعد ہی
یہ ممکن ہوا کہ قائم مقام قانون ملک کے بموجب بھی موصی کے وفات پاتے ہی
ترکہ کی قبولیت کا اظہار کرے مگر بشرطیکہ وہ اس بات کا ذمہ لے کہ شرائط کی خلاف ورزی پر

ترکہ واپس کریگا اور اس قسم کے مچلکہ کو ضمانت سوسیانہ ( Cautio Muciana ) کہتے تھے۔ اگر نامزدگی پر کئی شرطیں عائد ہوتی ہوں اور وہ مشترک یا معطوف Conjunctim ہوں (مثلاً شرائط الا یا اما پورے کئے جائیں) تو تمام شرطوں کو پورا کرنا پڑتا تھا۔ اگر منفرد ہوں مثلاً اگر شرط لا یا اما پوری کیجائے) تو کسی ایک کی تکمیل کافی تھی[1]

## (۳) تقرر قائم مقام علی سبیل البدل Substitutions [2]

قائم مقام کا تقرر علی سبیل البدل ذیل کی تین قسموں میں سے کسی ایک قسم کا ہو سکتا تھا۔

(الف) معمولی Vulgaris (ب) تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Pupillaris) اور (ج) مماثل تقرر قائم مقام اطفال نابالغ ( Quasi Pupillario )

(الف) معمولی تقرر قائم مقام علی سبیل البدل (Substitutio vulgaris) کسی قائم مقام کو علی سبیل البدل مقرر کرنا تھا یعنی کسی قائم مقام کا ایسا تقرر کہ وہ قائم مقام مقرر کردہ سابق کی جگہ لے اس صورت میں کہ شخص سابق قائم مقام نہ بن سکے۔ کیونکہ جیسے وہ اگر موصی سے پہلے مرجائے یا (۲) اندرون مدت مقررہ ترکہ کے قبول کرنے سے انکار کرے یا اس میں کوتاہی کرے یا (۳) کسی قانون کی رو سے قبول کرنے کے ناقابل ہو[3]

تقرر قائم مقام علی سبیل البدل کی ایک مثال وہ ہے جو سطور بالا میں (Cretio) کے ضمن میں دیگئی ہے یعنی "زید قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے اور اس کو چاہئے کہ ایک سو روز کے اندر قبضہ کرے ورنہ وہ محروم الارث ہو۔ اور عمرو قائم مقام مقرر کیا جائے[4]"

---

[1] دیکھو (Justinian) دفتر دوم ۱۴۔ ۱۱

[2] دیکھو ( Gaius ) دفتر دوم فقرہ ۱۷۴، ۱۸۴، ۱۸۷ اور (Justinian) دفتر دوم ۱۵۔ ۱۶۔

[3] مثلاً قانون جولیاٹ پاپا پوپیہ۔

[4] گیئس کا یہ قول ہے کہ اگر کریٹو ( Cretio ) اس شکل میں ہو کہ (الف) کو چاہئے کہ وہ ایک مدت معین کے اندر باضابطہ طریقہ سے اسکو قبول کرے ورنہ (ب) وارث ہوگا۔ اس صورت میں

دوسری مثال یہ ہے کہ "میرا بیٹا مسمی زید میرا قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے اور اگر وہ قائم مقام نہ بنے (یعنی متذکرہ واقعات سے کسی ایک کے باعث) تو بکر کو قائم مقام مقرر کیا جائے"[1] بطور آخری سبیل کے مورث اپنے غلاموں میں سے کسی ایک کو قائم مقام بلا اختیار انکار مقرر کرتا اور اس طرح پر اس امر کی پوری پیش بندی کر سکتا تھا کہ ترکہ بغیر قائم مقام کے نہ رہنے پائے۔ چونکہ اگر ترکہ کے بے منافع ہونیکی وجہ سے تمام ورثہ ناقبل انکار کر دیں تو غلام ہر صورت میں بطور قائم مقام کے قائم رہتا تھا۔

کئی قائم مقامان کے عوض ایک یا ایک کے بجائے کئی قائم مقامان موصی نامزد کر سکتا تھا۔ اگر کوئی موصی قائم مقام شریک زید و عمر و مقرر کرتا اکثر ایسا ہوتا کہ ایک کو دوسرے کا بدل باہمی قرار دیتا۔ اس طرح کہ اگر زید قائم مقام نہ بن سکے تو عمر و قائم مقام کل جائداد کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (الف) کیلئے یہ کافی نہ متصور ہوگا کہ وہ بے ضابطہ طریقہ سے وصیت کو قبول کر کے بطور وارث کے عمل کرتا رہا (Proherede gerere)۔ لیکن اگر کریٹو خود ناقص تھا یعنی یہ الفاظ متروک ہو گئے تھے کہ "پھر اس کو کوئی حق نہ ہوگا" اور (الف) نے باضابطہ طریقہ سے اس کو منظور نہیں کیا مگر بطور وارث کے عمل کرتا رہا تو (الف) اور (ب) مساوی حصہ دار متصور ہوں گے اگر (الف) نے دونوں امور میں سے کوئی امر نہیں کیا تو بذریعہ قائم مقامی (ب) تنہا وارث ہوگا۔ سبینین (Sabinians) کی رائے کے مطابق (الف) (ب) کو نصف کا شریک محض بطور وارث کے عمل کرنیکی بنا پر نہیں کرے گا جب تک وہ مدت نہ گزر جائے جس میں وہ وصیت کو قبول کر کے کل جائداد کا وارث ہو سکتا تھا (پروکیولینیس (Proculians) کے نزدیک کریٹو کے مدت معینہ میں بھی (الف) بذریعہ (Pro herede gestio) کے (ب) کو اپنا شریک بنا لیتا ہے اور بعدہ باضابطہ قبول کے ذریعہ سے اگرچہ وہ میعاد مقررہ میں ہو اس کو خارج نہیں کر سکتا۔ گیس فقرہ دوم فقرہ ۱۷۶-۱۷۷)۔ مگر مارکس آریلیس (Marcus Aurelius) نے یہ قاعدہ قرار دیا کہ اگر (الف) نے بے ضابطہ طریقہ سے بھی مدت مقررہ کے اندر وصیت کو قبول کر لیا (یعنی بطور وارث عمل کر کے) تو سب قبول باضابطہ متصور ہوگا اور (ب) اس سے قائم مقام خارج ہو جائے گا۔

[1] مارکس آریلیس کے بعد اس سے (Substitutio pupillaris) بھی لیجانے لگی۔ دیکھو صفحات مابعد۔

ہوتا اور بالعکس جب کئی قائم مقامان بہ سبیل بدل مقرر کئے جاتے تو جو حصہ ان میں اس تقرر علی سبیل البدل سے ملتا وہ ابتداءً مساوی ہوتا تھا تاوقتیکہ موصی اسکے خلاف صراحت نہ کرے۔ لیکن (Antoninus Pius) نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ اگر وہ ورثہ جو علی سبیل البدل مقرر ہوئے ہوں پہلے ہی سے اونکے حصص غیر مساوی ہوں تو جو کچھ تقرر علی سبیل البدل سے انھیں ملتا اوسکو اسی مناسبت سے لیتے۔ مثلاً موصی زید کو نصف جائداد کا اور عمرو اور بکر کو فی نفر ربع جائداد وصیت کرتا ہے اور یہ ایک دوسرے کے عوض یا بدل مقرر کئے جاتے۔ فرض کرو کہ بکر قائم مقام نہیں بن سکتا۔ زید کو جائداد کا دو ثلث اور عمرو کو ایک ثلث ملیگا۔

فرض کرو کہ زید اور عمرو قائم مقام نامزد ہوئے اور زید کا بدل عمرو اور عمرو کا بدل بکر ہوا۔ اگر زید قائم مقام نہ ہو سکے عمرو اوسکے حصہ کا حقدار ہوجاتا ہے مگر اوس کے بعد خود بھی قائم مقام نہیں بن سکتا تو ظاہر ہے کہ بدل عمرو کی حیثیت سے بکر کل جائداد لے لیگا۔ لیکن اگر عمرو زید سے پہلے مرجاتا تو بھی بکر قائم مقام ہوتا کیونکہ ضمناً بکر نہ فقط عمرو کا بدل تھا بلکہ زید کا بھی" بدل کا بدل قائم مقام نامزد شدہ کا بدل متصور ہوتا ہے۔

فرض کرو کہ موصی نے زید کو جو درحقیقت عمرو کا غلام تھا مگر جسکو موصی حُر اور خود مختار باور کرتا تھا اپنا قائم مقام نامزد کیا اور بکر کو اسکا بدل بنایا ایسی صورت میں اگر موصی کی وفات کے بعد زید عمرو کے اذن سے دخیل کار ہو تو ترکہ کا مالک عمرو ہوتا۔ اور بکر کا بہ حیثیت بدل مقرر کیا جانا غیر موثر ہوتا تھا۔ مگر موصی کا منشا یہ نہ تھا بلکہ اسکی یہ نیت تھی کہ اگر زید وارث نہ ہو سکے تو بکر ترکہ کو بحق خود لیوے۔ مگر ظاہر ہے کہ زید نے بحق خود ترکہ کو حاصل نہیں کیا بلکہ اپنے آقا عمرو کی جانب سے۔ ایسے نقص کو سرسری طور پر رفع کرنیکی (Tiberius) نے یہ ترکیب نکالی کہ بکر اور اسکا آقا نصف نصف حصہ کے مالک ہوں[1]۔ مگر (Justinian) کے مجموعہ قوانین (Code) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بکر کل ورثہ لے لیتا اور یہ ثابت کر دیا جاتا کہ اگر موصی کو یہ معلوم ہوتا کہ زید حُر نہیں ہے تو وہ اسکو نامزد ہی نہ کرتا تو ایسی صورت میں بکر کو پورا ترکہ ملجاتا۔

---

[1] دیکھو (Justinian) (۱۵)۔ ۴ ۔

(ب) تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Substitutio pupillaris) اُس وقت کیا جاتا جب کہ خود اب العائلہ اپنے نابالغ بچے کیلئے[1] قائم مقام اس وجہ سے مقرر کرتا کہ اگر لڑکا ادس کی وفات کے بعد سن بلوغ کو پہنچنے کے پہلے فوت ہو جائے گا تو خود وصیت نہ کر سکیگا۔ موصی اسکا مجاز تھا کہ وہ اس طرح کا تقرر علی سبیل البدل اپنے ہر بچہ کے لئے کرے یا صرف اُس بچہ کیلئے کرے جو کہ سب بچوں کے بعد بحالت نابالغی مرے۔ (دیکھو (Justinian) کتاب دوم (۱۶۔ ۲) اور بطور بدل وہ یا تو کسی مخصوص شخص کو نامزد کر سکتا تھا یا عام طور پر یہ فقرہ تحریر کرتا تھا یعنی جو کوئی میرا قائم مقام ہو وہی میرے نابالغ لڑکے کا وارث ہوگا۔ اور ایسی صورت میں باپ کے تمام ورثہ براہ بدل اسی مناسبت سے حاصل کرتے جو ترکہ میں اُن کے حصوں میں ہو۔ (دیکھو (Justinian) کتاب ۱۶۔ ۷) (Substitutio pupillaris) میں دو وصیت ناموں کی ضرورت ہوتی تھی۔ ایک وصیت نامہ تو خود باپ کا اپنا وصیت نامہ اور دوسرا اپنے نابالغ لڑکے کا اور اسکا معمولی طریقہ یہ تھا "میرا بیٹا (Titius) میرا قائم مقام ہو۔ لیکن اگر وہ نہ ہو سکے[2] یا اگر وہ میرا قائم مقام بنے اور اپنا آپ ولی بننے سے پہلے مرجائے[3] تو فلاں میرا قائم مقام ہو۔ لیکن باپ کے لئے یہ لازمی نہیں تھا کہ اپنے لڑکے (Titius) کو نامزد کرے بلکہ وہ اس طرح بھی کر سکتا تھا کہ اس کو محروم الارث کر کے وصیت کرے کہ اگر (Titius) سن بلوغ کو پہنچنے کے پہلے مرجائے تو (Titius sius) کی جائداد کا قائم مقام ہووے۔ یعنی ایسی جائداد جو (Titius) کو اپنے باپ سے نہیں بلکہ دیگر اقرباء سے بطور ہبہ یا وصیت ملی ہو۔ مگر اس قسم سے نابالغ لڑکے کا قائم مقام مقرر کرنیکا طریقہ عام نہیں تھا۔ مگر ہر قسم کا تقرر قائم مقام نابالغ (Substitutio pupillaris) ذیل کی صورتوں میں کالعدم ہو جاتا تھا (۱) جب کہ لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جائے (۲) جب کہ باپ کا وصیت نامہ بے اثر ہو جائے مثلاً یہ کہ کوئی وارث دخیل نہیں ہوتا۔ کیونکہ

---

[1] یا پوتا اگر موصی کے مرجانے پر پوتا اب العائلہ کے زیر اختیار نہ آتا ہو۔

[2] مثلاً موصی سے پہلے مرجائے۔

[3] (Prius Quam in suam tutelam venerit) یعنی عالم نابالغی میں۔

بیٹے کے واسطے جو وصیت نامہ علی سبیل البدل کیا گیا تھا اسکا انحصار کلیتہً باپ کے وصیت نامہ پر تھا (۲) بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ (Substitutio pupillaris) اس وقت بھی کالعدم ہو جاتا تھا جب کہ بیٹا اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے یا اسکی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہو (Capitis diminutio) لیکن اسکا دار و مدار الفاظ مستعملہ پر ہوتا تھا۔ اگر دوہرا بدل جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا دونوں صورتوں پر حاوی ہوتا جیسے (ا) اگر میرا بیٹا میرا قائم مقام نہ بن سکے یا (ب) قائم مقام بنکر سن بلوغ کو پہنچنے کے پہلے مرجائے تو ظاہر ہے کہ موصی کے الفاظ اس صورت پر بھی حاوی ہیں جب کہ لڑکا اپنے باپ کی زندگی میں مرجائے اور ایسی صورت میں خود وصیت نامہ کے الفاظ کی رو سے قائم مقام بطریقہ بدل کا حق قائم ہو جاتا۔ لیکن اگر بدل سادہ ہوتا یعنی اسکا نفاذ صرف اس صورت میں ہوتا جب کہ لڑکا قائم مقام ہو کر سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مرجائے۔ اور ایسی صورت میں اگر کسی وجہ سے مثلاً بوجہ مرگ وہ قائم مقام ہی نہ بن سکتا تو تقرر علی سبیل البدل بھی لازماً کالعدم ہو جاتا تھا۔ اسی اصول کی بنا پہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنے مولود یتیم کے لئے بطور بدل کسی کو نامزد کریں (مولود یتیم: (Postimous child) "اگر میرا کوئی لڑکا پیدا ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا اور اگر وہ قائم مقام ہونیکے بعد نابالغ مرجائے تو چاہئے کہ زید قائم مقام ہو" اور اگر آخر ایسا لڑکا پیدا ہو اور اپنے باپ کے حین حیات مرجائے تو تقرر علی سبیل البدل کالعدم ہو جاتا تھا کیونکہ جس شرط پر زید کی نامزدگی ہوئی تھی وہ ایفا نہ ہو سکی۔ تاوقتیکہ موصی نے اسکے خلاف صراحت نہ کردی ہو( Marcus Aurelins ) کے زمانہ کے بعد ہر بدل نابالغ دوہرا ہوتا تھا یعنی معمولی ( Vulgaris ) بھی (یعنی اگر میرا بیٹا قائم مقام نہ ہو) اور متعلق بہ نابالغ ( Pupillaris ) بھی۔ (یعنی اگر وہ قائم مقام ہو اور نابالغ مرجائے) کیونکہ شہنشاہ مذکور کے قانون کی رو سے ایک کا مفہوم دوسرے کے اندر مضمر تھا۔

فرض کرو کہ بذریعہ ( Seius Substitutic pupillaris ) بہ طور موصی کے

---

لہ یعنی بربنا بدل معمولی: ( Substitutio vulgaris ) جو بدل نابالغ ( substitutio pupillaris ) میں شامل ہے۔

نابالغ بیٹے ( Balbus ) کے عوض مقرر کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ( Balbus ) کا چودہ سال
کے عمر کے اندر مرنا ( Seius ) کے لئے مفید تھا۔ اس لئے کر و دغا سے بچنے کے لئے
تدابیر عموماً اختیار کی جاتی تھیں۔ اگر ( Balbus ) کا بدل ( Seius ) مقرر ہوتا۔
(الف) اگر ( Balbus ) اپنے باپ کا قائم مقام نہ ہو سکے (ب) اگر وہ قائم مقام
ہو کر نابالغ مرجائے تو اگرچہ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر ( Seius ) کو بطور
عوض کے صرف پہلے واقعہ کی وقوع کی صورت میں مقرر کیا جائے اور یہ وصیت
وصیت نامہ کے اُس حصہ میں لکھا جائے جو کہ باپ کی وفات کے بعد کھولا جائیگا تو
قابل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ( Balbus ) اور ( Seius ) کے بطور عوض مقرر
کئے جانیکا علم صرف اسی وقت ہوتا ہے یعنی باپ کی وفات کے بعد۔ جب یہ طریقہ
عمل اختیار کر لیا جائے تو بدل دیگر (یعنی ( Seius ) کا بدل ( Balbus ) ہونا
اگر ( Balbus ) قائم مقام ہونیکے بعد چودہ سال سے کم عمر میں مرجائے) دوسرے
الواح پر لکھ کر وصیت نامہ کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا اگر اس کو جدا دستاویز کے
طور پر باندھ کر اس پر مہر ثبت کی جاتی تھی اور وصیت نامہ کے اگلے حصہ میں یہ ہدایت
مرقوم ہوتی کہ جب تک ( Balbus ) زندہ اور نابالغ رہے الواح مابعد نہ کھولے
جائیں لیکن ( Gaius ) کہتا ہے کہ الواح مابعد میں دونوں بدل کا درج کرنا زیادہ تر
محفوظ طریقہ ہوتا کیونکہ ( Seius ) غالباً قیاساً پہچان جاتا کہ اگر وہ ایک صورت
میں بدل تھا تو دوسری صورت میں بھی ضرور ہوگا۔ اس طریقہ میں کوئی عملی تکلیف
نہ ہوتی کیونکہ موصی کے وفات کے وقت ( Balbus ) مرچکا ہوتا اور قائم مقام
نہ بنا ہوتا تو الواح مابعد بلاخطرہ فوراً کھولدئے جاسکتے۔

(ج) بدل مماثل بدل نابالغ (Substitutio quasi pupillaris) کے اصول
سے ایسے شخص کو جسکی نسل میں کوئی فاتر العقل ہوں ( Justinian ) نے اختیار دیا تھا کہ
انکے لئے قائم مقامان بطور بدل کے نامزد کرے۔ اس قسم کے بدل ( Substitutio
pupillaris ) میں فرق یہ تھا کہ (۱) یہ حق اب العائلہ (Pater' familias) سے ہی
مخصوص نہ تھا بلکہ اجداد مادری کو بھی حاصل تھا اور (۲) اس قسم کے طریقہ بدل سے
صرف چند معین اشخاص بطور بدل مقرر کئے جاسکتے تھے چونکہ یہ لازمی تھا کہ فاتر العقل کے

اقربائے قریبہ ہی اس کے عوض مقرر کئے جائیں :( Substitutio Pupillaris ) کی تمثیل پر ایسا بدل بھی اس وقت کالعدم ہو جاتا جب کہ ( اگر کبھی ایسا ہو ) شخص زیر بحث کی دماغی حالت درست ہو جائے ۔ اگر اولاد سے کوئی شخص جنون کے سوا کسی اور وجہ سے وصیت کرسکنے نا قابل ہوتا تو شہنشاہ کی اجازت خاص کے ساتھ اسکا جد اس کی طرف سے کوئی بدل مماثل بتقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Quasi-pupillaris substitntio ) نامزد کرسکتا تھا۔

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ کسی قائم مقام خارجی یا غیر :( Extraneus ) یا کامل العمر بچے کی صورت میں تاوقتیکہ وہ فاتر العقل نہ ہو کوئی ( Substitutio pupillaris ) یا بدل مماثل بدل نابالغ :Quasi pupillaris substitutio) ہو نہیں سکتا تھا ۔ زیادہ سے زیادہ موصی یہ کرسکتا تھا کہ وہ کوئی امانت بذریعہ وصیت ( Fideicommissum ) عاید کرے ۔

(۴) موہوبات بالوصیت : Legacies

عام طور پر روما میں یہ قاعدہ تھا کہ وصیت نامہ میں سب سے پہلے ورثہ کے محروم الارث کرنے اور انکے نامزد کرنے اور انکے عوض یا بدل کے تقرر متعلق فقرہ جات درج ہوتے تھے ۔ اور اسکے اطفال نابالغ کے اولیا کے تقرر ( اور قانون قدیم کے زمانہ میں موصی کے زوجہ کیلئے بھی ولی مقرر ہوتا تھا[۱] ) اور ایسے وجوبات اور امانتوں کے متعلق جسکو کہ موصی نے اپنی ذات یا ورثہ پر عائد کئے ہوں درج ہوتے تھے ۔ اس لئے یہاں موہوبات سے بحث کیجاتی ہے اور اسکے بعد امانت وصیتی (Fideicommissa) کا ذکر کیا جائیگا تاکہ مضامین وصیت نامہ معمولی کا بیان مکمل ہو ۔ ہبہ بالوصیت اور نامزدگی قائم مقام میں فرق یہ ہے کہ وارث موصی کی کل جائداد ( ترکہ :( Heriditas ) یا کسی حصہ معین کا جانشین ہوتا ہے مثلاً موصی کے کل حقوق اور وجوبات کے ایک ثلث کا ۔ مگر اس کے برخلاف ہبہ بالوصیت جانشینی کلی کی مثال نہیں (حوالگی : (Tradio)

---

[۱] ان تقررات پر بحث ہو چکی ہے ۔

اور عطیہ :(Donatio) کی طرح ) بلکہ حصول شئے منفرد : (Res singulae) کا طریقہ ہے ( جیساکہ (Gaius) اور (Justinian) دونوں تسلیم کرتے ہیں ) اور اشیاء منفردہ (Res singulae) کے استعمال کے دیگر ذرائع کے عوض یہاں ہبہ بالوصیت پر بحث فقط سہولت کی بنا پر کیجاتی ہے یعنی یہ کہ موہوبات کا تعلق وصیت ناموں کے ساتھ ہوتا ہے[1] ۔ پس ہبہ بالوصیت کسی خاص شئے یا اشیا کا عطیہ اوس شخص کے لئے ہوتا ہے جسکا نام وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت نامہ (Codicil) میں مرقوم ہوتا ہے ۔ شئے معطیہ عموماً مادی (Res corporalis) ہوتی ہے یعنی یہ ایک تملیک عین ہے ۔ مثلاً گھوڑا فرنیچر ۔ مگر یہ ضروری نہ تھا کہ شئے موہوبہ ہمیشہ مادی ہو بلکہ اوسکی شکل ایسی بھی ہوسکتی تھی جیسی کہ کسی مدیون کو اُس دین سے سبکدوش کردینا جو وہ موصی کو بایدداد تھا جیسی کہ صاحب دین نے اسکو قبضۂ دین کا امر کیا اور اس نے دین پر قبضہ کیا یا اوسی حق کو عطا کرنا جو موصی کو کسی شخص ثالث سے استعمال رقم کی [illegible] حاصل تھا یا اوسکی شکل کسی کام کے انجام دینے کی ذمہ داری ہو ( مثلاً موہوب لہٗ کے واسطے مکان تعمیر کرنا ) جو وارث پر عائد کی گئی ۔ عام الفاظ میں (Justinian) ہبہ بالوصیت کی تعریف یوں کرتا ہے کہ ہبہ بالوصیت ایک قسم کا عطیہ ہے جو کوئی شخص متوفی چھوڑ جاتا ہے (Ulpian) اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ یہ صیغہ امر میں ہو ۔ اگر بطور التجا یا التماس ہو تو صرف بمنزلہٗ امانت وصیتی : (Fideicommissum) ہوجاتا ۔ اس موضوع پر عنوانات ذیل کی تحت میں بحث کیجاسکتی ہے :-

( الف ) طریقہ ہبہ بالوصیت ۔

( ب ) موہوبات ۔

( ج ) ترتیب ہبہ بالوصیت ۔

( د ) قیود بر اختیارات واہب ۔

( ھ ) ہبہ بالوصیت کس طرح بے اثر یا کالعدم ہوجاتا ہے ۔

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۹۱ اور (Justinian) دفتر دوم ۲۰ ۔

(الف) طریقہ ہبہ بالوصیت (Gaius) کہتا ہے کہ ابتداءً ہبہ بالوصیت فقط ذیل کے چار طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر کیا جا سکتا تھا۔

(۱) ہبہ بالوصیت بالراست (Per vindicationem) یا

(۲) ہبہ بالوصیت بذریعہ قائم مقام (Per damnationem) یا

(۳) ہبہ بالوصیت اجازتی (Sinendi modo) یا

(۴) ہبہ ایک خاص طریقہ سے (Per praeceptionem)

(۱) ہبہ بالوصیت یا انتقال وصیتی بالراست (Legatum per vindicationem) ان الفاظ سے صحیح ہوتا تھا "میں دیتا ہوں اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں (De lego) یا دونوں میں سے[1] کوئی ایک۔ مثلاً اگر موہوب غلام ہو تو اس کی پوری شکل یہ ہوتی:۔ "میں اپنا غلام مسمی (سٹرائی کس (strichus) (Titius) کو دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں" اس طریقہ سے موہوب بالراست موہوب لہ کو عطا کیجاتی یعنی اسکی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ وارث موہوب لہ کے حوالے کر[illegible]ئے وارث کی دخلیابی سے وصیت نامہ نافذ ہوتے ہی موہوب لہ بہ حیثیت مالک نالش عین یعنی نالش بہ مقابلہ شئے کے دائر کرتا (Vindicatio) عام ازیں کہ وہ شئے وارث کے پاس ہو کہ کسی اور کے پاس[2]۔ بہر حال اس طریقہ سے کوئی موصی فقط اپنی وہ چیز عطا کر سکتا تھا جو بہ بنا (ex jure Quiritium) بوقت ترتیب وصیت نامہ اور بوقت مرگ از روئے قانون ملک اسکی ملک ہو۔ اس قاعدہ کا فقط ایک ہی استثنا اشیا

---

[1] یا زیادہ تر مستند رائے کے مطابق: Sumito ; Capito یا Sibi habeto

[2] موہوب لہ کی رضامندی کی ضرورت کی نسبت ان دو گروہ میں نزاع واقع ہوئی تھی (Sabinians) کہتے تھے کہ دخلیابی کے ساتھ ہی موہوبہ معطی لہ کے اختیاری ہو جاتی۔ گو کہ اسے اسکا کچھ بھی علم نہ ہوا اور گو کہ علم ہونیکے بعد اسکے قبول کرنے سے انکار کرنیکے باعث وہ کالعدم بھی ہو جائے۔ (Proculians) کا خیال تھا کہ فقط موہوب لہ کے قبول کرنیکے بعد شئے موہوبہ اسکی جائداد ہوتی۔ (Autonianus pius) نے آخرالذکر خیال کی توثیق کی (دیکھو Gaius دفتر دوم فقرہ ۱۹۵) اسطرح جو ہبہ شرطیہ کیا جائے اسکے متعلق بھی ان دو گروہ میں اختلاف آرا تھا (Sabinians) کا خیال تھا کہ تاوقتیکہ شرط پوری نہ ہو وہ چیز وارث کی ملک تھی اور (Proculians) یہ کہتے تھے کہ وہ چیز کسی کی بھی ملک نہ تھی (دیکھو Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۰۰)

مثلی : (Res fungibilia) تھا جسکی نسبت بوقت مرگ مالک ہبہ نافذ فی تھیا
جہاں اس طرح سے ایک ہی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو دیجاتی خواہ مشترکاً[1] یا منفرداً[2]
ہر شخص اپنا اپنا حصہ لے لیتا اور اگر کوئی شخص[3] لینے سے قاصر رہتا تو اوس کا حصہ
دوسرے موہوب لہم کو ملجاتا۔

(۲) ہبہ بالوصیت یا انتقال دینی بذریعہ وارث (Legatum per damnationem)
اس وقت ہوتا جب کہ الفاظ "ذمہ دار ہوگا (Damnas esto)" لا استعمال کئے جاتے مثلاً "
میرا قائم مقام ذمہ دار ہوگا کہ میرا غلام مسمی (strichus) (Titius) کو دیدے
اور جیسا کہ خود جملہ سے مترشح ہوتا ہے اسکا مفہوم شئے معطیہ کا عطا بلا واسطہ[4] نہیں بلکہ
اوس سے وارث پر ایک شخصی ذمہ داری عائد کی گئی کہ موہوب لہ کے فائدہ کے لئے
وہ کچھ کام کرے۔ اس بنا پر موہوب لہ کو نالش بہ مقابلہ شئے حاصل نہیں ہوتی تھی
بلکہ بہ مقابلہ موصی لہ اس غرض سے کہ جو فرض موصی نے اس پر عائد کیا تھا اسکو انجام
دے۔ اس ذ[illegible] ادا کی وارث یوں کرتا کہ اگر وہ چیز قابل انتقال (Res mancipi)
ہوتی تو بذریعہ (Mancipatio) یا فرضی دعوی قانونی (In jure cessio) اور
اگر وہ چیز ناقابل انتقال (Res mancipi) ہوتی تو بذریعہ حوالگی (Traditio)
موہوب لہ کو منتقل کر دیتا۔ اگر وہ چیز قابل بیع و انتقال (Res mancipi) ہوتی اور
قائم مقام بذریعہ حوالگی (Traditio) منتقل کرتا تو موہوب لہ بالآخر بر بنائے حق قدامت
(Usucapio) معمولی طور پر اسکا مالک بن جاتا۔ ہبہ بالوصیت کی شکل میں یہ فائدہ
خاص تھا کہ اس کے ذریعہ کوئی موصی فقط اپنی ذاتی جائداد نہیں دے سکتا تھا بلکہ (الف)
وہ بھی جو قائم مقام یا کسی غیر کی ملک ہو (جائداد غیر (Res aliena) اگر کسی غیر کی ہو تو
وارث پر لازم تھا کہ اس شئے کو خرید کر موہوب لہ کو منتقل کرے (ب) وہ جسکا وجود

[1] (Titius) اور (Seius) کو میں اپنا غلام مسمی (Strichus) دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں۔
[2] Titius کو میں اپنا غلام مسمی (Strichus) دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں۔
[3] شئے موہوبہ واجب الایصال ہونے سے پہلے مرجانیکے باعث۔
[4] جیسا کہ (Legatum per vindicationem) میں تھا۔

کسی زمانۂ مستقبل میں ہوگا مثلاً فصل آئندہ یا وہ بچہ جو کسی زن جاریہ سے پیدا ہونیوالا ہو یا (ج) اس طریقہ سے موصی نہ صرف موہوب لہٗ کو کسی شئے کے دینے کیلئے بلکہ اسکے لئے کسی کام کے انجام دینے کے لئے بھی قائم مقام کو ہدایت دے سکتا تھا جیسے موہوب لہٗ کے لئے مکان بنوادینیکی ہدایت" اگر ایک ہی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو مشترکاً بہ طریقہ ہبہ بالوصیت بذریعہ قائم مقام دیجاتی تو ہرایک شخص ایک حصہ کا مستحق ہوتا لیکن اگر ان میں سے ایک اپنا حصہ لینے سے قاصر رہتا تو دوسرے موہوب لہم کو اس پر حق حاصل نہیں ہوتا تھا[1] بلکہ اس حصہ کی حدتک ہبہ ساقط ہوجاتا تھا اور قانون ( Papia ) کے نفاذ تک قائم مقام کی ملک تصور کیا تھا۔

اگر ایک ہی چیز منفرداً دیجاتی تو پوری شئے موہوبہ ہرایک موہوب لہٗ کی ملک ہوتی اس طرح کہ وارث پر لازم ہوتا تھا کہ شئے موہوبہ ایک کو دے اور اس کی قیمت دوسرے کو اور اگر زیادہ ہوں تو ہرایک کو۔

(۴) ہبہ بالوصیت اجازتی بشکل آخر الذکر کی ترمیم (یا بشکل مرمہ ا حی اور اس میں یہ الفاظ استعمال کئے جاتے تھے " اجازت دینے کا ذمہ دار ہوگا[2]" مثلاً میرا قائم مقام زید کو اجازت دینے کا ذمہ دار ہوگا کہ وہ میرے غلام مسمی عمرو کو لے لے اور اپنے پاس رکھ لے" اور اس صورت میں بھی موہوب لہٗ کو قائم مقام ہی کے مقابلہ میں چارۂ کار قانونی حاصل ہوتا تھا اور اسکا ادعا صرف یہ ہوتا تھا کہ قائم مقام کو از روئے وصیت نامہ جو کچھ کہ اس کے لئے کرنا ہے کرے یا دینا ہے دے (بر بنائے وصیت نامہ وارث کو جو کچھ کرنا یا دینا چاہیے) گیس کہتا ہے کہ اس قسم کا ہبہ بالوصیت طریقہ انتقال وصیتی بالراست سے بہتر تھا مگر انتقال وصیتی بذریعہ قائم مقام کے برابر نہ تھا کیونکہ اس طریقہ سے موصی نہ فقط اپنی بلکہ وارث کی بھی جائداد دے سکتا تھا جو کہ (بالراست ناممکن تھا) مگر جائداد غیر نہیں دے سکتا (جو بذریعہ پرڈیانسے ٹیانم ( Dammati onem )

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۳۵۔

[2] یعنی وارث کو دینے پر مجبور کرنیکے عوض موہوب لہٗ کو لینے کی اجازت دینا۔

دے سکتا تھا) چونکہ قائم مقام پر دینے کی نہیں بلکہ صرف اجازت دینے کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی اس وجہ سے بعض فقہا کی یہ رائے تھی کہ قائم مقام باضابطہ انتقال (جیسے بطریقہ ........ ) بحق موہوب لہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ اسکی ذمہ داری پوری طور پر ادا ہو جاتی تھی اگر وہ موہوب لہ کو شے کے لینے کی اجازت دیدے۔

اگر ہبہ بالوصیت بطریقہ اجازتی یعنی دو یا دو سے زائد اشخاص کو کیا جاتا تو بعض فقہا کی رائے میں ہر ایک موہوب لہ کو پوری شے پر کوئی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو دیجاتی تو اس طرح حق حاصل ہو جاتا جیسا کہ بطریق ( Damnationem ) ہوتا تھا مگر دوسروں کی رائے میں جب کسی ایک موہوب لہ کو شے موہوبہ کے لینے کی اجازت دیدی جاتی تو قائم مقام کی ذمہ داری پوری ہو جاتی۔ چونکہ قائم مقام پر صرف اجازت دینے کی ذمہ داری تھی اس لئے اگر ایک موہوب لہ کے شے موہوبہ کے لینے کے بعد دوسرا موہوب لہ دعوے کرے تو وارث یہ جواب دے سکتا تھا کہ نہ تو شے موہوبہ [illegible] اس موجود ہے کہ وہ مدعی کو اسکے لینے کی اجازت دے اور نہ یہ وارث شے [illegible] فریب کی وجہ سے ہے کہ مدعی وہ چیز نہیں لے سکتا ہے کہ جو کہ اس کے حق میں وصیتاً چھوڑی گئی تھی۔

(۴) ہبہ بالوصیت ایک خاص طریقہ پر Per praeceptionem کی شکل اس وقت پیدا ہوتی جب کہ الفاظ[1] "اس کو پہلے لینے دو" استعمال کئے جاتے مثلاً "زید کو میرا غلام عمرو پہلے لے لینے دو" چونکہ ( Praeciptio ) کے لغوی معنی "اسکو پہلے لینے دو" کے ہیں لہذا سیابالی نین کی یہ رائے تھی کہ اس طریقہ سے صرف ورثاء شریک میں سے کسی ایک وارث یا ورثاء کو ہبہ بالوصیت کیجا سکتی تھی اس طرح کہ اسکو کوئی مخصوص شے ترکہ کے تقسیم ہونیکے پہلے لینے کا حق دیا جائے۔ اسلئے اس طریقہ سے صرف وارث شریک کے سوا کسی دوسرے کو کوئی شے ہبہ بالوصیت کرنا ناجائز تھا اور اگر اسطرح ہبہ کیا جاتا تو از روئے (S.CC Neronianum) بھی اسکا نقص دفع نہیں ہو سکتا تھا یعنی ہبہ جائز نہیں ہو سکتا تھا اور نیز یہ کہ ایسا وارث

---

[1] دیکھو مضمون ابعد لیکن جولیان (Julian) کا خیال اور تھا (دیکھو گیئس (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۲۱۸ -

شریک جس کو کوئی شئے اس طریقہ سے ہبہ کی گئی ہو اس شئے کیلئے دعوے صرف بذریعہ نالش وارث یعنی (Judicium familiae erciscendi) کر سکتا تھا۔ اور چونکہ اس نالش کے ذریعہ دعوے صرف اُن اشیا کے لئے ہو سکتا تھا جو کہ ترکہ میں داخل ہوں اس لئے اس طریقہ ہبہ بالوصیت سے موصی سوائے اپنی جائداد کے کوئی ایسی چیز وصیت نہیں کر سکتا تھا جو کہ اسکی نہ ہو۔ اسکے استثنا کی صرف ایک شکل تھی وہ یہ کہ اگر شئے موہوبہ ابتداً موصی کی ملک رہی ہو مگر بعد میں بذریعہ بیع بالوفا کسی داین کے پاس رہن کردیگئی ہو تو (Sabinian) کی رائے یہ تھی کہ ایسی صورت میں ہبہ بالوصیت مرج سے موہوب لہٗ کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ دوسرے ورثاء سے درخواست کرے کہ داین کی ادائی کردی جائے۔ تاکہ وہ شخص اس جائداد کو موہوب لہٗ پر منتقل کردے۔ اسکے برخلاف (Proculians) کہتے تھے کہ لفظ (Prae) زاید اور غیر ضروری تھا۔ اگر اس طرح سے ہبہ کیجائے تو اسکا اثر وہی ہوتا تھا جو کہ انتقال وصیتی راست کا۔ اور [illegible] سے کسی غیر شخص کو بھی ہبہ لیا جا سکتا تھا اور جس کا چارہ کار نالش عین بہ مقابلہ شئے ہوتا تھا۔ اور گیئس کہتا ہے کہ ہیڈرین نے پروکیولین کی رائے کی توثیق کی[1] غرض دونوں گروہ کے خیال کے بموجب جو ہبہ اس طریقہ سے دو یا دو سے زائد اشخاص کو مشترکاً یا متفرداً کیا جائے تو ہبہ انتقال وصیت بالراست کی طرح ہر ایک کو مساوی حصہ کا استحقاق ہوتا۔

گیئس کے زمانہ میں بھی ان طریقوں کی سابقہ اہمیت (S.CC, Neronianum) معمدرہ ۶۴ء کے اثر سے بہت کچھ زائل ہو چکی تھی۔ (S.OC) کے صحیح معنوں میں شبہہ ہے مگر اتنا پایا جاتا ہے کہ اسکی رو سے یہ ضابطہ جاری ہوا کہ اگر کسی ہبہ بالوصیت کے بیکار ہونیکا خطرہ اس وجہ سے ہو کہ موصی نے مناسب الفاظ استعمال نہیں کئے تھے[2] تو اسکو قانوناً سب سے عمدہ تصور کیا جائے یعنی انتقال وصیتی

---

[1] لیکن اسکی نسبت (Gaius) کو شک ہے دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ (۲۲۱)

[2] مقابلہ کرو گیئس سے کتاب دوم فقرہ (۲۱۸)۔

بذریعہ وارث تصور کیا جائے۔ پس اگر کوئی موصی جائداد غیر کو بہ طریق انتقال وصیتی بالراست ہبہ کرے تو (S.C.C) موہوب لہٗ کی مدد کرتا کیونکہ اسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا کہ یہ ہبہ بطریق انتقال وصیتی بذریعہ وارث کی گئی۔ دوسری مثال (جوکہ جولین نے دی ہے) وہ یہ ہے کہ جب کہ ہبہ بذریعہ ہبہ بالوصیت کی ہے جو ازروئے (Per praeceptionem) کسی غیر کو کی گئی ہو اس کے برخلاف اگر کسی ہبہ بالوصیت کے بیکار ہونیکا خطرہ اس وجہ سے ہوتا کہ موہوب لہٗ میں کوئی شخصی نقص تھا (مثلاً یہ کہ وہ (Latinus junianus یا غیر ملکی ہو) تو (S.C.) کا اطلاق نہیں ہوسکتا[1]۔ اور یہ بھی واضح ہوگا کہ (S.C.) کی بنا پر لاطینی زبان کی ضرورت تھی لیکن قسطنطین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ کوئی الفاظ بھی خواہ وہ لاطینی ہوں یا یونانی کافی تھے اور جسٹینین نے تمام ہبہ بالوصیت کو چاہے وہ کسی طرح بھی کئے گئے ہوں مساوی کردیا[2] اور یہ قاعدہ نافذ کیا کہ امانت بذریعہ وصیت کے ذریعہ جن فوائد کا تمتع [illegible] ہوتا تھا وہ سب بر بنائے ہبہ بالوصیت بھی حاصل ہوں[3]۔ اگر جائداد [illegible] ہوتی تو موہوب بذریعہ نالش نسبت دلاپانے جائداد غیر منقولہ کے اس کے لئے نالش کرسکتا خواہ وہ جائداد وارث کے قبضہ میں ہو یا کسی فریق ثالث کے اور موہوب لہٗ کو وارث کے مقابلہ میں جائداد منقولہ کے دلاپانیکی نسبت حق نالش حاصل ہوتا خواہ وہ جائداد موصی کی ملک تھی کہ نہیں۔ اور موہوب لہٗ کے حقوق کی مزید نگہداشت اس طرح کی گئی کہ قائم مقام کو جو جائداد میراث سے حاصل ہوئی ہو اس تمام جائداد پر موہوب لہٗ کو حق رہن معنوی (استغراق معنوی) دیا گیا۔

ب۔ **موہبات**۔ عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی چیز بھی جو نا قابل تجارت نہ تھی خواہ وہ مادی ہو جیسے کہ غلام یا غیر مادی (جیسے کہ ادائے دین سے سبکدوشی

---

[1] مقابلہ کرو گیئس کتاب دوم فقرہ ۲۱۸۔

[2] دیکھو جسٹینین کتاب دوم (۲۰)۔۲۔

[3] اور بالعکس۔

یا موصی کے کسی غلام کو آزاد کرنا) بطور ہبہ بالوصیت کے دیجاسکتی لیکن ذیل کی صورتوں پر خاص طور سے نظر ڈالنی چاہیئے۔

(۱) ترکہ کے کسی حصہ کا بھی ہبہ بالوصیت ہوسکتا ہے مثلاً موصی کے حقوق اور وجوبات کا آٹھواں حصہ اس قسم کے ہبہ بالوصیت کو قسمت (پارٹی ٹیو Partitio) کہتے تھے۔ کیونکہ موہوب لہٗ وارث کا شریک قسمت ہوتا تھا کیونکہ موہوب لہٗ وارث کے ساتھ حصہ لیتا ہے (شریک قسمت ہونا: پارٹی ٹور Partitur) اور خود موہوب لہٗ کو موہوب لہٗ حصہ دار (لیگے ٹیریس پارٹیاریس Legatarius partiarius) کہتے تھے۔ قانون ملک کے نظریہ کے بموجب موصی کی خواہش کی لفظی تعمیل ناممکن تھی۔ کیونکہ کسی شخص کو میراث میں کوئی حصہ دینے کا روہنی قانونی طریقہ یہ تھا کہ اسکو قائم مقام بنایا جائے۔ اس لئے موصی کی خواہش کی قانوناً تعمیل نہیں ہوسکتی تھی۔ اور اس لئے ایسی صورت میں جو طریقہ اختیار کر لیا جاتا وہ حسب ذیل تھا۔ موصی کی جائداد کی مالیت کا اندازہ کیا جاتا اور یہ قرار [illegible] کہ اسکی مادی جائداد جیسے اراضی غلام و دیگر اسباب وغیرہ کا آٹھواں حصہ لیا [illegible] اور اسکی غیر مادی جائداد یعنی حقوق اور ذمہ داریوں کا بھی آٹھواں حصہ علیحدہ کیا جاتا۔ وہ اس طرح کہ اس کے حقوق جیسے کہ وصول طلب دیون اور ہرجہ وغیرہ کے آٹھویں حصہ کے ساتھ اسکی ذمہ داریوں مثلاً اسکے واجب الادا دیون اور نقصان وغیرہ کا بھی آٹھواں حصہ شریک کیا جاتا۔ اس کے بعد بذریعہ بیع نقد (مانکی پاٹیو) یا حوالگی وارث اراضی وغیرہ کا آٹھواں حصہ موہوب لہٗ شریک قسمت کو منتقل کرتا اور دونوں کے فیمابین معاہدے کئے جاتے۔ وارث وعدہ کرتا کہ موصی کے وصول طلب دیون اور ہرجہ کا آٹھواں حصہ وہ موہوب لہٗ کو دیگا۔ اور موہوب لہٗ واجب الادا دیون وغیرہ کے آٹھویں حصہ کی ذمہ داری خود پر لیتا۔

(۲) حسب بیان صدر ابتداءً کوئی موصی بذریعہ (پرڈیمنوشیانم Per damnationem)[1]

---

[1] اس میں شک نہیں کہ جسٹنین کے عہد میں جائداد شخص غیر کی بابت ہبہ بالوصیت کسی شکل میں ہوسکتا تھا دیکھو بیان متذکرہ صدر۔

اپنے وارث پر یہ ذمہ داری عائد کرسکتا تھا کہ کسی تیسرے شخص کی جائداد (رس الینا (Res aliena)) موہوب لہ کو منتقل کرے۔ اور اگر وارث اس کو نہ خرید سکتا تو اس پر لازم ہوتا کہ اس کی قیمت موہوب لہ کو ادا کرے مگر جسٹینین کا دور آنے سے پہلے اس میں ترمیم ہو چکی تھی کیونکہ اینٹونائی نس پیس کے ایک فرمان (ریسکرپٹ) کی بنا پر یہ قاعدہ جاری ہوا کہ جائداد غیر کی بابت ہبہ بالوصیت بے اثر ہوگا تاوقتیکہ موصی کو اسکا علم نہ ہو کہ وہ جائداد اس کی ذاتی نہیں تھی اور اسکا بار ثبوت موہوب لہ پر عاید ہوتا تھا۔[1]

(۳) اگر ہبہ بالوصیت کی ایسی جائداد سے متعلق ہوتا جو بتاریخ وصیت نامہ کسی فریق ثالث کے پاس رہن ہو تو موہوب لہ کے فائدہ کے لئے وارث پر انفکاک رہن لازم تھا۔ لیکن سیویرس اور اینٹونائی نس کے فرمان کے بعد فک رہن صرف اسوقت لازم آتا تھا جب کہ موصی کو رہن کا علم رہا ہو۔ (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۵ -)

(۴) اگر زید کوئی [illegible] کو ہبہ بالوصیت کرے (جیسے ایک قطعہ اراضی) اور اس کے بعد اسکو فروخت یا رہن کردے تو گیئس کے زمانہ میں اسی صورت کے نتیجۂ قانونی کی بابت اختلاف آرا تھا۔ بعض فقہا کی رائے تھی کہ گو شے موہوبہ پر موہوب لہ کو حق حاصل ہوتا تھا مگر اسکے دعوے کے جواب میں عذرداری فریب پیش کیجاسکتی تھی (دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۹۸) لیکن کلسس (Celsus) کا خیال تھا کہ ایسی صورت میں ہبہ کا بدل رقمی ادا کرنا ہوتا بشرطیکہ یہ ثابت ہو جائے کہ فروخت یا رہن کرنے سے موصی کی نیت ہبہ کے منسوخ کر دینے کی نہیں تھی۔ سیویرس اور اینٹونائی نس کے فرمان نے اس رائے کی توثیق کی (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۱۲)

(۵) اگر زید بکر کی مملوکہ جائداد کا ہبہ بالوصیت عمرو کے نام کرے اور اس کے نافذ ہونے سے پہلے عمرو اس جائداد کو حاصل کرلے۔ اگر عمرو نے اسکو خریدا ہو تو وہ وارث سے اس کی قیمت کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ لیکن وہ اس وقت مطالبہ نہیں کرسکتا جب کہ اسکو وہ جائداد بلا عوض ملی ہو۔ مثلاً اگر بکر نے عمرو کو وہ جائداد اپنی زندگی میں

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۴ -

ہبہ کی ہو یا وصیت کی ہو۔" یہ امر مسلمہ ہے کہ دو لفع رساں استحقاق ایک ہی چیز کی بابت ایک ہی شخص میں جمع نہیں ہو سکتے"۔ (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰-۶)۔ اسی طرح اگر زید بکر کا کھیت عمرو کو دے اور اگر ہبہ بالوصیت قابل عمل ہونے سے پہلے عمرو تحفہ کے طور پر اس کھیت کا حق منفعت ہدیۃً حاصل کرلے اور حق عود خرید لے تو وہ وارث پر کھیت کا دعوے کر سکتا ہے (یعنی حق منفعت اور حق عود کی بابت) مگر اسکا دعوے صرف حق عود کی قیمت تک چل سکتا تھا۔

(۶) اگر کسی کو کوئی ایسی شے ہبہ کی جائے جو کہ اسوقت اس کی ملک میں ہو تو ایسی ہبہ بالوصیت کالعدم متصور ہوتی تھی اور اگر موہوب لہ ہبہ کے نافذ ہونیکے پہلے اس شے کو منتقل کردے تب بھی ہبہ کالعدم ہی رہتی تھی۔ کیونکہ از روئے (ریگیولا کیاٹونیانا) (Regula catoniana) کوئی ہبہ بالوصیت جو بوقت تحریر وصیت نامہ ناجائز متصور کیجائے تو وہ کسی واقعہ مابعد کی بنا پر جائز متصور نہیں کیجاتی۔(" اگر موصی تحریر وصیت نامہ کے وقت مرجاتا تو جو ہبہ بالوصیت اس وقت ناجائز ہو [illegible] وقت بھی ناجائز ہوتی کہ موصی پھر کسی اور وقت مرتا")

(۷) اگر زید خود اپنی جائداد عمرو کو ہبہ کرے اس غلط فہمی کے ساتھ کہ وہ کسی غیر کی ہے تو اس سے ہبہ کے جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔

(۸) اگر موصی اپنے مدیون کو بہ طریقہ ہبہ بالوصیت دین سے برات دے تو وارث مدیون سے زر دین وصول نہیں کر سکتا بلکہ اگر مدیون چاہے تو وہ وارث کو مجبور کر سکتا ہے کہ باضابطہ برات دیجائے۔ (مثلاً بذریعہ اکسپٹی لاٹیو (Acceptilatio)

(۹) اس کے برعکس اگر زید جس پر کہ عمرو کے پچاس روپیہ واجب الادا ہوں عمرو کو وہ رقم کی وصیت کرے تو ایسا ہبہ بالوصیت غیر درست متصور ہوتا تھا۔ کیونکہ اس ہبہ بالوصیت سے عمرو کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا تھا اور دائن کی حیثیت سے وہ وارث پر نالش کر سکتا تھا۔ لیکن اگر ایسے دین کی ادائی مشروط ہو اور موصی بلا لحاظ شرط کے اسکی ادائی کا امر کرے یا اسکے واجب الادا ہونے کے پہلے ادا کرنے کی وصیت کرے تو ایسی صورتوں میں ہبہ بالوصیت درست سمجھا جاتا تھا (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰-۱۴)۔

(۱۰) اگر زید اپنی زوجہ ہندہ کو اسکا جہیز ہبہ بالوصیت کرے[۱] اور اگر زید کو واقعی طور پر
مال ومتاع جہیز ملا ہے تو ہبہ درست متصور ہوتا تھا۔ کیونکہ ہندہ کو موہوب لہٗ کی
حیثیت سے اس سے مال جہیز کے حاصل کرنیکے لئے بہتر چارہ کار حاصل ہوتا تھا۔
اور اگر زید کو جہیز کا مال ملا ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر جہیز کی بابت وصیت عام الفاظ
میں کیجائے تو ہبہ بالوصیت بر بنائے عدم یقین یا شک کالعدم ہے۔ لیکن اگر زید
کہے کہ "میں اپنی زوجہ کو پچاس روپیہ (آری ( Auri ) دیتا ہوں جو کہ وہ بطور
جہیز کے لائی ہے" یا "وہ مکان جس میں میں رہتا ہوں اور جسکا ذکر تملیک ازدواج
میں کیا گیا ہے" تو یہ ہبہ بالوصیت جائز متصور ہوتا اگرچہ حقیقت میں نہ کوئی جہیز
دیا گیا ہو اور نہ کسی تملیک ازدواج کے متعلق کوئی دستاویز لکھی گئی ہو۔
(۱۱) اگر ہبہ بالوصیت اس دین کی بابت ہو جو موصی کو وصول طلب ہو (ہبہ بالوصیت
لیگیٹم نامی نس ( Legatum nominis ) تو وارث کو چاہئے کہ موہوب لہٗ کے
فائدہ کے لئے اس [illegible] کی بابت نالش کرے۔ بشرطیکہ وہ ہبہ بالوصیت اس لئے
کالعدم نہ ہو گیا ہو کہ موصی نے اپنی زندگی میں دین وصول کر لیا تھا (دیکھو جسٹینین
کتاب دوم ۲۰ - ۲۱)
(۱۲) اگر موصی کوئی شئے غیر مثلی بغیر تخصیص کئے ہبہ بالوصیت کرے تو ایسے ہبہ بالوصیت
کو (لیگیٹم جنریو ( Legatum generio ) کہتے تھے۔ جیسے کہ اگر ہبہ ان الفاظ میں
کیا جائے کہ "میں ایک غلام زید کو دیتا ہوں" اور اگر ترکہ میں کوئی ایسی شئے موجود
ہو تو یہ جائز ہوتا تھا اور موہوب لہٗ کو حق انتخاب حاصل ہوتا تھا گر وہ بہترین
غلام کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا۔
(۱۳) ہبہ بالوصیت بہ عطائے اختیار انتخاب (لیگیٹم اپٹیانس ( Legatum optianis )
یہ ہبہ بالوصیت عام (لیگیٹم جنرس ( Legatum generis ) کے مشابہ ہے لیکن
موہوب لہٗ کو انتخاب کا حق بہ صراحت دیا جاتا ہے مثلاً میں زید کو اپنا کوئی ایک غلام دیتا ہوں

---

[۱] ڈاس پرائی لیگارے ( Dos praelegare ) "پروئی"۔ اس وجہ سے کہا گیا کہ
زوجہ نالش معمولی کے زمانہ سے پہلے ہی ایسے دئے ہوئے جہیز کو حاصل کر لیتی تھی۔

جسکو وہ پسند کرے۔ اور وہ بہترین انتخاب کرسکتا ہے۔ سابق میں یہ ہوتا تھا کہ اگر انتخاب سے پہلے زید مرجاتا تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا مگر جسٹنین نے یہ حق اسکے وارث کو بھی عطا کیا۔ جسٹنین کے زمانہ سے پہلے ایسا ہی ہوتا تھا کہ اگر اس قسم کا اختیار انتخاب کئی اشخاص کو ہبہ کیا جاتا یا ایک موہوب لہٗ کے کئی وارث ہوتے اور وہ آپس میں اتفاق نہ کرسکتے تو ہبہ بالوصیت کالعدم ہو جاتا تھا۔ جسٹنین نے قاعدہ جاری کیا کہ "تاکہ ہبہ بالوصیت باطل نہ ہو جائے قسمت انتخاب کا فیصلہ کرے گی" یعنی قرعہ اندازی کی جاتی تھی۔[1][2]

ج۔ ہبہ بالوصیت کی ترکیب۔ ہبہ بالوصیت صرف اس شخص کے لئے کیا جاسکتا تھا جو موصی کے مقابلہ میں اہلیت الوصیت (ٹسٹمنٹو فیاکٹیو Testamento factio) رکھتا ہو۔[3] اور گیئس[4] کے زمانہ میں شخص غیر معین (انسرٹا پرسونا Incerta persona)[5] کے فائدہ کے لئے نہیں کیا جاسکتا تھا مثلاً "وہ کوئی بھی جو میری تجہیز و تکفین میں آئیگا" اشخاص غیر م[illegible] مولود یتیم غیر (پاسٹیومی ایلیانی Postumi aliani) کا بھی شمار تھا ی[illegible] تمام اطفال جو بعد وفات پدر پیدا ہوئے ہوں بجز ان اشخاص کے جو بوقت ولادت موصی کے خود مختار ہو جائیں۔ مثلاً وہ پوتا جو کسی آزاد کئے ہوئے بیٹے سے پیدا ہو۔ ان معنوں میں مولود یتیم غیر ہوگا۔[4]

(٢) اگر زید کوئی شے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے جو بکر یعنی زید کے وارث کے اختیار میں ہو جیسے اسکا غلام تو سیبائی نینس (Sabinians) کا یہ خیال تھا کہ اگر اس شرط سے دیا جائے کہ جب ہبہ بالوصیت واجب التعمیل ہو غلام آزاد ہو جائے تو ہبہ بالوصیت جائز ہے اور غیر مشروط ہو تو ناجائز (پروکیولینس Proculiens) کا

---

[1] دیکھو لیج صفحہ ٢٣٢۔

[2] جسٹنین کی تبدیلیوں کیلئے دیکھو کتاب دوم ٢٠۔ ٢٧۔

[3] مثلاً کسی جماعت مستحق کے کسی رکن کو دینا جائز تھا مثلاً کسی ایسے شخص کو جو میرے (کاگناٹی Cognati) سے ہو۔ اور جو میری بیٹی سے بیاہ کرے۔

[4] دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ٢٤١۔

خیال تھا کہ ریگیولا کیاٹونیانا کی رو سے (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔ جسٹینین کے زمانہ میں سیابی نینس کا خیال مقبول اور مستند تھا جسکی بنا یہ تھی کہ ایگیولا کیاٹونیانا کا اطلاق ہبہ بالوصیت مشروط پر نہیں ہوتا تھا۔

(۳) اس کے بالعکس اگر زید عمرو کے غلام کو وارث بنائے اور عمرو کے لئے ہبہ بالوصیت کرے تو اگر بکر عمرو کے اختیار میں رہے اور عمرو بکر کی طرف سے ترکہ پر دخل یاب ہو تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا۔ کیونکہ عمرو اپنا آپ مدیون نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر زید کی زندگی میں بکر آزاد کیا جائے یا کسی اور مولا کے ہاتھ فروخت کیا جائے تو عمرو کا ہبہ بالوصیت جائز ہو گا۔

(۴) اگر موصی کوئی غلطی موہوب لہ کے اسم العائلہ یا اسم قبیلہ یا اسم ذاتی کے متعلق کرے اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ اسکی مراد کس سے تھی تو اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

(۵) اگر کسی شے کی صراحت ہو تو اس سے جواز ہبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ جیسے "میرے غلام [illegible] جو میں نے زید سے خریدا ہے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرتا ہوں" یہ ہبہ بالوصیت جائز ہے۔ اگرچہ صراحت میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ موصی نے درحقیقت بکر سے خریدا تھا۔ اور ایک مثال جہیز کی ہبہ بالوصیت (لیگے ٹم ڈوٹس Lagatum dotis) کے ضمن میں دیدی گئی ہے۔

(۶) غلط وجہ سے ہبہ بالوصیت ناجائز نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ اگر زید یہ کہے کہ "میں عمرو کو فلاں شے ہبہ کرتا ہوں اس لئے کہ وہ۔ میری غیر حاضری میں میرا کاروبار چلاتا تھا" گو عمرو نے کبھی ایسا کیا ہی نہ ہو۔ پھر بھی موصی کی وجہ کی غلطی کے باوجود وہ ہبہ بالوصیت سے مستفید ہو گا تاوقتیکہ جو وجہ بتائی جائے وہ کوئی حقیقی شرط نہ ہو۔ مثلاً "میں اپنا غلام عمرو کو دیتا ہوں اگر اس نے میرا کاروبار چلایا ہو"

(۷) گیئس کہتا ہے کہ جو ہبہ بالوصیت اس طرح کیا جائے کہ "جب میرا وارث مرجائیگا" یا "میرے وارث کے مرنے کے ایک روز آگے" یا "بطور سزا (پوئینائی نامینی (Poenae nomine) مثلاً اگر میرا وارث اپنی بیٹی کا بیاہ خالد سے کردے تو اس کو۔

---

لہ دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۲۴۱۔

حامد کو ہزار روپیہ دینا چاہیئے" تو ان سب صورتوں میں ہبہ ناجائز تھا جسٹینین نے ہبہ بالوصیت کی ان تمام اقسام کو ممکن کر دیا لیکن ہبہ بالوصیت بطور سزا کی صورت میں صرف اس وقت جب کہ اس میں کوئی بات ناممکن۔ خلاف قانون۔ یا خلاف اخلاق نہ ہو۔ دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰-۳۵-۳۶-

(۸) اگر کوئی شے جو بطور ہبہ بالوصیت دی گئی ہو ہلاک ہو جائے یا کھو جائے تو نقصان موہوب لہٗ کو برداشت کرنا ہوتا تھا بشرطیکہ وہ نقصان وارث کی کسی غلطی سے نہ ہوا ہو۔ یعنی اگر زید خالد کا غلام عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے اور اس کے واجب التعمیل ہونے سے پہلے خالد اس غلام کو آزاد کر دے تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا بشرطیکہ زید کے وارث نے خالد کو آزاد کرنیکی ترغیب نہ دی ہو اور اس صورت میں وارث کو چاہیئے کہ عمرو کو معاوضہ ادا کرے۔ اگر زید بکر کو اپنا وارث بنائے اور بکر کے غلام کا ہبہ بالوصیت کرے اور بکر غلام کو آزاد کر دے تو اسکو چاہیئے کہ عمرو کو معاوضہ ادا کرے۔

(۹) اگر زید ایک زن جاریہ معہ اسکے بچے کے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے اور جاریہ مرجائے تو عمرو ہنوز بچہ کا مالک ہوگا یہی نتیجہ اس وقت بھی پیدا ہوتا ہے اگر ہبہ بالوصیت صدر غلام اور اسکے مددگاروں (ویکاری (Vicarii)) کی بابت کیا جائے اور صدر غلام مرجائے۔

(۱۰) اگر زید اپنے غلام خالد اور اسکے اثاثہ کا ہبہ بالوصیت عمرو کے نام کرتا ہے اور اگر غلام کی نسبت ہبہ بالوصیت بیکار ہو جائے تو اثاثہ کی نسبت بھی بیکار ہو جائے گا مثلاً اگر موصی سے پہلے غلام مرجائے۔

(۱۱) اگر کسی قطعہ اراضی کا اسکے لوازمات کے ساتھ ہبہ کیا جائے مثلاً آلات کشاورزی اور اگر زمین بیچدی جائے اور موصی کی نیت انفساخ ہبہ بالوصیت کی ہو تو عمرو کو لوازمات یعنی آلات کشاورزی نہیں ملتے۔

(۱۲) اگر کسی گلہ کی نسبت ہبہ بالوصیت کیا گیا اور اس گلہ کی تعداد گھٹ کر اس میں ایک ہی بھیڑ رہ گیا مثلاً مرجانے سے تو موہوب لہٗ اسکا مطالبہ کرسکتا ہے حالانکہ فی الحقیقت اب کوئی گلہ ہی نہیں رہا۔

(۱۳) گلہ یا عمارت میں جو اضافہ تاریخ وصیت نامہ کے بعد کیا جائے وہ موہوب لہٗ کی ملک ہے۔

(۱۴) اگر کسی غلام کو آزادی بذریعہ ہبہ بالوصیت دیجائے تو آزادی کے ساتھ اسکا اثاثہ بھی غلام کی ملک نہیں ہوتا حالانکہ اگر اسکا آقا اپنے حین حیات اسکو آزاد کرتا تو اثاثہ بھی اسکی ملک ہو جاتا تھا۔ بشرطیکہ آقا نے اسکو صریحی طور پر محروم نہ کیا ہو۔ لیکن اگر آزادی بربنائے وصیت نامہ دیجائے تو غلام اپنا اثاثہ لے سکتا ہے اگر صریحاً یا معناً یہ معلوم ہو کہ اسکے آقا کی وہی نیت تھی۔ اگر کسی غلام کو اسکی آزادی کے ساتھ اسکا اثاثہ ازروئے ہبہ بالوصیت دیا جاتا تو غلام صرف اسی اثاثہ کا مالک نہ ہوتا جو موصی کی وفات کے وقت تھا بلکہ وفات سے وارث کی دخل یابی تک اس میں جو اضافہ ہوتا وہ اسکا بھی مستحق ہو جاتا تھا۔

(۱۵) اگر اثاثہ غلام کسی تیسرے شخص بکر کو بطور ہبہ بالوصیت کے دیا جائے تو موصی کی وفات کے وقت جو اثاثہ تھا وہی اثاثہ بکر لیگا۔ لیکن اس میں جو اضافہ موصی کی وفات اور دخلیابی وارث کے درمیان ہوا ہو اس میں سے وہی اضافہ بکر لیگا جو اس اثاثہ کے کسی جز [illegible] سے حاصل کیا گیا ہو۔ (بذریعہ اشیاء اثاثہ: ایکس ریبس پکیولیاری بس (ex rebus peculiaribus)[1]

(۱۶) ایک ہی چیز کو دو یا دو سے زائد اشخاص کو بطور ہبہ بالوصیت کرنے کے متعلق جس قانون کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے وہ قانون وہی ہے جو گیئس کے زمانہ میں نافذ تھا۔ جسٹنین اپنے زمانہ کے قانون کو حسب ذیل بیان کرتا ہے:۔

"اگر ایک ہی چیز دو اشخاص کو مشترکاً یا منفرداً ہبہ بالوصیت کیجائے تو وہ چیز ان دونوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگر کسی ایک کے حق میں ہبہ بالوصیت نافذ نہ ہو سکے تو موہوب لہٗ شریک کو شے موہوبہ پوری ملجاتی ہے"[2]

(۱۷) یوم آغاز حق۔ (ڈیس سیڈٹ (Dies cedit) ۔ یوم ادائی حق (ڈیس وینٹ (Dies venit) ۔ اول الذکر اس وقت کا نام ہے جب کہ ہبہ بالوصیت کے متعلق موہوب لہٗ کا حق پیدا ہوتا ہے اور آخر الذکر اس وقت کا نام ہے جب کہ اس حق کی تعمیل

[1] دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۲۰-۲۰۔
[2] " " " ۲۰-۸۔

بذریعہ نالش کرائی جا سکے۔ اگر ہبہ بالوصیت غیر مشروط ہوتا تو یوم آغاز حق روز وفات موصی ہوتا تھا۔ اور اگرچہ ازروئے (لیکس پیاپیا پیپیہ) وہ روز افتتاح وصیت نامہ کا روز قرار دیا گیا مگر جسٹینین نے قدیم تاریخ کو پھر بحال کر دیا۔ اگر ہبہ بالوصیت مشروط ہوتا تو یوم آغاز حق تکمیل شرط ہوتا۔ یوم ادائی حق ازروئے قاعدہ عام وہ روز ہوتا جب کہ وارث دخلیاب (ایڈیٹیو Aditio ) ہوتا یا وہ کوئی روز مابعد بھی ہو سکتا تھا مثلاً موصی نے ایسا ظاہر کیا ہو یا یہ کہ ہبہ بالوصیت کے ساتھ کوئی شرط بھی تھی جو اس وقت تک پوری نہیں ہوئی تھی۔

(ن) **موہوبات بالوصیت کی مقدار کے متعلق قیود** - کسی رومنی موصی کی سخاوت موہوبات بالوصیت کے بارے میں وارث سے بڑھکر موہوب لہم کو بہ آسانی زیادہ مضرت پہنچا سکتی تھی۔ کیونکہ اگر موصی اتنے زیادہ موہوبات بالوصیت چھوڑ جاتا جن سے جائداد (یا جزو جائداد جو بچ رہے) بے وقعت ہو جاتی تو وارث دخلیابی سے انکار کرتا اور ایسی صورت میں موہوبات بالوصیت بیکار [illegible] اور وارث کو اگر وہ مثلاً خود مختار ہوتو جائداد کی بابت استحقاق حاصل ہوتا جس طرح وفات بلا وصیت کی صورت میں ہوتا اور اس وقت ظاہر ہے کہ موہوبات بالوصیت کو کالعدم کر کے وہ جائداد حاصل کرتا۔ اس قسم کی نازک حالت سے بچنے کے لئے تین قانون جاری ہوئے جنکے منجملہ قانون مصدرۂ اخیر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔

قانون اول کا جسکو (لیکس فیوریا Lex fūria )[۵۱] کہتے ہیں یہ حکم تھا کہ کوئی موہوب لہٗ (بجز رشتہ داران قریب کے) کسی ایک ہبہ بالوصیت کے بابت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ دوسرے قانون (لیکس وکونیا Lex voconia ) (مصدرہ سنہ ۱۶۹ ق۔م) کا یہ حکم تھا کہ کوئی موہوب لہٗ کسی ہبہ بالوصیت کی بابت اس حصہ سے زیادہ نہ لے جو وارث کو جائداد سے حاصل ہوا ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہر موصی کے لئے یہ ممکن تھا کہ دونوں قوانین کی شرطیں پوری کرے اور پھر موہوبات بالوصیت کافی تعداد میں چھوڑ کر جائداد کی حالت ایسی بنا دے کہ

---

[۵۱] تاریخ غیر یقینی لیکن سسرو سے پہلے۔

وارث کے ہاتھ میں وہ بے وقعت ہو جائے۔ آخر کار اس دشواری کو (لیکس فالکیڈیا) (Lex falcidia) مصدرہ سنہ ۴۰ ق.م نے دور کیا۔ اس نے یہ حکم دیا کہ موہوبات بالوصیت کی مجموعی مقدار زیادہ سے زیادہ اتنی ہو کہ وارث کیلئے کم سے کم ورثہ کا ایک ربع بچ جائے۔ بہ الفاظ دیگر موہوبات بالوصیت کی مقدار چاہے کچھ ہو وارث کو اقل درجہ ایک ربع (ربع فالکیدیہ = کوارٹا فالکیدیہ = (Quarta falcidia)[1] ملنا چاہیئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو موہوبات بالوصیت کم کر دئے جائیں۔ اگر دو یا دو سے زائد ورثا ہوں تو ہر ایک کو اس کے حصہ جائداد کا (عام ازیں کہ وہ کچھ بھی ہو) ایک ربع ملتا۔ اور ہر وارث کا حساب جداگانہ کیا جاتا۔ (از روئے قانون فالکیدیہ ہر وارث کے حصہ کا حساب جداگانہ کیا جاتا ہے") مثلاً زید اپنی نصف جائداد کا وارث عمرو کو اور باقی نصف کا بکر کو نامزد کرتا ہے۔ زید کوئی ہبہ بالوصیت عمرو پر عائد نہیں کرتا اور بکر پر اتنے موہوبات بالوصیت عائد کرتا ہے کہ اس کا حصہ تمام یا قریب [illegible] صرف یا ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن [illegible] عمرو کی صورت میں غیر ضروری [illegible] اسکا عمل بکر کی صورت میں ہوتا ہے اور بکر کو اپنے حصہ کا ایک ربع ملیگا اور موہوب لہم کو کل جائداد کا سہ ربع۔

ورثہ کی مالیت کی تحقیق کرنیکے لئے موصی کے وفات کے وقت اسکی جو حالت ہوتی اس کے لحاظ سے اندازہ کیا جاتا تھا۔ جائداد کی کل مالیت سے حسب ذیل وضعات کی جاتیں۔

(۱) اخراجات بابت تصفیہ حساب وکتاب جائداد

(۲) موصی کے دیون

(۳) آزاد شدہ غلاموں کی قیمت

(۴) اخراجات تجہیز وتکفین

جو بچ رہتا وہ خالص ورثہ تھا جسکا کہ کم از کم ایک ربع وارث کو دیا جانا چاہیئے تھا۔ اور جو سہ ربع رہ جائے وہ موہوب لہم میں تقسیم کر دیا جائے اگر موصی نے اس قدر عطا کئے تھے۔ اگر اس سے کم عطا کئے گئے تھے تو "لیکس فالکیدیہ" کی ضرورت نہ تھی کیونکہ از روئے وصیت نامہ وارث کو ربع حصہ سے زیادہ ملتا تھا۔ جب موہوبات بالوصیت میں

[1] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۲ - ۱ -

تخفیف کرنی ہوتی تو انکی مقدار کی نسبت میں تخفیف کیجاتی تھی۔ مثلاً کسی جائداد کی خالص مالیت چار سو روپیہ ہے۔ زید وارث ہے اور عمرو۔ بکر۔ خالد اور ولید ہر ایک کے لیئے ایک ایک سو روپیہ کا ہبہ بالوصیت کیا گیا ہے جس سے ساری جائداد ختم ہو جاتی ہے۔ ازروئے قانون فالکیڈیہ ہر ایک ہبہ بالوصیت کی مالیت خود بخود گھٹ کر ۷۵ روپیہ ہو جاتی ہے۔ جسکی میزان کل (۳۰۰) روپیہ ہوتی ہے۔ اور اسطرح زید کو ایک سو ملتے ہیں جو ترکہ کا ربع فلکیدیا ہے۔

مالیت کا تعین موصی کی وفات کے وقت ہونیکے باعث جائداد کی قیمت کے متعاقب بڑھنے یا گھٹنے سے وارث ہی کا نفع یا نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً زید عمرو کو وارث بناتا ہے اور بکر کو ایک سو روپیہ بطور ہبہ بالوصیت کے دیتا ہے۔ زید کی وفات کے وقت جائداد کی خالص مالیت ایک سو روپیہ ہو تو بکر کے ہبہ بالوصیت کی مالیت گھٹکر ۷۵ روپیہ رہ جاتی ہے۔ لیکن اگر اس جائداد کی مالیت (۲۰۰) روپیہ ہو اس وقت جب کہ عمرو دخلیاب ہو (مثلاً افزائش نسل غلام [illegible] سے) تو عمرو کا فائدہ ہوتا ہے۔ درحالیکہ بکر کے ہبہ بالوصیت کی مالیت وہی ۷۵ رہتی ہے۔ بالعکس زید وارث ہے۔ عمرو کو ۷۵ روپیہ کا ہبہ بالوصیت حاصل ہے اور جائداد کی خالص قیمت بوقت وفات ایک سو روپیہ مشخص ہو۔ عمرو کو ۷۵ روپیہ کا استحقاق حاصل ہے اگرچہ زید کی دخلیابی کے وقت جائداد کی قیمت (مثلاً کسی غلام کے مرنے سے) گھٹ کر ۷۵ روپیہ یا اس سے کم ہوگئی ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ عمرو کو اسکے ہبہ بالوصیت کا فائدہ حاصل ہو ہی نہیں سکتا تھا تاوقتیکہ زید دخلیاب نہ ہو اور اس وقت عمرو غالباً زید سے کچھ سمجھوتہ کر لیتا تھا تاکہ زید کو اپنی دخلیابی سے کچھ صلہ ملے۔

قانون فالکیدیا کا اطلاق کسی سپاہی کے[1] وصیت نامہ پر کبھی نہیں ہوتا تھا اور جسٹنین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ قانون مذکور کا اطلاق اس صورت میں نہ کیا جائے جب کہ موصی نے خود اسکی بابت صراحت کردی ہو۔ اس طرح سے قانون مذکور کا

---

[1] سپاہیوں کے وصیت ناموں کے متعلق جو رعایت حاصل تھی اس سے متعلق دیکھو بیان مابعد۔

اصول ہی منسوخ ہوگیا کیونکہ زمانہ مابعد میں وارث کو اپنے جائز حصہ کے استعمال میں قانون مذکور سے عملی مدد صرف اس وقت ملتی جب کہ سوء اتفاق سے موصی نے اپنے متروکہ کی قیمت کے اندازہ میں مبالغہ کردیا ہو۔ یہی نہیں بلکہ جسٹنین کے زمانہ میں ایسے وارث کو قانون مذکور کا فائدہ نہیں ملتا تھا جو اپنے حق سے دست بردار ہوگیا ہو یا بہ موجب شرائط جسٹنین ترتیب فہرست سے غفلت کرنیکی علت میں حق سے محروم کردیا گیا ہو یا جس نے موہوب لہم کو دغا دینے کی کوشش کی ہو۔ یا اس نے جبر سے قبول کیا ہو۔ اور موہوبات بالوصیت کی چند ایسی مستثنیٰ اقسام بھی تھیں جن پر قانون فالکیدیہ کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً اوقاف اور عتاق ملوک کے ہبہ بالوصیت۔

ھ۔ ہبہ بالوصیت کس طرح بے اثر یا کالعدم ہوسکتا ہے۔ (۱) اگر وصیت نامہ جسکے ذریعہ سے ہبہ کیا گیا ہو کالعدم ہو جائے یا بے اثر ہو جائے جیسے وارث کے دخلیابی سے انکار کرنے سے۔

(۲) ابت[illegible]ی۔ اس زمانہ میں جب کہ ہبہ بالوصیت کے لئے خاص الفاظ کی اور پابندی لازمی تھی تو اسکا استرداد بھی ایسے ہی باضابط طریقہ سے ہونا لازمی تھا۔ یعنی الفاظ مخالف (کنٹریرس وربس ( Contrariis Verbis ) مثلاً میں نہیں دیتا۔ وصیت نہیں کرتا۔ جسٹنین کے زمانہ سے بہت پہلے استرداد بلا ضابطہ بھی ہوسکتا تھا۔ جیسے کہ فقرہ ہبہ کو وصیت نامہ سے محکوک کرنے یا چھیل دینے سے یا بذریعہ وصیت نامہ یا تتمۂ وصیت نامہ اس امر کے اظہار سے کہ ہبہ برقرار نہیں رہنا چاہئے۔

(۳) استرداد معنوی سے۔ مثلاً (الف) اس چیز کے انتقال سے بشرطیکہ موہوب لہٗ یہ ثابت نہ کرسکے کہ اس انتقال سے موصی کی نیت استرداد ہبہ بالوصیت کی نہ تھی۔ (ب) موصی اور موہوب لہٗ کے درمیان تعاقب سخت عناد پیدا ہو جانے سے۔

(۴) شے موہوب کے تلف ہو جانے سے۔

(۵) اگر موہوب لہٗ کا حق زائل ہو جائے مثلاً یوم آغاز حق سے پہلے مرجائے۔

(۶) منتقلی (ٹرانسلاٹیو (Translatio) یعنی اگر موصی نے بذریعہ وصیت نامہ

یا تتمۂ آں ہبہ بالوصیت کو ایک شخص سے دوسرے شخص کے نام منتقل کر دیا ہو
مثلاً میں اپنا غلام مسمی بکر جسکو میں نے عمرو کو دیا تھا خالد کو ہبہ بالوصیت
کرتا ہوں ۔

**و ۔ امانت بالوصیت یا امانت ۔ فائیڈی ای کمیسا: Fidei-commissa**

اس امر کے باعث کہ ورثہ کی نامزدگی اور ہبہ بالوصیت کے کرنے میں کئی ضابطوں کی
پابندی کرنی پڑتی تھی اور اسکے ساتھ اس حقیقت کے اشتمال سے کہ کئی لوگ وارث
نامزد ہونے یا ہبہ بالوصیت کے استفادہ کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے جمہوریت کے
اخیر دور میں موصی چند اشخاص کے مفید کچھ ہدایتیں اپنے ورثہ کو دینے لگے اور گو یہ
ہدایتیں قانوناً واجب العمل نہیں ہوتی تھیں ۔ تاہم موصی کو یہ امید ہوتی تھی کہ اسکا وارث
ازراہ دیانت داری انکی پابندی لازمی سمجھیگا ۔ پس امانت بذریعہ وصیت کی ابتدا
بعینہ ویسی ہی ہوئی جیسے [illegible] انگلستان میں امانت کے متعلق ابتدائی عملدرآمد کی ہوئی ۔
اور امانت کی صورت کی طرح ایک زمانہ آیا کہ جب کہ امانت [illegible] جتنی
اخلاقاً لازم تھی اتنی ہی قانوناً بھی ہو گئی ۔

جسٹنین[1] کا بیان ہے کہ چند صورتوں میں شہنشاہ اغسطس نے قنصلوں کو
حکم دیا کہ اپنے اختیارات کو استعمال کر کے امانت بالوصیت کی تعمیل کرائیں ۔ اور چونکہ
یہ تجویز یا تدبیر مقبول عام ہوگئی لہذا ان ہبات بالوصیت کے متعلق جو اب تک
بے ضابطہ تھے ایک باقاعدہ اختیار سماعت قانونی قائم کیا گیا ۔ اور ان کے متعلق
فصل خصومات کے لئے ایک خاص پریٹر مقرر کیا گیا جس کو " امانت دفتر "
( پریٹر فائیڈی ای کمیساریس (Preater fidei commissarius) کہتے تھے
بغرض اختصار امانت بذریعہ وصیت کو صرف امانت ( ٹرسٹ ( Trust )
اور جس شخص پر امانت عائد کیجائے اسکو ( فائیڈوکیاریس (Fiduciarius) کے بجائے
امین ( ٹرسٹی ( Trustee, ) اور جس شخص کے فائدہ کے لئے عائد کی گئی اس کو
( فائیڈی ای کمیساریس (Fidei commissarius) کے عوض مامون لہٗ (بینیفیشیری

[1] دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۲۳ - ۱ -

(Beneficiary) کہا جائے گا۔

ہبات بالوصیت اور امانت میں ابتدائی فرق امور ذیل میں تھا:۔

(۱) ہبہ بالوصیت کے لئے ضابطہ کی تکمیل لازمی تھی۔ مگر امانت کی شکل پیدا ہونے کے لئے نیت کا کیسا ہی بے ضابطہ اظہار یہاں تک کہ جنبش سر بھی کافی تھی۔

(۲) ہبہ بالوصیت بلاوصیت نامہ کے ممکن نہیں تھی۔ امانت از روئے وصیت نامہ عائد کیجا سکتی تھی مگر وارث بعدم وصیت کو بھی امین کہا جا سکتا تھا۔

(۳) ہبہ بالوصیت کا مطالبہ قانونی نالش کے ذریعہ سے کیا جا سکتا تھا۔ برخلاف اسکے جب کہ امانتوں کو تسلیم بھی کر لیا گیا تھا نالش صرف بربنائے نصفت ہو سکتی تھی جس کو پریٹر بہ استعمال اختیارات غیر معمولی (اکسٹرا آڈی ناریا کاگنی ٹیو (Extradinaria cognitio) عطا کرتا تھا۔

(۴) امانت کی صورت میں ماموں لہ کوئی بھی شخص ہو سکتا تھا۔ برخلاف اس کے موہوب لہ کو [illegible] مقابلہ میں اہلیت الوصیت (ٹسٹامنٹی فیکٹیو Testamenti factio) [illegible] نہ ہونیکی وجہ سے یا از روئے قانون ووکونیا (لکس ووکونیا Lex voconia)[1] یا از روئے قانون (جولیا اٹ پاپیا پپیہ Julia et Papia Pappaea)[2] ناقابل قرار دیا جا سکتا تھا۔

(۵) چونکہ قانون فلکیدیہ کا اطلاق صرف ہبات بالوصیت پر ہوتا تھا لہذا کوئی بھی موصی (جب کہ امانتیں پریٹر کے حکم سے نافذ ہونے لگیں) ہبات بالوصیت کے بجائے ایسی امانتوں کا ایک سلسلہ قائم کرکے اپنی جائداد کو جب کہ وہ وارث کے ہاتھ بے مالیت کر دے سکتا تھا۔

رفتہ رفتہ ہبات بالوصیت کے قواعد کی سختی کم کر دی گئی۔ اسطرح امانت کے متعلق جو قواعد تھے انکی لچک بہت کچھ زائل ہوگئی۔

سیناٹس کنسلٹا پیگاسیانم (S.C. Pegasianum) نے قانون فلکیدیہ کے

---

۱ دیکھو صفحہ ۲۳۴ ۔

۲ " " " ۲۳۵ ۔

اصول کا اطلاق نہ صرف اماتنوں پر بھی کر دیا۔ بلکہ یہ حکم بھی دیا تھا کہ نا کتخدا اشخاص اور لاولد اشخاص جو از روئے قانون جولیا ایٹ پیا پیا پیہ ہبات بالوصیت کے حاصل کرنے سے محروم کر دئے گئے تھے وہ از طریق امانت بھی کسی شے کے لینے کے قانوناً ناقابل قرار دئے گئے اور ہیڈرین کے عہد میں غیر ملکی (پیریگرینی (Peregrini) اور اشخاص غیر متیقن (انسرٹا پرسونا (Incerta persona) بھی جن کے حق میں ہبات بالوصیت ممنوع تھے اماتنوں کے استفادہ کے بھی ناقابل قرار دئے گئے۔ بالآخر جسٹینین کے وضع قانون کے زمانہ میں اماتنوں اور ہبات بالوصیت کو بالکل ایک دوسرے کے مماثل ومساوی کر دیا گیا۔ اور دونوں صورتوں میں ایک ہی قسم کے چارہ کار قانونی ممکن ہوگئے۔ اماتنوں کے متعلق بھی ضابطہ کی پابندی لازمی ہوگئی اور انکی قانوناً تعمیل کرانیکے لئے باضابطہ شہادت درکار ہوگئی[1]۔ اگر کوئی امانت[2] محض زبانی اظہار ارادہ سے عائد کی جاوے (یعنی بلا شہادت [illegible]) تو اس کے متعلق بھی وہی قاعدہ تھا جو تتمہ وصیت نامہ کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ امون لہ اس شخص پر نالش [illegible] جسکے ذمہ وہ بیان کرے کہ امانت عائد کی گئی ہے لیکن اگر وہ شخص حلفیہ انکار کردے تو دعوی خارج ہو جاتا تھا۔

امانت ایک یا اس سے زائد اشیائے منفرد کے متعلق ہو سکتی تھی۔ اور کل ورثہ یا اسکے کسی جزو کے متعلق بھی۔

اشیائے منفرد کی امانت۔ کوئی شخص اپنے وارث (بذریعہ وصیت نامہ یا بلا وصیت) یا موہوب لہ سے درخواست کرسکتا تھا کہ امون لہ کے تمتع کے لئے کوئی چیز دے یا کوئی کام کرے مگر کسی کو بھی اس امر پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ جتنا اسکو ملا ہے اس سے زیادہ دے۔ اور اگر وارث امین بھی ہوتا تو بربنائے یس۔سی۔ پیگاسیانم اسکو یہ حق حاصل تھا کہ ہبات بالوصیت اور امانت کی مجموعی مقدار جو اس پر عائد کیگئی ہو چاہے کچھ ہو وہ اپنے لئے ترکہ کا کم از کم ایک ربع حصہ رکھ لے یا اگر کئی ورثائے شریک کے منجملہ وہ بھی ایک ہو تو اپنے حصہ کا ایک ربع۔ اگر بذریعۂ امانت کسی غلام کو آزاد کرنیکی

---

[1] تتمہ وصیت نامہ (کوڈی سلز (Codicils) کی طرح پانچ گواہ۔

[2] امانت بذریعہ وصیت باللسان (فائیڈی کمیسم اوریلے (Fidei commissum orale)

ہدایت دی گئی ہو اور وہ غلام کسی شخص ثالث کی ملک ہو تو امین پر لازم تھا کہ اس غلام کو خرید کر آزاد کر دے۔ اگر اسکا آقا فروخت کرنے سے انکار کرے مثلاً اس وجہ سے کہ خود اسکو امانت دہندہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ تو عطیۂ آزادی بالکل کالعدم نہیں ہوتا بلکہ معطل رہتا تھا[۱] کیونکہ یہ ممکن تھا کہ زمانہ مستقبل میں وہ غلام خریدا اور آزاد کیا جائے۔ اگر غلام خود امانت دہندہ کی ملک ہو تب بھی اسکا آزاد کردہ نہیں بلکہ امین کا آزاد کردہ متصور ہوتا تھا۔ اور یہی اسکا آقا بنتا۔ جسٹینین کے زمانہ میں ہبہ بالوصیت اور امانت کے درمیان یہی ایک اہم فرق تھا۔ کیونکہ جو غلام بلا شرط بربنائے ہبہ بالوصیت آزاد ہوتا تو وہ (آرکینس Orcinus) ہوتا یعنی شخص متوفی کا آزاد کردہ یعنی موصی کا نہ کہ وارث کا۔

ترکہ کی امانت۔ امانت وصیتی ترکہ۔ (فائیڈی ای کمیسم ہیریڈی ٹاس Fidei commissum here ditas) اس قسم کی ا[illegible]ت [illegible] پیدا ہوتی تھی جب کوئی شخص [illegible]ث کو (خواہ وہ بربنائے وصیت یا بلا وصیت) ہدایت دیتا کہ ترکہ کو بطور امانت (یعنی بطور امانت بذریعہ وصیت کے) کسی شخص ثالث کے لئے رکھے تو حقیقت میں یہی شخص ثالث (ماموں لہ) کل جائداد کا وارث ہوتا اور وارث صرف برائے نام ہوتا۔ یہ اختراع خاص طور پر کارآمد تھی اور اغلب ہے کہ ابتدا میں اسکا استعمال اس وقت کیا جاتا جب کہ ماموں لہ ازروئے قانون ملک وارث نہ ہوسکتا ہو جیسے کہ غیر ملکی۔ لیکن ابتدا میں باوجود اس امر کے کہ امانت کا قانوناً جائز ہونا مسلم ہوگیا تھا۔ اس کی تعمیل ٹھیک طور پر اور لفظ بہ لفظ نہیں ہوسکتی تھی۔ کیونکہ وارث کو امین بنایا جائے اور وہ خود اسکی تعمیل کرنا چاہے تاہم وہ اپنی ذات سے وارث ہونیکی حیثیت کو جدا نہیں کرسکتا تھا۔ "وارث یکروزہ وارث دائمی" کے مسلمہ قانون کی وجہ سے سوائے وارث کے کوئی اور شخص جائداد کے مدیون پر نالش نہیں کرسکتا اور دیون وصول نہیں کرسکتا تھا اور پھر وارث ہی اکیلا شخص تھا جس پر جائداد کے دائن نالش کرسکتے تھے۔ بنائے علیہ ایک طریقہ اختراع کیا گیا

---

[۱] گیئس کے زمانہ میں اس کے برعکس تھا (دیکھو گیس کتاب دوم فقرہ ۲۶۵)۔

جس میں ماموں لہٗ (عمرو) کو "مثل مشتری" (ایمپٹورس لوکو Emptoris loco) کہتے تھے یعنی اسکی حالت مشتری جائداد کی ہوتی تھی۔ وارث زید ایک فرضی بیع کے ذریعہ سے (صرف ایک سکہ کے معاوضہ میں) ترکہ ماموں لہٗ کو بیچ دیتا اور چونکہ طریقۂ بیع نقد انتقال وجوبات کے لئے ناقابل العمل تھا لہذا اس بیع سے ترکہ کے صرف اشیائے مادی عمرو کو منتقل ہوتے تھے۔ اس لئے اشیائے غیر مادی کے متعلق زید اور عمرو کے درمیان معاہدہ جات باہمی کئے جاتے تھے۔ زید اس امر کا ذمہ لیتا کہ جائداد کی آمدنی جس طرح اور جب اس کو وصول ہوگی عمرو کے حوالہ کر دیگا اور اگر ضرورت ہو تو عمرو زید کے نام سے مدیونان جائداد پر نالش دائر کر سکیگا۔ عمرو یہ عہد کرتا کہ زید کو متوفی کے دائنین کے جو دینا ہوگا اس رقم کو وہ ادا کریگا۔ اگر وارث کو جائداد کی صرف ایک شے کو امانت میں رکھنے کی ہدایت کیجاتی تو کارروائی بعینہ ایسی ہی ہوتی جیسی کہ ترکہ کے ایک حصہ کے ہبہ یا وصیت [illegible] کی صورت میں ہوتی تھی قسیمت (پارٹیٹو Portitio - بیع میانگی پیشن) صرف ایک حصہ تک محدود ہوتا مثلاً نصف [illegible] جو معاہدات آپس میں کئے جاتے وہ بھی اسی حصہ تک محدود ہوتے (حصہ بمقابلہ حصہ: پارٹس ایٹ پرو پارٹی Partis et pro parte)۔ ظاہر ہے کہ طریقۂ مصدرسے زید کو بہت نقصان پہنچ سکتا تھا مثلاً اگر کل ترکہ زید کی امانت میں عمرو کے لئے دیا جائے اور ترکہ کی جائداد مادی (زمین وغیرہ) کی مالیت پچاس آری Auri اور دیون وصول طلب ایک سو آری اور دیون ادا طلب نوّے آری ہوں اور زید حسب طریقۂ مصدر اراضی اور دیگر جائداد مادی عمرو پر منتقل کر دے اور دیون وصول طلب بھی حوالہ کر دے تو عمرو کو ڈیڑھ سو آری وصول ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ عمرو یہ جائداد معہ اپنی ذاتی جائداد کے کسی معاملہ میں ناعاقبت اندیشی سے کھو بیٹھے۔ ایسی صورت میں اگر متوفی کے دائن زید کو اپنے دین کی ادائی پر مجبور کریں تو اسکو نوّے آری اپنی جیب سے دینا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ وہ اخراجات بھی ہیں جو زید کو عمرو سے اس کے معاہدہ ادائے نقصان کی تعمیل کرانیکی کوشش میں برداشت کرنا ہوگا۔

اس نقص کو رفع کرنے اور اس طویل طریقۂ کارروائی کو جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے منسوخ کرنیکے لئے ۵۵ء میں ایس.سی ٹریبلیانم (S.C. Trebellianum) نافذ کیا گیا

اور سنہ [illegible]ء میں بذریعہ ایکٹ پیگاسیانم اس میں ترمیم کی گئی۔ گیئس کے زمانہ میں اس قسم کی تمام کارروائیاں اس قانون مرحمہ کی رو سے کیجاتی تھیں۔ عمرو کی حیثیت کبھی تو وارث کی ہوتی (ہیریڈس لوکو Heredes loco) مثلاً جب کہ ٹریبلیانم کا اطلاق ہوتا تھا۔ اور کبھی موہوب لہ کی (لیگیٹری لوکو Legatarii loco) مثلاً جب کہ پیگاسیانم سے مدد لیجاتی۔ ٹریبلیانم کے احکام یہ تھے۔ جیسے ہی زید عمرو پر جائداد ترکہ منتقل کردے تو ترکہ کے متعلق جملہ نالشات جو زید پیش کرسکتا یا جو اس کے خلاف پیش ہوسکتے وہ سب عمرو پیش کرسکتا اور اسکے خلاف پیش ہوسکتے اور اسوقت سے یس۔ سی کی بنا پر پریٹر عمرو کو نالش کرنے پر یا اسکے خلاف[1] نالش پیش ہونیکی اجازت دیتا تھا گویا کہ وہی وارث تھا۔ اسلئے اسکو گیئس بجائے وارث (ہیریڈس لوکو Heredis loco) کے لفظ سے موسوم کرتا ہے یہ سچ ہے کہ عمرو محض وارث بر بنائے نصفت تھا لیکن وراثت کے تمام عملی فوائد اس کو حاصل ہوئے تھے۔ اور اگرچہ وارث یکرو[illegible] کا مسلمہ قانونی امر اس [illegible] لفظاً منسوخ نہیں ہوا لیکن یہ حقیقتاً بیکار کردیا گیا۔ کیونکہ اگر انتقال ترکہ کے بعد متوفی کے دائنین زید پر دعویٰ کرتے تو زید یہ عذر داری پیش کرسکتا تھا کہ اس نے ترکہ کو منتقل کردیا ہے۔ اس عذر داری کو "عذر داری انتقال ترکہ" کہتے تھے۔ بعض اوقات عذر داری قانون ٹریبلیانم بھی پیش کرسکتا تھا اور اسطرح سے دائنین کو ہر صورت میں شکست دے سکتا تھا۔ چونکہ ہبہ بالوصیت کی طرح امانت کا انحصار وراثت کی دخلیابی (ایڈیٹیو Aditio) پر تھا اس لئے اگر زید دخلیابی سے انکار کرتا تو امانت بیکار ہوجاتی۔ یہ ظاہر ہے کہ جب زید کو خود کوئی فائدہ نہ ہوتا تو وہ ضرور انکار کرتا جیسے کہ جب کل جائداد یا اسکے ایک بڑے حصہ کی امانت ہوتی۔ اس نقص کو رفع کرنیکے لئے پیگاسیانم سنہ ۷۰ء میں نافذ ہوا جس سے وارث کو اجازت دی گئی کہ (جس طرح بر بنائے قانون فلکیدیہ ہبہ جات بالوصیت کے متعلق عمل ہوتا تھا) ورثہ کا ربع حصہ وہ اپنے لئے رکھ لے اور اگر دیگر ورثا بھی ہوں تو اپنے حصہ کا ربع۔ یس۔ سی کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر زید دخلیابی سے انکار کرے (جیسے اگر ورثہ بے منافع ہو)

[1] بذریعہ نالش ایکٹیو یوٹی لس (Actio utilis)

تو عمرو جو بجائے ماموں لہ ہے اسکو مجبور کرنیکے لئے پریٹر سے احکام حاصل کرسکتا
اور ایسی صورت میں زید کو نہ نفع ہوتا اور نہ نقصان۔ اس طریقہ سے جو منتقلی عمرو پر
ہوتی وہ قانون ٹریبلیانم کے تحت تصور کیجاتی۔ اور عمرو بحیثیت وارث نالش
کرسکتا۔ اور اس پر نالش ہوسکتی۔ اور جب زید پر نالش کی جاتی تو وہ عذرداری
انتقال جائداد پیش کرسکتا تھا۔

قانون پیگاسیانم نے قانون اول الذکر کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس میں
ترمیم کی۔ قانون اول الذکر کا اطلاق صرف اس وقت نہیں ہوتا تھا جب کہ زید
کے لئے ترکہ کے ربع سے بھی کم حصہ کی وصیت کی گئی ہو۔ اور ایسی صورت میں زید و عمرو
اور جائداد کے دائن اور مدیون کے درمیان وہی تعلقات ہوتے تھے جو نظام قدیم[له]
میں قانون ٹریبلیانم کے نفاذ سے پہلے ہوا کرتے تھے۔ گیئس کے اس بیان کے
معنی اب سمجھ میں [illegible] کہ عمرو جو سابق میں بجائے بایع ہوتا تھا اس کے
زمانہ میں بعض اوقات بجائے وارث (ایلی کوانڈو ہیریڈس لوکو Aliquando [illegible]
loco) اور بعض اوقات بجائے موہوب لہ (ایلی کوانڈو لیجیٹاری:
Aliquando legatarii) متصور ہوتا تھا۔ عمرو بجائے وارث (یعنی ہیریڈس لوکو)
اس وقت خیال کیا جاتا جب کہ قانون ٹریبلیانم کی رو سے وہ خود نالش کرسکتا
اور اس پر نالش ہوسکتی اور زید کو عذرداری انتقال کے پیش کرنیکا حق حاصل ہوجاتا۔
یعنی (۱) جب کہ زید سے سہ ربع حصہ جائداد سے زائد منتقل کرنیکی درخواست نہ کیگئی ہو۔
(۲) جب زید نے دخلیابی سے انکار کیا ہو اور پریٹر نے اسکو اس پر مجبور کیا ہو۔

عمرو اس وقت بجائے موہوب لہ خیال کیا جاتا جب کہ زید کے لئے ایک ربع
سے کم حصہ ورثہ چھوڑ جائے۔ اور وہ دخلیاب ہوکر اپنے ربع حصہ کے لئے قانون
پیگاسیانم سے استدلال کرے۔ ایسی صورت میں عمرو کا حصہ بذریعہ فرضی بیع منتقل
کیا جاتا[له] اور زید و عمرو کے مابین اسی طرح حصہ بہ مقابلہ حصہ کے اصول سے
کئے جاتے جیسا کہ اس قسم کے ہبہ بالوصیت میں ہوتا تھا جسکو اقتسام یا قسمت کہتے تھے۔

---

[له] یعنی شرائط کے ساتھ فرضی بیع۔

اگر زید قانون پگاسیانم سے استدلال نہ کرتا تو پوری جائداد کا بیع اور شرائط بھی معاملہ مماثل بیع ترکہ کے اصول سے پورے ترکہ کے متعلق کئے جاتے تھے۔ یہ واضح ہوگا کہ گو عمرو کو دونوں صورتوں میں "بجائے موہوب لہ" کہا گیا ہے مگر یہ اصطلاح صورت اول الذکر میں زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جب کہ زید اپنے ربع کے لئے یس۔ سی سے استدلال کرے تو عمرو کی حالت بالکل "بجائے موہوب لہ" کی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ موہوب لہ جسکو ورثہ کا ایک جزو ہبہ بالوصیت کیا گیا ہو۔ دوسری صورت میں (جہاں شرائط معاملہ مماثل بیع ترکہ کے اصول سے کئے جاتے ہیں) عمرو کی حالت گو وارث کی بہ نسبت موہوب لہ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے لیکن مناسبت کے ساتھ اس کو "بجائے بایع" بھی کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ قانون ٹریبلیانم کے نفاذ کے پہلے کہا جاتا تھا۔

جسٹنین کی ترمیمات کا ذکر کرنے کے پہلے [illegible] کے متعلق اور ایک امر [illegible] کہ نظر انداز نہ کیا جائے۔ اگر زید [illegible] کے ایک حصہ کی وصیت کرنے کے بجائے موصی صرف کوئی شے یا اشیا مثلاً اراضی یا غلام وغیرہ وصیت کرتا اور ترکہ امانت میں عمرو کی چھوڑتا تو ایسی صورت میں یہ اشیا چاہے کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں یعنی انکی قیمت جائداد کے ایک بڑے حصہ کے برابر بھی ہو تب بھی جیسی ہے زید عمرو کو منتقل کر دیتا۔ تمام نالشات عمرو کے خلاف یا اس کی طرف سے کیجاتیں اور زید ادائی دیون سے بری الذمہ ہو جاتا۔[1]

ان دونوں یس۔ سی۔ سی (S.C.C.) کے فوائد باقی رکھکر جسٹنین نے انکو ایک ہی کے تحت تنظیم دی۔ ہر صورت میں اگر وارث چاہے تو وہ کم از کم اپنے ربع حصہ کا اسے حق حاصل تھا اور ہر صورت میں فرضی بیع اور شرائط غیر ضروری تھیں جس مقدار میں جائداد مامون لہ کو منتقل ہوتی اسی نسبت میں وہ نالشات کر سکتا تھا یا اس کے مقابل میں نالشات ہو سکتی تھیں۔ اور جہاں تک اسکے حصہ کا تعلق تھا اس کی حالت ہمیشہ قائم مقام وارث کی ہوتی اور وارث اپنے حصہ محصلہ کی حد تک وارث ہوتا۔

[1] مقابلہ کرو جسٹنین کی کتاب دوم ۲۳۔۹۔ جسٹنین کے وضع قوانین نے قانون کو اس خصوص میں نہیں بدلا۔

یعنی اس حد تک وہ نالشات کرسکتا یا اس پر نالشات ہوسکتیں۔ بالآخر قانون پیگاسیانم کے حسکم کی طرح اگر وارث وخلیا بی سے انکار کرتا تو اس کو مجبور کیا جاتا مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ذمہ واری سے بالکل بری ہوتا تھا۔

ج۔ ٹسٹمنٹی فیاکٹیو ( Testamenti factio )۔ اہلیت الوصیت اسکے تین پہلو ہیں :۔

(۱) ٹسٹمنٹی فیاکٹیو ایکٹیوا (Testamenti factio activa) سے مراد وصیت کرنیکا اختیار۔

(۲) ٹسٹمنٹی فیاکٹیو پیاسیوا Testamenti factio Passiva) سے مراد موصی لہٗ بننے کی اہلیت

(۳) ٹسٹمنٹی فیاکٹیوا اور اسکے تیسرے معنی میں اس سے مراد وصیت نامہ کے متعلق گواہ بننے کی قابلیت ٹسٹمنٹی فیاکٹیو ایکیٹوا۔ صرف وہ لوگ وصیت کرسکتے تھے جن کو اختیار تجارت یا داد وستد حاصل تھا۔ اور جن پر کوئی قانون ناقابلیت عائد نہ تھی۔ اور معمولی صورتوں میں انھیں یہ حق نہ صرف بوقت وصیت ہونا پڑتا تھا بلکہ بوقت مرگ بھی۔ غیر مختار (ایلینی جورس Alieni juris ) ہونیکے باعث غلام[1] اور ابن العائلہ وصیت کرنیکے ناقابل تھے۔ بجز اسکے کہ کوئی اب [illegible] ...ثاثہ جنگی یا اثاثہ ہمشکل جنگی و [illegible] سکتا تھا۔ کیونکہ ایسے اثاثہ کے متعلق یہ تصور کیا جاتا تھا کہ وہ اسکا خود مختار مالک [illegible] بھی ناقابل تھا کیونکہ باوجود اسکے کہ وہ خود مختار (سوئی جورس Sui juris ) ہوسکتا تھا۔ مگر اسکی کم عمری مانع تھی۔ اسی طرح مجنون اور وہ مسرفین بھی جنکی جائداد قابل نگرانی ہونا قابل تھے جنھیں پریٹر نے اپنے کاروبار کا انتظام کرنے سے منع کر دیا تھا۔ (لیاٹی نس جونیانس Latinus junianus ) کو حق داد وستد بذریعہ وصیت (جس کمرشی مارٹس کاوزا Jus commercu mortis causa ) حاصل نہیں تھا۔

ڈیڈی ٹیکینیس (Deditieiaus ) کو کسی قسم کے لین دین کا حق نہ تھا۔ اسلئے وہ اپنی جائداد کو بذریعہ وصیت نامہ منتقل نہیں کرسکتے تھے اور یہی حالت اس شخص کی بھی تھی جو از روئے حسکم مجلس اکابرین غیر قابل وصیت (ان ٹسٹابلس Intestabilis قرار دئے گئے (مثلاً بربنائے اشعار رذیل حیثیت عرفی ) اگر کوئی رومنی مدنی جنگ میں اسیر ہوکر غلام بن جاتا تو اسکی یہ قابلیت زائل ہوجاتی اور دوران اسیری میں اگر وہ

---

[1] لیکن اہل روما کا غلام عامہ اپنے نصف اثاثہ کو از راہ وصیت نامہ دے سکتا تھا۔

کوئی وصیت نامہ مرتب کرتا تو وہ ناجائز ہوتا۔ خواہ اسکے بعد وہ فرار ہوکر دوبارہ واپس بھی ہو گیا ہو۔ لیکن اگر اسیری سے پہلے وصیت ہو چکی ہو تو وہ جائز تھی عام ازیں کہ وہ رومنی واپس ہوا ہو کہ نہیں۔ اگر وہ واپس ہو جاتا تو بر بنائے حق (جس پاسٹلی منی Jus postliminii) اسکا وصیت نامہ جائز ہوتا۔ یعنی اس امر مفروضۂ امکانی کے ذریعہ سے کہ وہ کبھی اسیر ہی نہیں ہوا تھا۔ اگر وہ واپس نہ ہوتا اور حالت اسیری میں مرجاتا تو اسکا وصیت نامہ بربنائے امر مفروضۂ امکانی قانون فرنیلی (فکٹیو لیگس کارنیلیائی Fictio legis corneliae) یہ فرض کرلیا جاتا کہ جو رومنی مدنی بحالت اسیری مرجائے وہ کبھی اسیر ہوا ہی نہیں بلکہ اسیر ہوتے ہی مرگیا۔

گیئس کے زمانہ میں گونگے اور بہرے بھی وصیت کرنیکے ناقابل تھے۔ اول الذکر اس لئے کہ وہ سن نہیں سکتے اور آخر الذکر اس لئے کہ وہ بیع نقد کا حصۂ زبانی (ننکیوپاٹیو Noncupative) باللسان ادا نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن جسٹنین نے ان ناقابلیتوں کو منسوخ کردیا اِلّا ایسے اشخاص کی [illegible] تو [illegible] مادرزاد گونگے اور بہرے [illegible] وصیت [illegible] پایا جاتا ہے کہ اندھا ہمیشہ وصیت کا مجاز تھا۔ مگر جسٹنین کے زمانہ میں چند خاص رسوم باضابطہ کا ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ معمولی سات گواہوں کے علاوہ ایک عہدہ دار یا دداشت نویس (نوٹری Notary) کا ہونا ضروری تھا۔ اور اگر یہ عہدہ دار نہ مل سکے تو کوئی آٹھواں گواہ فراہم کرنا پڑتا تھا اور اس کے بعد لازم تھا کہ وصیت نامہ بہ آواز پڑھا جائے۔ جو عورتیں زیر ولایت ہوں انکی حالت وصیت کرنیکے متعلق جو تھی اس سے اوپر بحث ہو چکی ہے[1]

ٹسٹمنٹی فیاکٹیو پیاسیوا (Testamenti factio passiva) اس حق کا نام ہے جو کسی کو بربنائے وصیت نامہ[2] وارث بننے یا کوئی ہبہ بالوصیت پانیکی نسبت حاصل ہو۔ اور یہ ضروری تھا کہ یہ حق نہ صرف بوقت وصیت موصی حاصل بلکہ دخلیابی وارث تک باقی رہے۔ لیکن یہ حق ایسے بہت سے اشخاص کو حاصل تھا

[1] دیکھو لیج صفحہ ۱۰۷ ۔

[2] قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو موصی لہٗ نہیں بن سکتے تھے از روئے امانت انکو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔

جو وصیت کرنیکے مجاز نہ تھے کیونکہ ہر وہ شخص جو مدنی تھا یا جو کسی مدنی کے زیر اختیار تھا قانونی ناقابلیت کے باوصف بھی مثلاً مجنون یا نابالغ وغیرہ ہونے پر بھی از روئے وصیت نامہ جو اسکو دیا گیا ہو وہ اسے حاصل کرسکتا۔

وہ لوگ جو کسی وصیت نامہ سے فائدہ اٹھانے سے محروم تھے انکی بڑی مثال غیر ملکی۔ لاطینی۔ ڈیڈی ٹیکی[1]۔ وہ اشخاص جن کی نسبت حکم دیدیا گیا تھا کہ وہ وصیت نہیں کرسکتے۔ اشخاص غیر معین[2]۔ اور وہ اشخاص جن کو بربنائے مصلحت عامہ بذریعہ قانون موضوعہ ناقابل وصیت قرار دیا گیا ہو تھے۔ مثلاً جسٹنین کے زمانہ میں کفار ملحدین اور ایسے اشخاص کے بچے جنھیں بعلت بغاوت سزا دیگئی ہو۔ بربنائے قانون وقونیہ کوئی موصی جسکی جائداد کی مالیت ایک لاکھ آری یا اس سے زائد ہو اپنا وارث کسی عورت کو نہیں بنا سکتا تھا لیکن یہ ناقابلیت جسٹنین کے زمانہ میں منسوخ تھی۔ ناقابلیت بربنائے قانون موضوعہ کی دوسری مثال وہی ہے جو از روئے قانون جولیا ییٹ پیا پیا پیہ وستیا [illegible] قانون جولیا نے ناکتخدا اشخاص [illegible] کو کسی وصیت نامہ سے بھی مستفید ہونے سے محروم کردیا تھا۔ تاوقتیکہ موصی اسکا [illegible] کے اندر نہ ہو یا تاوقتیکہ وہ ناکتخدا شخص مضامین وصیت نامہ کے معلوم ہونیکے ایک سو روز کے اندر بیاہ نہ کرلے۔ اگر لاولد اشخاص[3] کو کسی وصیت نامہ کی رو سے کوئی فائدہ پہنچتا ہو تو بربنائے قانون جولیا ان کو صرف نصف حد تک فائدہ پہنچ سکتا تھا تاوقتیکہ قانون جولیا کی طرح موصی رشتہ دار قریب نہ ہو۔ مگر ان دونوں قوانین کا نتیجہ بتمام ناقابلیت کے نتیجہ کی صورت سے جدا ہے۔ ناکتخدا ہو کہ لاولد کوئی بھی شخص ٹسٹمنٹی فیکٹیو (Testamenti factio) سے محروم نہ تھا۔ اور جائز تھا کہ وہ وارث بنایا جائے یا اس کے مفید ہبہ بالوصیت کیا جائے (یعنی نامزدگی وارث یا عطائے ہبہ بالوصیت جائز نہیں) مگر (جزءً ہو کہ کلاً) جو فوائد اس طرح سے انھیں عطا کئے جائیں ان سے

---

[1] تاوقتیکہ انھیں مدنیت ایک سو روز کے اندر نہ ملجائے۔

[2] پاسٹیومی کے متعلق ملاحظہ ہو بیان صدر یا پیج صفحہ ۱۸۴۔

[3] یعنی وہ اشخاص جنکا بیاہ ہونے پر بھی کوئی اولاد زندہ نہ ہو۔

مستفید ہونیکی ان میں قابلیت تسلیم نہیں کی گئی اور وصیت نامہ[1] ساقط ہونیکے باعث جائداد منتقل ہوتی ہے۔

(الف) موصی کے والدین اور بچوں کو (اگر کوئی ہوں) جنھیں ازروئے وصیت نامہ اس نے اپنا وارث نامزد کیا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا ہو تو

(ب) ورثا یا موہوب لہم کو (جیسی کہ صورت ہو) جو صاحب اولاد ہوں

(ج) ان دونوں جماعتوں کی غیر موجودگی میں داخل خزانہ سرکاری ہو

لیکن اگر ہبہ بالوصیت مشترک ہو (جیسے زید۔ عمرو۔ بکر کے نام) اوران حصول کے منجملہ کوئی ایک حصہ ساقط ہو جائے تو دوسرے موہوب لہم اپنا اپنا حصہ وارث سے پہلے لے لیتے ہیں۔ کیارا کیلا کے زمانہ میں جماعت مندرجہ (ب) کا حق زائل ہوگیا اس طرح کہ وہ ورثا جو موصی کے بچے یا اس کے والدین تھے جائداد لیتے تھے یا وہ خزانۂ سرکاری میں داخل ہو جاتی تھی اور جو نا قابلیتیں ازروئے (لیگس کیاڈو کیارائی Leges caducariae) نا[illegible] اشخاص پر عائد ہوئی تھیں [illegible] تو [illegible] وقت بالکل متروک ہوگئی تھیں کیونکہ قسطنطین نے انکو منسوخ کر دیا تھا۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کسی وصیت نامہ سے متمتع ہونیکی نسبت جو حق تھا وہ نہ صرف مدنی ہی کو حاصل تھا بلکہ ان اشخاص کو بھی جو مدنیوں کے زیر اختیار ہوتے تھے اگر موصی ہی شخص اعلیٰ ہو تو جو شخص زیر اختیار ہو وہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے استعمال کر سکتا ہے

---

[1] یعنی ساقط یا نا قابل استعمال ہوں (کیاڈوکم Caducum) کی اصطلاح سے مراد وہ عطیات تھے جو ازروئے قانون ملک جائز تو تھے مگر ان سے پہلو تہی یا تو کسی خاص مانعت کی وجہ سے (مثلاً جیسے کہ یہاں جب کہ کوئی قانون موضوعہ عائد کرے) کیجاتی تھی یا جو کسی اور وجہ سے ساقط ہو گئے ہوں۔ مثلاً کسی شرط کا پورا نہ کرنا۔ عطیات ساقط شدہ (کیاڈوکا Caduca) سے متاثرہ عطیات ہیں جن کو (پرونان اسکرپٹس Pro non scriptis) کہتے تھے جیسے کہ وہ ہبہ بالوصیت جو اس شخص کے لئے کیا جائے جو فوت شدہ ہو لیکن موصی کا خیال اسکے خلاف تھا۔ کیاڈوکم سے مراد وہ سقوط ہے جو موصی کی وفات کے بعد ہوا ہو اور (ان کاوزکیاڈوکی In causa caduci) سے مراد وہ ہبہ بالوصیت ہے جو تاریخ وصیت نامہ اور وفات موصی کے درمیان بے اثر ہو گیا ہو (دیکھو روبی کتاب اول ۲۸۲۔۲۸۳)۔

مثلاً ایک ابن العائلہ جسکو اس کے والد نے وارث بنایا ہو یا وہ غلام جو بعطائے آزادی کے ساتھ وارث نامزد کیا گیا ہو[1] اور اگر شخص اعلیٰ موصی کے سوائے کوئی اور شخص ہو تو شخص زیر اختیار کو جو فائدہ عطا کیا گیا ہو اس سے معمولی صورتوں میں صرف ابن العائلہ یا آقا منتفع ہوتا ہے[2] مثلاً عمرو کے غلام بکر کو زید اپنا وارث بناتا ہے۔ یہ تقرر جائز ہے بشرطیکہ عمرو کو زید کے ساتھ ٹسٹمنٹی فیاکٹیو حاصل ہو اور اگر عمرو فوت بھی ہو چکا ہو تو جائز ہے کیونکہ اسکا ورثہ معطل اس کی شخصیت کو برقرار رکھتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جب عمرو یا عمرو کے وارث کے حکم سے بکر زید کی جائداد پر دخل پاتا ہے تو اس کی حالت گویا اپنے آقا کے کارندہ کی ہوتی ہے اور اس طرح سے اس کو وارث بننے کے پورے فوائد حاصل ہو جاتے تھے بلا اسکے نقائص کے۔

ٹسٹمنٹی فیاکٹیو ( Testamenti factio ) کا مفہوم کسی وصیت نامہ کی شہادت کی قابلیت کے متعلق [illegible]

شہادت [illegible] کی ضرورت صرف تحریر وصیت [illegible] کے وقت ہوتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ گیئس کے زمانہ میں صرف وہ اشخاص گواہ [illegible] سیانگی پیشن (جس پر پورے وصیت نامہ کا دار و مدار تھا) میں حصہ لینے کی صلاحیت ہوتی تھی۔ چونکہ اس رسم میں کوئی ایسا شخص حصہ نہیں لے سکتا تھا جو کہ مدنی نہ ہو اور جسکی عمر سن بلوغ سے زائد نہ ہو اور جس پر کوئی قانونی ناقابلیت عائد نہ ہوتی ہو۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکل آیا کہ گونگے بہرے۔ مجنون۔ غلام۔ عورتیں یا بچے جو زیر ولایت و حصانت ہوں اچھے گواہ نہیں ہو سکتے۔ یہی نہیں بلکہ گیئس کی تحریر کے زمانہ میں چونکہ بظاہر تمام کاروبار موصی اور مشتری عائلہ فیمالیائی ایمپٹر (Familiae emptor) کے درمیان ہوتا تھا لہذا کوئی شخص جو ان دونوں کے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے زیر اختیار ہو جائز گواہ نہیں ہو سکتا تھا[3] لیکن وارث اصلی موہوب لہم اور انکے رشتہ دار

---

[1] جسکا مفہوم جسٹینین کے زمانہ کی ہدایات میں مستند تھا۔

[2] اسکا استثناء وہ ہے جبکہ دوسرے کے غلام کو بغیر آزادی وارث مقرر کیا جائے اور وہ شرط پوری ہو چکی ہو۔

[3] جو شخص مشتری کے زیر اختیار ہو تھا مجاز نہیں ہو سکتا دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۰۵۔

جائز طور پر گواہ ہو سکتے تھے اگرچہ گیئس کا بیان ہے کہ خود وارث اسکا اب العائلہ اور ان لوگوں کو جو اس کے زیر اختیار ہوں نہیں چاہئے کہ گواہ بنیں[1]۔ گو جسٹینین کے زمانہ میں وصیت کسی فرضی بیع کے ذریعہ سے نہیں ہوا کرتی تھی۔ تاہم گواہ کو چاہئے تھا کہ اسکو حق تجارت حاصل ہو اور اس میں کوئی قانونی ناقابلیت نہ ہو اور جسٹینین کے قول کے مطابق عورتیں۔ نابالغ بچے۔ غلام۔ گونگے۔ بہرے۔ مجانین۔ مسرفین اور وہ لوگ جو غیر قابل وصیت قرار دئے گئے ہوں ان اشخاص میں سے کوئی بھی شہادت کا مجاز نہ تھا۔ مشتری عائلہ کا کوئی نشان باقی نہ رہا لیکن قانون قدیم کی طرح کوئی شخص بھی جو کسی کے زیر اختیار رہو یا اسی اختیار کے تحت میں ہے جیسے کہ موصی گواہ نہیں ہو سکتا اور وہ رواج جسکو گیئس نے ناپسند کیا یعنی کہ وارث اور اسکے رشتہ دار شواہد جائز تھے جسٹینین کے زمانہ میں غیر قانونی قرار دیا گیا۔ جسٹینین کے موضوعہ قانون کی رو سے کوئی شخص بھی جو وارث نامزد ہوا ہو یا جو اسکے زیر اختیار ہو [illegible] اب العائلہ یا اسکا بھائی [illegible] میں ہو غرض [illegible] اور [illegible] کی گواہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جسٹینین کے زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ موہوب لہم اور وہ اشخاص جنھیں امانت بذریعہ وصیت[2] سونپی گئی ہو گواہ وصیت ہو سکتے تھے اگرچہ اس سے ان کا فائدہ ہوتا ہو۔

ج۔ وصیت نامہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے۔ جو وصیت نامہ ابتدا ہی سے ناجائز ہوتا تھا اسکو ناجائز (ان جسٹم In justum) یا کالعدم (نان جوری فیاکٹم Non jure factum) کہتے تھے۔ اور اس وصیت نامہ کا نام جو بوقت تحریر جائز ہو مگر کسی واقعہ مابعد کے باعث وہ ناجائز قرار دیا گیا ہو (رپٹم Ruptum) تھا۔

وصیت نامہ جائز (ٹسٹمنٹم ان جسٹم Testamentum injustum) وقت تحریر ہی سے کوئی وصیت نامہ کالعدم اور بے اثر ہوتا تھا۔ کیونکہ

الف۔ موصی کو حق ٹسٹمنٹی فیاکیٹو حاصل نہ تھا بمثلا وہ المعنی (لیاٹی نی جونیانس) تھا۔

---

[1] "اپنی قابلیت کا استعمال نہ کریں" (دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۰۸)۔

[2] اور لازماً ان کے رشتہ دار بھی۔

(ب) وصیت غیر صحیح طور پر کی گئی۔ مثلاً چند گواہ قانونی گواہ ہونیکی اہلیت نہیں رکھتے تھے یا یہ کہ موصی نے نامزدگی وارث اور کسی اپنے بیٹے کو جو اس کے زیر اختیار ہو محروم الارث کرنا ترک کیا ہو۔

ٹسٹمنٹم رپٹم (Testamentum ruptum) کوئی وصیت نامہ جائز کالعدم ہو جا سکتا تھا کیونکہ

الف۔ موصی نے اس کو فسخ کر دیا کیونکہ ایک نئے وصیت نامہ کے ذریعہ سے جو ازروئے قانون ملک جائز تھا اس کو حق تھا کہ پہلا وصیت نامہ فسخ کر دے۔ لیکن دوسرے ناجائز وصیت نامہ سے بھی پہلا وصیت نامہ فسخ ہو جاتا تھا اگر موصی کے وہ ورثہ جو بعدم موجودگی وصیت نامہ ورثہ قرار پاتے پہلے وصیت نامہ میں متروک ہوتے اور دوسرے میں وارث ٹھہرائے جاتے اور دوسرے وصیت نامہ سے گو وہ صحیح طور پر مرتب ہو جائیداد [illegible] اسکے اثر سے وصیت نامہ سابق فسخ ہو جاتا ہو۔ اور اگر وہ شخص جو اس میں وارث نامزد ہوا ہو چند [illegible] وارث ہوا ہو تو یہ تعبیر کیجا سکتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسکو ایک امانت بذریعہ وصیت سونپی گئی ہے کہ جائداد کا باقی حصہ اس وارث کے حوالہ کر دے جسکا ذکر ابتدائی وصیت نامہ میں آیا ہو۔ گو اگر ان اشیائے خاص کی کل مالیت پوری جائداد کے ایک ربع کے برابر نہ ہو تو اشیائے معطیہ کے علاوہ وہ وارث جو دوسرے وصیت نامہ میں نامزد کیا گیا ہو جائداد کا اور اتنا حصہ رکھ سکتا ہے جس سے کہ ایک ربع کی تکمیل ہو سکے اور یہ حصہ ربع اسکو ازروئے قانون پیکا سیانم حاصل[1] ہوتا تھا۔ احکام تھیوڈوسیس کے بعد کوئی وصیت نامہ دس سال کے مرور کے بعد منسوخ ہو جاتا تھا لیکن جسٹینین کے زمانہ میں محض مرور ایام کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا تاوقتیکہ دس سال کے بعد موصی ازراہ انفساخ نہ ظاہر کرے۔ (تین گواہوں کے آگے زبانی کہنے سے یا اپنا بیان ایکٹا (Acta)

---

[1] نہ کہ قانون فالکیدیہ جیسا کہ جسٹینین بیان کرتا ہے۔ دیکھو جسٹینین ۲ - ۱۷ - ۳ -

میں رجسٹری کرا دے۔ محض نیت انفساخ کافی نہیں تھی۔ (جسٹنین ۲-۱۷-۷) لیکن وہ انفساخ درست متصور ہوتا تھا اگر وصیت نامہ تلف کر دیا جاتا مثلاً پھاڑ ڈالا جاتا۔ یا وارث کی نامزدگی محکوک کر دیگئی ہو۔

ب۔ کوئی وصیت نامہ کالعدم (رپٹم Ruptum) ہو جاتا اگر پاسٹومس سوآس (Postumus suus) باپ کی وفات کے بعد کوئی خویش) پیدا ہوتا یا تاریخ وصیت کے بعد کسی طرح سے کوئی شخص وارث بلا وصیت ہو جاتا۔ مثلاً ازدواج یا حق شوہر یا تبنیت خودمختار (ایروگیشن Arrogation) کے ذریعہ سے۔ لیکن جسٹنین کے زمانہ میں کسی پاسٹومس کی ولادت کی وجہ سے وصیت نامہ کا ٹوٹنا ضروری نہ تھا کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ایسے اشخاص کی وراثت کے لئے نامزدگی یا ان کو محروم الارث کرنا توقعاً ہو سکتا تھا۔ او[illegible] حق شوہر تو بالکل [illegible]چکا تھا۔ لیکن جسٹنین کہتا ہے کہ [illegible] زمانہ میں بھی اگر کوئی موصی [illegible] کسی بالغ کو متبنیٰ کرتا اور یا کسی کو بذریعہ تبنیت کامل متبنیٰ بناتا تو (سوس ہیرس Suus heres) کے ہمشکل ہم جد ہونیکے باعث اسکا وصیت نامہ فسخ ہو جاتا۔

ج۔ کوئی وصیت نامہ کالعدم ہو جاتا (یا رپٹم کی اس نوع کو کبھی اِرّی ٹم Irritum) بھی کہتے تھے) جب کہ تاریخ وصیت کے بعد موصی کی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہو۔ لیکن اگر (۱) موصی کے غنیم کے ہاتھ اسیر ہونیکے باعث تنزل حیثیت واقع ہوا ہو تو اسکے وصیت نامہ کو اِرّی ٹم نہیں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اس کی حمایت یا تو جُس پاسٹی لیمنیم سے یا فکشیو لیگس کارنیلیا (Fictio legis cornelia) سے ہوتی تھی اور (۲) اگر تنزل حیثیت اقل درجہ کا ہوتا اور موصی مدنی اور بوقت مرگ خودمختار سوئی جورس ہوتا (مثلاً متبنیٰ ہونیکے بعد: ایروگاٹی: پھر آزاد ہو جانے سے) تو پریٹر اس وارث کو جس کا نام وصیت نامہ میں ہو قبضہ بربنائے معدلت و مطابق الواح عطا کرتا مگر یہ صرف دستاں ری

(Sine re [1] ہوتا تھا تاوقتیکہ اسکی حیثیت سابقہ دوبارہ حاصل کرنیکے بعد موصی صریح طور پر اپنی خواہش ظاہر کرے کہ وصیت نامہ بحال رکھا جائے[2]

د۔ وصیت نامہ کے کالعدم ہونیکی ایک اور مثال (یا جیساکہ یہاں خاص طور سے اسکو (ڈیسٹی ٹیوٹم یا ڈیزرٹم Destitutum or desertum) کہا جاتا تھا) یہ تھی کہ کوئی شخص بدل شرہونیکے باعث وارث نہ لے سکا یعنی موصی سے پہلے مرگیا یا ٹسٹمنٹی فیاکٹیو زایل ہوگیا یا انکار کردیا۔

ھ۔ وصیت کے منسوخ ہوجانے کی سب سے آخری شکل یہ تھی کہ فریاد بربنائے وصیت نامہ نامنصفانہ پیش کیجائے۔ زکویریلا ان آف کیاسی ٹسٹمنٹی (Querela Inofficiosi Testamenti) کی کامیابی پر وصیت نامہ کالعدم ہوجاسکتا تھا۔

## ذیلی دفعہ ۲ [illegible] ی بعدم وصیت انٹسٹیٹ سکسیشن (Intestate succe[illegible]n)

اگر کوئی شخص بغیر وصیت کے مرجائے یا ایسا وصیت نامہ چھوڑے جو بے اثر ہو تو وہی اشخاص وارث ہوتے تھے جن کو قانون وارث تسلیم کرتا جسٹینین کے جدید فرامین نافذ ہونے تک وارث کے قرار دینے کا اصول قرابت ہم جدی کے اصول پر مبنی تھا۔

اگرچہ پریٹروں کا اصلاحوں اور دیگر تبدیلیوں سے جو زمانہ جسٹینین سے پہلے بلکہ خود جسٹینین کے زمانہ میں اس کے جدید فرامین سے پہلے اور ان کے ذریعہ سے بھی کیگئی تھیں اس میں ترمیم ہوگئی پس ہم اس مضمون کو ذیل کے عنوانات کے تحت ترتیب دے سکتے ہیں :-

الف۔ ازروئے قانون ملک۔

ب۔ پریٹروں کی اصلاحیں۔

ج۔ جسٹینین کی ابتدائی ترمیمات کے پہلے کا قانون۔

---

[1] یعنی قالبض بربنائے معدلت کو وارث بلا وصیت بیدخل کرتا۔

[2] مقابلہ کرو گیئس سے کتاب دوم فقرہ ۱۴۷ تا ۱۴۹۔

ل۔ جدید فرامین (ناولس Novels)

ھ۔ جانشینی اشخاص آزاد شدہ مولی العتاقہ کے حق کا ذکر ایک جداگانہ بحث کا محتاج ہے۔

الف۔ ازروئے قانون ملک۔ جیساکہ قبل ازیں ذکر ہوچکا ہے کسی شخص کے بلا وصیت مرنے پر جو صنف اول اسکے متروکہ کی مستحق ہوتی ہے وہ اس کے ورثائے بنفسہ ہوتے ہیں۔ یعنی وہ اشخاص جو اسکی وفات کے وقت اسکے زیر اختیار تھے مگر جو اس کی وفات کے باعث خود مختار (سوئی جورس Suis juris) ہو جاتے ہیں قائم مقامی بھی جائز تھی یعنی اگر کوئی وارث بنفسہ فوت ہو جائے تو اسکے حصے کا استحقاق اس کے بچوں کی طرف منتقل ہو جاتا وارث متوفی کے ورثہ اسکا حصہ بالنسب لیتے تھے (پر اسٹرپس Per stirpes) یعنی بچے آپس میں وہ حصہ بانٹ لیا کرتے جو ان کے مورث کو ملنے والا تھا مثلاً میت [illegible] کے حسب ذیل ورثہ موجود ہیں [illegible] لڑکا عمرو جو تبنیت [illegible] وغیرہ لڑکا مسمی بکر ہے جسکو وہ آزاد کرچکا۔ ایک بیٹی مسماۃ ہندہ ہے جسکا ازدواج باعق شوہر ہوچکا۔ ایک اور بیٹا مسمی خالد ہے جسکا بیاہ ہوچکا اور جسکا ایک بیٹا مسمی حامد ہے۔ اور ایک فرزند متوفی گیئس سے دو پوتے ہیں۔ زید کی وفات کے وقت عمرو۔ بکر اور ہندہ اسکے اختیار میں نہیں تھے۔ حامد بیٹا اگر زید کی وفات سے وہ خود مختار نہیں ہوتا۔ پس ان میں سے کوئی شخص بھی زید کے ورثائے بنفسہ سے نہیں ہوسکتا۔ لیکن خالد اور دو پوتے زید کی وفات کے وقت اس کے زیر اختیار تھے اور خود مختار ہوتے ہیں اس لئے خالد نصف جائداد کا وارث ہے اور دونوں پوتے بقیہ نصف کے کیونکہ وہ اپنے متوفی باپ کے قائم مقام ہیں اور بہ لحاظ نسب اپنا حصہ لیتے ہیں۔ اگر قائم مقامی بالنسب ہونے کے عوض بالراس (پرکیپاپی ٹا Per capita) ہوتی تو خالد اور ہر ایک پوتا جائداد کے ایک ایک ثلث کا وارث ہوتا۔

ورثائے بنفسہ کے نہ ہونیکی صورت میں متروکہ ہم جدی رشتہ داراں اقرب (اگناٹی پراکسیمی Agnate Proximi) میں تقسیم کر دیا جاتا ہے یعنے وہ ہم جدی رشتہ دار (جو ورثائے بنفسہ سے جدا ہوں) جو موصی کے وفات کے وقت یا وصیت نامہ کے

ناقابل تعمیل ہونیکے وقت اسکے قریب ترین رشتہ دار ہوں مثلاً وہ بھائی جو موصی کے باپ سے[1] پیدا ہوئے ہوں یا کوئی چچا۔ ہم جدیوں کی صورت میں جو قواعد ہیں وہ ورثائے بہ نفسہ کے قواعد سے جدا ہیں کیونکہ

الف۔ درجہ میں جو سب سے قریب ہو وہ دوسرے ہم جدیوں کیلئے حاجب ہوتا تھا یعنی یہاں قائم مقامی کا اصول ملحوظ نہیں رکھا جاتا ہے مثلاً اگر میت کے کوئی ورثہ بنفسہ موجود نہ ہوں بلکہ صرف ایک بھائی عمرو اور دوسرے متوفی بھائی کا بیٹا مسمی بکر موجود ہوں تو عمرو درجہ میں قریب ہونیکی وجہ سے تنہا وارث قرار دیا جائیگا اور بکر درجہ میں بعید ہونیکی وجہ سے محجوب ہو جائیگا۔

ب۔ صورت متذکرہ صدر میں بکر کو جانشینی کی بابت حق مشروط بھی حاصل نہیں ہوتا اگر عمرو قبل از دخلیابی مرجائے یا ورثہ لینے سے انکار کرے۔ " اس حق میں تو جانشینی ہے ہی نہیں "[2] [illegible]

ج۔ اگر مساوی درجہ کے کئی ہم جدی ہوں تو جانشینی بالراس [illegible] میت کا کوئی وارث بہ نفسہ نہیں ہے اور نہ کوئی بھائی یا بہن بلکہ ایک متوفی بھائی کا بیٹا مسمی عمرو اور ایک دوسرے متوفی بھائی کے دو بیٹے بکر اور خالد زندہ ہوں تو ان تینوں میں سے ہر ایک یک ثلث ترکہ کا مستحق ہوگا۔

د۔ از روئے قانون ووکونیا عورتیں ہم جدی قرابتداری کی حیثیت سے محروم تھیں بہ استثنا ان عورتوں کے جو خونی رشتہ دار ہوں۔

اگر ورثائے بنفسہ اور ہم جدان قریب نہ ہوں تو جائداد اہل قبیلہ کو ملتی لیکن گیئس کے زمانہ میں اہل قبیلہ کا حق جانشینی متروک ہو چکا تھا اور اس لئے وہ اس مبحث پر بالتفصیل بحث نہیں کرتا ہے[3]

---

[1] برادران وخواہران ہم جدی یعنی وہ بھائی بہنیں جو متوفی کے باپ ہی سے پیدا ہوئے ہوں۔ درجہ میں سب سے قریب تھے اور انکو " ہم خون " کا خاص نام دیا گیا تھا۔ ورثائے لازمی اور ہم جدی دونوں کو بعض اوقات ورثائے جائز کہا جاتا تھا۔ کیونکہ قانون الواح اثناعشر کی رو سے انھیں ورثہ کی طرف بلایا جاتا ہے۔

[2] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ (۱۲)

[3] " " " " (۱۷)

ب۔ پریٹروں کی اصلاحیں۔ قانون ملک میں وراثت بلا وصیت کی بابت جو نقائص[1] تھے ان کو گیئس[2] یوں مجملاً بیان کرتا ہے :۔

(۱) جو بچے آزاد کر دیے گئے تھے انکا کوئی حق نہ تھا اور نہ ان بچوں کا تھا جو تبنیت میں دے گئے تھے یا جنکا ازدواج باحق شوہر ہو چکا تھا۔

(۲) جو بچے اپنے باپ کے ساتھ مدنی قرار دیے گئے تھے وہ باپ کے زیر اختیار نہیں تھے تاوقتیکہ شہنشاہ اسکے متعلق فرمان نہ جاری کرے[3] اور اسلیے وہ اس کے ورثائے بہ نفسہ نہیں تھے۔

(۳) رشتہ داران ہم جد کو جن کی قانونی حیثیت میں تنزل ہوا تھا حق وراثت حاصل نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ گو تنزل حیثیت درجہ اقل کا ہی کیوں نہ ہو وہ ہم جدی کی تعریف سے باہر ہو جاتے تھے۔

(۴) قریب ترین ہم جدی کے نہ ہونیکی صورت میں رشتہ داران البعید کا کوئی حق نہ تھا۔

(۵) بچہ ہم جدی [illegible] باپ سے پیدا ہوئی [illegible] کی عورت جانشین [illegible] ہوئے اور [illegible]

(۶) کاگناٹس (Cognates) کا جو ہم جدی نہ تھے کوئی حق تھا ہی نہیں۔

اس طرح وہ لوگ جنھیں رشتہ داری اناث کے ذریعہ سے حاصل تھی بالکل محروم تھے۔ اس بنا پر ماں کو اپنے بچوں کی جانشینی کا کوئی حق نہیں تھا (اور اسی [illegible] کے بالعکس) تاوقتیکہ اسکا ازدواج باحق شوہر نہ ہو چکا ہوتا کہ اسکی حالت اپنے بچوں کے مقابلہ میں ہمشکل خواہر بواسطہ ہم جدی کے ہوتی (ہم جدی۔ ایگناٹین)۔

---

[1] اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی رومنی بلا وصیت مرنے سے کیوں ڈرتا تھا۔

[2] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۱۸ تا ۲۴۔

[3] مقابلہ کرو گیئس کتاب اول فقرہ ۹۴۔

[4] ایک دوسری سختی یہ تھی کہ جہاں خونی رشتہ داری کے دعوئی فطری کی طرف سے اس قدر بے اعتنائی کیگئی ہم جدی رشتہ داری متوفی اور کسی بالکل اجنبی شخص کے درمیان قائم ہو سکتی تھی۔ مثلاً وہ شخص جسکو اس نے اپنی تبنیت میں لیا ہو اور جو اس بنا پر اسکے حقیقی بیٹے کو جو آزاد کر دیا گیا ہو محروم کر دیتا ہے۔

گیئس کہتاہے کہ ان تمام نامساواتوں میں پریٹر نے اپنے اعلاناتی احکام کے ذریعہ ترمیم کردی ترمیم ان معنوں میں نہیں کی گئی کہ اشخاص محروم الارث کو بموجب قانون ملک وارث بنایا گیا ہو (چونکہ پریٹر وارث نہیں بنا سکتا) بلکہ ان کو حقیت نفعتی بعدم وصیت (بونرم پزیسیو Bonorum possessio) دیتا تھا۔ اسکی اغراض اصلاحی حسب ذیل تھیں۔ اس نے ایک ترتیب مالیہ کی کہ اس ترتیب کے لحاظ سے حقیت نفعتی دیا جاتا تھا اور جائداد کا تمتع و تصرف ان اشخاص کو دیا کرتا تھا جنکا شمار ان مختلف جماعتوں میں ہوتا تھا۔ عام ازیں کہ ایسے اشخاص قانونی ورثا ہوں یا وہ لوگ ہوں جو ازروئے "قانون ملک محروم الارث ہونیکے باعث پریٹر ان کی حمایت کرتا ہو۔ اگر حقیت نفعتی ایسے شخص کو دیجائے جو کہ ازروئے قانون ملک وارث ہو تو ظاہر ہے کہ یہ صرف قانون ملک کو مدد دینے کی غرض سے تھا" دوسری صورتوں میں قانون کو درست کرنیکی غرض سے تھا۔

انکے چار [illegible] حسب ذیل تھے :-

(۱) انڈی لبری Unde liberi

(۲) انڈی لیجی ٹیمی Undi legitimi

(۳) انڈی کاگناٹی Unde cognati

(۴) انڈی ویرایٹ اکسر Unde vir et uxor

قبضہ بربنائے معدلت۔ بونرم پزیسیو انڈی لبری Bonorum possessio undi liberi پریٹر کے اعلانی احکام موسومہ انڈ لبری متعلق آزاد شدہ کی رو سے حقیت نفعتی کے مستحق نہ صرف ایسے ورثائے ذاتی قرار دئے گئے اپنے اعلانی احکام کے اسی حصہ میں پریٹر نہ صرف ورثائے لازمی سے جو ازروئے قانون ملک مستحق ہیں قبضہ بربنائے معدلت کا وعدہ کرتا تھا جو کہ ازروئے قانون ملک مستحق تھے بلکہ (۱) آزاد شدہ لڑکا اور (۲) ایسا بچہ جو تبنیت میں دیا گیا ہوا ور بعد میں آزاد کر دیا گیا ہو[1]۔ گر آزاد شدہ لڑکے کے متعلق

---

[1] اگر کوئی بچہ تبنیت میں دیا جائے اور وہ اسکے حقیقی باپ کی وفات کے بعد آزاد کر دیا جائے تو جسٹنین کے زمانہ ماقبل میں یہ قاعدہ تھا کہ اس بچہ کو نہ اپنے حقیقی باپ اور نہ پدر متبنی کی جانشینی کا کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ اول الذکر کا کاگناٹی ہوتا تھا۔

یہ شرط تھی کہ وہ دیگر ورثا کے ساتھ اشتمال جائداد کرے (کولاٹیو بونرم Collatio bonorum) یعنی انکے ساتھ شریک حصہ جائداد ہونے سے پہلے اسکو سرمایۂ عام میں وہ تمام مال بجز اثاثۂ جنگی وہمشکل جنگی کے جو اس نے تاریخ آزادی سے حاصل کیا ہو لاکر جمع کرے۔ اسکی وجہ مثال سے واضح ہوگی۔ زید کے تین بیٹے ہیں۔ عمرو۔ بکر۔ اور خالد۔ اگر وہ عمرو کو آزاد کردے۔ اور چار سال کے بعد وہ فوت ہو جائے تو بکر اور خالد ورثائے بنفسہ ہوتے ہیں اور پریٹر عمرو کو انکے ساتھ حقیت تصفیتی دیتا ہے۔ لیکن بدیں خیال کہ عمرو نے اپنی تاریخ آزادی اور باپ کی وفات کے درمیانی زمانہ میں بہت کچھ جائداد پیدا کرلی ہوگی درحالیکہ بکر اور خالد بجز اثاثۂ جنگی یا ہمشکل جنگی[1] کے کوئی اور چیز کما نہیں سکتے تھے عمرو کو حصہ میں شریک ہونیکی اجازت اس شرط سے دیجاتی تھی کہ اپنی جائداد بھی شامل ترکہ کرے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اگر کوئی لڑکا آزاد کر دیا جائے اور اس کے بچے جو آزادی سے پہلے [illegible] العائلہ کے زیر اختیار رہوں تو وہ موخر الذکر کے ورثائے بنفسہ ہوتے اور [illegible] روسے قانون ملک خود اپنے باپ کو محروم الارث کرتے لیکن پریٹر نصف جائداد کی حقیت تصفیتی باپ کو اور باقی نصف کی حقیت اس کے بچوں کو دیتا۔ مگر ظاہر ہے کہ اگر ورثہ متعدد ہوتے تو باپ اور بچے ہر ایک آدھی جائداد نہیں لیتے بلکہ اس کے حصہ کا آدھا۔ اگر کوئی آزاد شدہ بچہ اپنے تئیں تبنیت (خود مختار) [illegible] دیدے تو اسکے حقیقی باپ کی جائداد کا اسکو قبضہ بربنائے معدلت نہیں دیا جاتا تھا تا وقتیکہ جس شخص نے اسکو تبنیت بالغ میں لیا تھا اسکے باپ کے حین حیات اسکو آزاد نہ کردے۔ انڈی لیجی ٹیمی (Unde legitimi) ایسا پایا جاتا ہے کہ اس نوع کا قبضہ بربنائے معدلت پریٹری واز روئے قانون ملک جائز تھا کیونکہ وہ بموجب قانون ملک ورثائے [illegible] کے واسطے تھا جنھوں نے انڈی لبری[2] کا مطالبہ نہ کیا ہو اور انکے واسطے بھی جو ہم جد ان [illegible]

---

[1] اسکے سوائے باقی جو کچھ انھوں نے کمایا اپنے باپ کیلئے کمایا۔

[2] یعنی جنھوں نے ایک سال کے اندر قبضہ بربنائے معدلت کے دعوے [illegible]
انکو اس دوسرے موقع کا فائدہ اٹھانا پڑا جو انھیں پریٹر نے دیا۔ یعنی وارث جائز ہونیکا [illegible]

جیساکہ قبل ازیں تشریح ہو چکی ہے۔ یہ سچ ہے کہ پریٹر ان ہم جدی کی مدد کیا کرتا تھا جو ازروئے قانون ملک محروم تھے مگر پریٹر اس درجہ رشتہ داری میں مدد نہیں کرتا تھا بلکہ درجہ مابعد میں۔

انڈی کاگناٹی: (Unde cognati) پہلی دو جماعتوں سے جن اشخاص کا استحقاق متعلق ہوا اگر انکے منجملہ کوئی شخص بھی اپنا دعوے پیش نہ کرے تو پریٹر قبضہ بربنائے معدلت (بونرم پزیسیو انڈی کاگناٹی[1]) ان لوگوں کو دیتا تھا جو متوفی کے رشتہ دار خونی ہوں۔ اس جماعت کے اندر تمام فروع داخل تھے خواہ وہ آزاد شدہ ہوں یا تبنیت میں دئیے ہوئے ہوں یا نہ دئے ہوے ہوں۔ اور گو بچہ ہنوز اپنے پدر متبنی کے اختیار میں ہو۔ وہ تمام رشتہ داران ہم جد جنکی قانونی حیثیت میں تنزل واقع ہوا ہم جدان البعد جنھیں ہم جدان اقرب نے محروم کیا ہو۔ وہ عورتیں جو ہم جد تھیں (اگرچہ وہ ہم خونی نہ ہوں) اور دیگر قرابتدار گو رشتہ داری بذریعہ اناث قائم ہوتی ہو اس طرح کہ بچہ اپنی ماں کا جانشین ہو سکتا اور بالعکس۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام اشخاص و[illegible] پیش نہیں کر سکتے تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب قبضہ بربنائے معدلت اس جماعت تک[1] پہنچا تو وہ تمام اشخاص جنکو متوفی سے قریب ترین خونی رشتہ داری ہو آپس میں مساوی حصے بانٹ لیتے اور قائم مقامی کی کوئی شکل پیدا نہیں ہوتی تھی۔

انڈی ویر ایٹ اکسر (Unde vir et uxor) اگر جماعتہائے متذکرۂ صدر میں سے کسی کو بھی ورثہ نہ ملے مثلاً اس لئے کہ جو لوگ مستحق تھے انھوں نے اپنا دعوی پیش نہیں کیا تو پریٹر متوفی کی بیوہ یا شوہر کو جیسی کہ صورت ہو قبضہ بربنائے معدلت عطا کرتا۔

پرچ۔ جسٹنین کے ابتدائی وضع قوانین کے ذریعہ سے قانون کی کیا تعریف کی گئی اور کادعہ سے پہلے قانون کا کیا تصور تھا۔

ایسا بچہ جو جسٹنین کے زمانہ سے پہلے قانون میں جو تبدیلیاں ہوئیں ان سے واضح ہوگا کہ [illegible]ل کو دور کر کے کاگناٹو کے اصول کو تدریجاً تسلیم کیا گیا اور اس نشوونما کی تکمیل

---

[1] اگر کوئی بچہ [illegible]
جسٹنین کے زمانہ تک چھٹے درجہ میں اور بھتیجے کی نسل ساتویں درجہ میں شریک کیجاتی تھی۔
کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ [illegible] کے وقت نہیں۔

بالآخر خود جسٹینین نے کی ۔

ازروئے قانون ٹرٹیلیانم جو ہیڈرین کے زمانہ میں منظور ہوا تھا ماؤں کی
حالت بہتر ہو گئی تھی جن کو کہ تاوقتیکہ انھوں نے ازدواج باحق شوہر نہ کیا ہو
اس وقت تک زیادہ سے زیادہ اپنے تیسرے درجہ کے بچوں یعنی انڈی کاگناٹیو
کی جائداد میں قبضہ بربنائے سعدلت کا حق حاصل ہوتا تھا اگر (ان جی نوا Ingenua
کے باعث اسکو (جس ٹرائیم لبرورم Jus trium liberorum) یا آزاد شدہ ہونیکی
وجہ سے (جس کواٹور لبرورم Jus quatuor liberorum)[1] حاصل ہو تو ازروئے
قانون موضوعہ ماں کو اپنے بچوں (لبری Liberi) انکے باپ اور ان کے
ہم جدی بھائی کے بعد اپنے بچوں کی جانشینی کی بابت حق قانون ملک حاصل
تھا پس اگر کوئی بچہ اس طرح مرتا کہ اس کے کوئی بچے ہوتے نہ باپ اور نہ ہم جدی
بھائی تو ماں قانونی وارث ہوتی تھی اور اگر بچہ کی بہنیں ہوتیں تو ماں کو جائداد کا
[illegible] بالعکس ازروئے قانون آرفی ٹیانم مرتبہ ۱۷۸ء
بچوں کو اپنی ماں کی جائداد کی جانشینی کا حق حاصل ہوا۔ ابتک یہ ہوتا تھا کہ بچے
اپنی ماں (انڈی کاگناٹی) کی جائداد کی بابت صرف قبضہ بربنائے سعدلت کا
مطالبہ کرسکتے تھے مگر قانون کا یہ نتیجہ ہوا کہ انھیں درجہ اول پر چڑھا دیا گیا۔ "ویلن ٹی نین"
اور تھیوڈوسیس کے ایک دستور نے قانون آرفی ٹیانم میں جو ایک کسر باقی رکھی تھی
اسکی تکمیل کر دی۔ اسطرح کہ نواسوں کو انکے نانا۔ نانی کی اور پوتوں کو انکی دادی کی
قانونی جانشینی عطا کی۔ اور آخر میں "اناسٹےسیس"[2] نے یہ قانون ۴۹۸ء میں جاری کیا کہ
متوفی کے آزادی یافتہ بھائی اور بہنیں جو سابق میں صرف تیسرے درجہ میں شریک تھے
دوسرے درجہ کے ہم جدی (یعنی آزادی یافتہ) بھائی اور بہنوں کے ساتھ دوش بدوش
جانشین ہوتے ہیں۔ لیکن انکو حقیقی ہم جدوں کا نصف حصہ ملنا چاہیئے۔

---

[1] یعنی تین یا چار بچے زندہ پیدا ہوئے ہوں۔

[2] لیکن ان کا حصہ اپنے اسلاف (لبری Liberi) کے [illegible]
اگر کوئی لبری نہ ہو تو ہم جد کو ایک ربع ملتا تھا۔

جو تبدیلیاں جسٹینین نے اپنی ۱۱۸ ویں اختراع سے کی تھیں ان کے لحاظ سے اس کے زمانہ میں حالت حسب ذیل تھی :۔

قانون ملک کے مسلمہ ورثائے لازمی ۔ پریٹر کے اعلان احکام کے لبری ازروئے قانون آرفی ٹیانم متوفی ماں کے بچے اور ویالن ٹی نین اور تھیوڈوسیس کے قانون کی بناپر[۱] پوتے اور نواسے پہلی جماعت میں داخل تھے ۔ جو بچہ تبنیت میں دیا گیا ہو وہ اپنے حقیقی باپ کا وارث بدستور قائم رہتا تاوقتیکہ تبنیت کامل نہ ہو ۔

دوسری جماعت (قدیم ہم جدان اقرب) کی ترکیب اشخاص ذیل سے ہوئی تھی :۔

(۱) ماں[۲] اور حقیقی بھائی بہنیں عام ازیں کہ وہ ہم جدی ہوں کہ نہ ہوں[۳]

(۲) برادراں یا خواہران علاتی یا اخیافی[۴]

(۳) دوسرے درجہ کے ہم جدی بھائی بہنوں کے بعد او متوفی بھائی بہنوں کے لڑکے اور لڑکیاں

(۴) ہم جدان بالبعد درجہ کی نزدیکی کی مطابقت کے ساتھ[۵]

تیسری جماعت میں پریٹر کے اعلان احکام کے انڈی کاگنا[illegible] ایسے اشخاص (جیسے کہ آزادی یافتہ بھائی) شریک نہ تھے جن کو حسب بیان مندرجہ صدر درجہ مافوق میں شامل کرلیا گیا ہو ۔

ل ۔ اختیارات : ناولس ( Novels ) یہ انتظام بہت پیچیدہ تھا کیونکہ اسکا سارا دارومدار اس پر تھا کہ پہلے یہ امر متحقق ہو جائے کہ علی الترتیب ورثائے لازمی اور ہم جدان اقرب کون لوگ تھے تاکہ اعلان احکام پریٹر اور وضع قوانین کی روشنی میں ان دو جماعتوں کو وسعت دیجائے اور ان پر انڈی کاگناٹی کا طبقہ اضافہ کیا جائے [illegible] پھر وراثت کی دو عملی ہنوز باقی رہ جاتی تھی کیونکہ ایک طرف وارث مسلمہ قانون ملک کا د[illegible]

---

ایسا بچہ جس[illegible] نے تخفیف کو منسوخ کر دیا ۔

[illegible] درم حاصل نہ ہو ۔

[۱] اگر کوئی بچہ[illegible]

جسٹینین کے زمانہ تک[illegible] ی یافتہ بھائی اور بہنوں کو حصہ لینے کی اجازت دی ۔ جو قانون اناسٹیسیس کی رو سے لازمی تھی ۔

[illegible] حصہ بھائی بہنوں کیلئے اٹھا رکھا ۔

کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ[illegible] میں ایک ترتیبی سلسلہ جانشینی قرار دیا تھا ۔

ہوتا تھا اور دوسری طرف قابض جائداد بربنائے معدلت۔ بناءً علیہ جسٹینین نے
ارادہ کر لیا کہ اس تمام کام کو سہل کر دیا جائے اور پریٹروں نے جن اصلاحات کا
آغاز کیا تھا ان کو منطقی اختتام تک پہنچا دیا جائے۔ اس طرح کہ عملاً ہر صورت میں
ہم جدی کی فرضی رشتہ داری کو خونی رشتہ داری کے اصول سے بدل دیا جائے۔
اسکی اخیر اصلاح ۱۱۸ ویں اور ۱۲۷ ویں اختراعات کی تعریف کے بموجب حسب ذیل تھی:۔
بلا وصیت کی وفات کی صورت میں ورثا کی چار جماعتیں ہوتی تھیں جنکی ترتیب حسب ذیل تھی۔

(۱) جماعت اول میں آل واولاد داخل تھی خواہ متوفی مرد ہو کہ عورت اور ان آل و
اولاد کی تشخیص خونی رشتہ داری کی بنا پر ہوتی تھی۔ بجز ایسی صورت کے کہ جو بچہ
تبنیت میں لیا جائے اسکا شمار حقیقی بچوں میں ہوتا تھا۔ درجہ اول میں آل واولاد
یعنی بیٹے اور بیٹیاں برابر کا حصہ بالراس لیتی ہیں۔ اور وہ اپنے بچوں کو محروم کرتی
ہیں۔ لیکن اگر آل واولاد سے کوئی شخص وفات بلا وصیت سے پہلے مرجائے تو
قائم مقامی قائم [illegible]۔ اور اسکے بچوں کو بالنسب وہ حصہ ملتا ہے جو انکے باپ کو
ملتا اگر وہ اس وقت تک زندہ رہتا۔ مثلاً زید ایک بیٹا عمرو اور عمرو سے ایک پوتا
بکر چھوڑ کر مرتا ہے۔ عمرو بکر کو محروم الارث کر دیتا ہے۔ زید ایک بیٹا عمرو اور دوسرے متوفی بیٹے بکر سے دو پوتے چھوڑ کر مرتا ہے۔
عمرو کو نصف جائداد ملتی ہے اور اسکے پوتوں کو دوسرا نصف بالنسب ملتا ہے کیونکہ وہ اپنے باپ کے قائم مقام ہیں۔

(۲) جماعت دوم کی تشخیص صرف کاگناٹیو سے ہوتی ہے اور اس میں اسلاف
یا اصل حقیقی بھائی بہنیں اور ایسے بھائی بہنوں کے بچے جو وفات بلا وصیت سے پہلے
مرچکے ہوں شامل تھے۔ اسلاف یا اصول کے منجملہ جانشینی صرف انھیں ملتی ہے جو قریب
ہوتے ہیں اس طرح کہ اگر متوفی کے ماں باپ موجود ہوں تو اسکے دادا دادی
اور نانا نانی محروم ہو جاتے ہیں۔

(۳) برادران وخواہران علاتی یا اخیافی اور ایسے بھائی بہنوں کے بچے جو وفا
بلا وصیت سے پہلے مرچکے ہوں۔

(۴) باقی کے تمام رشتہ داران طرفین قربت درجہ کے مطابق چھو

لہ ہم جدی (اگناٹک ( Agnatic ) اصول کی اخیر یادگا

متعلق پریٹر نے جو قید لگائی تھی وہ منسوخ ہو چکی تھی۔

ان اصلاحوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وراثت اور قبضہ بربنائے معدلت میں جو امتیاز تھا وہ دور ہو گیا الّا ایک صورت کے مثلاً زن و شوہر کے درمیان۔ کیونکہ یہ بات دیکھی گئی ہوگی کہ انتظام مصرحۂ صدر میں ایسی رشتہ داری کے متعلق کوئی احکام نہیں دئے گئے اس طرح کہ کوئی شوہر اپنی زوجہ کی جائداد کی بابت صرف قبضہ بربنائے معدلت (بونرم پزیسیوانڈی ویرایٹ اکسر) کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ اور اسکے بالعکس یعنی انکا شمار تمام رشتہ داران طرفین کے بعد تھا تاکہ جائداد کو داخل خزانہ سرکاری ہونے سے بچا لیا جائے۔ مگر جسٹینین نے ایسی بیوہ کو جو بہت عسیر الحال تھی اور جسکا کوئی جہیز نہ تھا اسکے شوہر کی جائداد کا ایک ربع حصہ عطا کیا۔ لیکن اگر تین سے زائد بچے ہوں تو بیوہ کو (پارٹیو ویریلس Partio virilis) میں صرف حق انتفاع ملتا تھا۔

۴۔ جانشینی (الف) احرار اور (ب) ابنسا Filu

الف۔ جانشینی احرار: الواح اثنا عشر کے بموجب جو غلام [illegible] آزاد ہو جائے اسکو پورا اختیار تھا کہ اپنی جائداد کو بذریعہ وصیت نامہ منتقل کرے اور وہ اپنے مربی کا ذکر ترک کر سکتا تھا۔ کیونکہ ازروئے الواح اثنا عشر مربی کو ورثہ اس وقت ملتا جب کہ حُر بلا وصیت اور کوئی ورثائے لازمی چھوڑے بغیر مر جاتا۔ پہلی دفعہ جو قید لگائی گئی وہ پریٹر کی طرف سے تھی۔ اگر کوئی حُر اپنے حقیقی بچوں کو محروم کئے بغیر چھوڑ کر مرے تو کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہ تھی۔ بربنائے معدلت انکو مربی پر ترجیح حاصل تھی۔ لیکن اگر اس کے کوئی بچے نہ ہوتے یا ہونے پر انھیں محروم کر دیتا تو پٹر مربی کو نصف جائداد کی بابت قبضہ بربنائے معدلت دیتا عام ازیں کہ حُر نے کوئی کاغذ [illegible]ت نامہ چھوڑا ہو جس میں اس نے مربی کو کچھ بھی نہ دیا ہو یا آدھے سے کم دیا ہو ایسا بچہ [illegible]ت مرا ہو۔ اور اگر حُر کوئی ایک وارث لازمی بھی نہ چھوڑتا تو مربی کو بربنائے [illegible] پوری جائداد کے متعلق دعویٰ کا حق ہوتا۔ دوسری تبدیلی قانون پاپیہ سے

ف اگر کوئی بچہ [illegible] صرف ان صورتوں میں ہوتا تھا کہ حُر کی کل جائداد کی مالیت ایک لاکھ جسٹینین کے زمانہ [illegible] ائد ہو۔ جہاں جائداد کی مالیت اس قدر ہوتی تو تاوقتیکہ حُر تین یا تین کوئی حق رہا بجز اسکے کہ [illegible] وارث کے نہ چھوڑتا مربی کو "پارٹیو ویریلی" یعنی ہر بچہ کے حصہ کے

برابر کا حصہ دیا جاتا یعنی اگر حُر دو بچوں کو وارث چھوڑ جاتا تو مربی اور ہر بچہ کو جائداد کا ایک ایک ثلث ملتا۔ اگر ایک وارث چھوڑتا تو مربی اور بچہ آدھا آدھا حصہ لیتے۔ جسٹینین نے قانون میں حسب ذیل ترمیم کی۔ کسی حُر کے پاس ایک سو آری (ایک قسم کا سکہ) سے کم ہو تو وہ اس کو از راہ وصیت نامہ جس طرح چاہتا منتقل کر سکتا اگر جائداد کی مالیت ایک سو آری ہو اور حُر نے اپنے بچے چھوڑے اور انھیں اپنا وارث بنایا ہو تو مربی کو دعویٰ کا کوئی حق نہ تھا۔ اگر اس کے بچے نہ ہوں اور اگر ہوں تو انھیں محروم الارث کیا ہو تو مربی صرف ایک ثلث کی بابت مطالبہ کر سکتا تھا خواہ اس کو وہ ثلث دیا گیا ہو کہ نہ دیا گیا ہو۔ اگر بچے بھی نہ ہوئے اور حُر نے کوئی وصیت بھی نہ کی ہو تو تمام جائداد مربی کو ملجاتی تھی۔ پس جانشینی بلا وصیت کے قواعد کو جس طرح جسٹینین نے طے کیا وہ حسب ذیل تھے۔

(۱) حُر کے اولاد حقیقی۔

(۲) مربی۔

(۳) مربی کے بچے[1]

(۴) مربی کے رشتہ داران طرفین پانچویں درجہ تک[2]

لیاٹی نی جونیانی (Latini juniani) اور ڈیڈی ٹیکی (Deditici) کی جانشینی:۔

چونکہ کسی لیاٹی نس کو وصیت کرنیکا حق نہ تھا اسکی جائداد کسی عنوان میں بھی اسکے مربی کو منتقل ہو جاتی تھی۔ جو کہ (جورے ہیریڈیٹیاریو Jure hereditario) نہیں لیتا تھا۔ جیسا کہ حُر کی صورت میں ہوتا تھا بلکہ (جورے پیکولیائی Jure quodammodo peculilu)[3] پس مربی کو جو حق کسی ملکی حُر اور کسی لیاٹی نس جونیانس کی جانشینی کے متعلق تھا اس میں اہم تفاوتیں تھیں مثلاً:۔

---

[1] کلاڈیس کے زمانہ میں بربنائے سیناٹس کنسلٹا کوئی اب العائلہ کسی حر کے نام منتقل کر سکتا تھا (دیکھو جسٹینین کتاب سوم ۸)

[2] جانشینی احرار کے متعلق مزید تفصیلی بیان کے لئے دیکھو روبی کتاب اول ...

[3] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۵۶ ۔

(۱) کسی لیبائی ٹنس جو لیانس کا کوئی وارث لازمی ہونا ممکن نہ تھا۔
(۲) کسی ملکی حُرہ کی جائداد کسی صورت میں بھی اس کے مربی کے وارث خارجی کو منتقل نہیں ہوسکتی تھی۔ درحالیکہ کسی لیبائی ٹنس کی جائداد منتقل ہوسکتی تھی[۱]
(۳) اگر دو یا دو سے زیادہ مربی ہوں تو ملکی حر کی جائدادان میں مساوی طور پر تقسیم ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ انکا غلام نامساوی حصوں میں رہا ہو لیکن مربیان شریک لیبا ٹینی جونیانی کی جائداد میں اسی نسبت میں وارث ہوتے جس میں کہ سابق میں وہ انکا غلام رہ چکا ہوتا[۲]
ڈیڈیٹی ٹیکی کی جائدادیں تمام صورتوں میں انکے مربیوں کی ہوتی تھیں جو بعض اوقات لیتے تھے جسطرح کہ جانشینی احرار ملکی کی صورت میں (یعنی جہاں غلام نیک چلن ہوتا تو بعد عتاق وہ آزاد (لبرٹس Libertus) ہوجاتا اور بعض اوقات جسطرح جانشینی لیبا ٹینی جونیانی کی صورت میں ہوتا (یعنی جہاں اگر غلام نیک چلن ہوتا تو وہ لیبا ٹینی بن جاتا[۳]

ب۔ جانشینی ابن العائلہ۔ کوئی ابن العائلہ یا تو اپنے اسلاف کے زیر اختیار مرتا یا آزاد ہونیکے بعد "سوئی جوریس" (یعنی خود مختار ہوکر)
(۱) اگر بیٹا زیر اختیار مرتا تو بموجب قانون قدیم اسکا باپ اس کی تمام جائداد "جوری کمیونی" (Jure communi) لے لیتا جب اثاثہ جنگی کا رواج ہوا تو بیٹا ازروئے وصیت جسطرح چاہتا اس کو منتقل کرسکتا اور جسٹنین کے زمانہ میں اثاثہ ہمشکل جنگی بھی وہ اسی طرح منتقل کرسکتا لیکن اگر وہ بلا وصیت مرجائے تو اس کا باپ معمولی طریقہ سے دونوں اثاثہ جات لے لیتا مگر باپ کو جو حق اس خصوص میں حاصل تھا اسکو جسٹنین نے بیٹے کے بچوں اور اسکے بھائی بہنوں کیلئے محفوظ کردیا۔ لیکن اثاثہ کو بیٹا اس طرح جسٹنین کے زمانہ میں بھی منتقل نہیں کرسکتا تھا اور ہر حالت میں کا ور[illegible]

---

ایسا بچہ جو لاٹینی ٹنس جونیانس کی جائداد کے متعلق قانون (لارگیانم Largianum) کی رو سے مربی [illegible]م نہ ئے گئے ہوں خوارج (اکسٹرینی ای Extranei) پر ترجیح حاصل تھی۔

---

[۱] اگر کوئی بچہ [illegible] کے لئے دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۶۰ تا ۶۷ ۔
جسٹنین کے زمانہ ما قبل [illegible] دوم فقرہ ۴۴ تا ۷۶ ۔
کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ [illegible] دوم ۱۲ ۔

اس کے مرنے پر اسکا باپ وہ اثاثہ لے لیتا تھا۔ ابتداءً باپ اثاثہ (پیکیولیم ایڈون ٹیکیم) بھی لے لیا کرتا تھا لیکن "تھیوڈوسیس" اور " ویالن ٹی نین" نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ جس حد تک اس اثاثہ میں (بانامیاٹرنا Bonamaterua ) داخل ہے حسب سابق اس حد تک وہ باپ کو ملنا چاہئے۔ مگر جس حد تک (لیوکرا نپٹیالا Lucra Naptiala) شریک ہے باپ کو صرف حق تصرف در پیداوار (یوزوفرکٹ Usufruct) حاصل ہے اور اس شرط کے ساتھ ابن العائلہ کے بچے مالک جائداد ہوتے تھے۔ اگر بچے نہ ہوں تو ملکیت بھی باپ کو پہنچتی تھی۔ "لیو" ( Leo ) کے زمانہ میں باپ کا حق ابن العائلہ کے بھائی بہنوں اور بچوں کے بعد ہوتا تھا۔ جسٹنین نے ان قواعد کو نہ صرف بانامیاٹرنا کے ساتھ بلکہ ہر قسم کے اثاثہ (پیکیولیم ایڈون ٹیکیم) سے متعلق کردیا۔ اس طرح جسٹنین کے زمانہ میں باپ ہر صورت میں اثاثہ ( پیکیولیم پرافک ٹیکسیم Peculium. propicticium ) کا وارث ہوتا تھا اور اثاثہ جنگی اور ہمشکل جنگی کا بھی۔ اگر بیٹا بلاوصیت مر جائے۔ اور اس صورت میں بھی اس کے بچوں بھائی اور بہنوں کے بعد۔ اثاثہ (پیکیولیم ایڈون ٹیکیم ) کی بابت اسکو حق انتفاع حاصل تھا اور [illegible] متوفی کے کوئی بچے بھائی اور بہن نہ ہوں تو وہ پوری جائداد کا [illegible]

(۲) اگر بیٹا آزادی حاصل کرلیتا تو وصیت [illegible] پوری قابلیت حاصل ہوتی۔ اگر وہ بلا وصیت مرتا تو اسکی جائداد اسکے ورثا [illegible] کی ملک تھی اور اگر ورثائے لازمی نہ ہوں تو جائداد اس شخص کی ہوتی جس نے اسکو آزادی دی تھی (خواہ وہ باپ ہو کہ غیر)[1] تاوقتیکہ اس کے باپ کے مفید کوئی امانت (فائیڈوکیا Fiducia ) کی کارروائی نہ کی گئی ہو۔ مگر جسٹنین کے زمانہ میں ہر قسم کی آزادی کے اندر امانت کا پہلو مضمر ہوتا [illegible] اور جانشینی کی ترتیب یہ ہوتی تھی۔ سب سے پہلے متوفی کے بچے۔ اسکے بعد باپ مگر [illegible] ساتھ ساتھ متوفی کی ماں بھائی اور بہنوں کو بھی (اگر کوئی ہوں) چند حقوق حاصل [illegible]

---

لہ ملاحظہ ہو بیان صدر۔ آزادکنندہ غیر پریٹر نے دس اشخاص کو ترجیح دی ہے (دیکھو روبی کتاب [illegible]

سلہ دیکھو جسٹنین کتاب سوم ۲ - ۸ -

سلہ دیکھو ایل صفحہ ۳۵۷ -

## ذیلی دفعہ ۳ قبضہ بربنائے معدلت

قبضہ بربنائے معدلت جسکی بہت ساری تفصیل اوپر ہو چکی ہے کل جائداد کی جانشینی کا نام تھا جو بربنائے معدلت دیا جاتا تھا کیونکہ قانون کی نظر میں قابض بربنائے معدلت کی کوئی حیثیت بطور قابض معدلت کی نہیں تھی اگرچہ پریٹر اسکی بہت کچھ حمایت کرتا تھا۔ جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے تین بناؤں پر قبضہ بربنائے معدلت دیا جاتا تھا:—

(۱) مطابق الواح (سیکنڈم ٹیابولاس Secundum tabulas) یعنی جہاں کہ وصیت نامہ بہ ثبت مہر باضابطہ موجود ہو۔

(۲) خلاف الواح (کونٹرا ٹیابولاس Contra tabulas) یعنی جہاں کہ پریٹر وصیت نامہ کو کلیۃً یا جزاءً کالعدم کر دیتا تھا۔ مثلاً کوئی وصیت نامہ اس وقت کلیۃً کالعدم کر دیا جاتا جب کہ ایک (فی لیس سواس Fibus suus) (پرائی ٹیری ٹس Praeteritus) بنا دیا گیا اور [illegible] بیٹے نے قبضہ کی درخواست کی۔ کیونکہ فی لیس سواس ہونیکے باعث وصیت نامہ [illegible] [illegible]لک کے بموجب بھی کالعدم ہو جاتا تھا۔ یعنی اگر پریٹر کی شرائط سے بھی اس کو [illegible] ...omm... [illegible] وصیت نامہ کے جزءً کالعدم ہونیکی مثال یہ ہے کہ جہاں کوئی شخص [illegible] طرح چاہتا اس کو "[illegible]" ہو (جو فی لیس سواس سے علٰحدہ ہو) اور [illegible] پریٹر یہ چاہتا [illegible] اسطرح منتقل کر کے وارث نامزد ہو یا محروم الارث کر دیا جائے۔ ایسی صورت میں پرائی ٹیری ٹس کو قبضہ معدلت مل سکتا تھا۔ لیکن وصیت نامہ کی بعض شرطوں کی پابندی اس پر لازمی ہوتی تھی مثلاً اولیا کے تقررات۔

(۳) بہ عدم وصیت (ایب ان ٹسٹاٹو Ab intestato) جب کہ قبضہ بربنائے معدلت کا [illegible] قانون ملک کو (ایڈجوانڈی کاوزا Adjuvandi causa) دلایا جا سکتا ایسا بچہ جو [illegible] طرح اسکو زیادہ تر کارآمد چارہ کار حاصل ہوتا تھا یا بطور (کاریجنڈی کاوزا Corrig[illegible]) کسی شخص کو جس کو قانون ملک محروم کرتا ہو مثلاً آزادی یافتہ

---

ؔ اگر کوئی بچہ تبد[illegible]

جسٹنین کے زمانہ تک قبل [illegible] کے قبضہ کے لئے جو باضابطہ درخواست پریٹر کے پاس پیش [illegible] کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ اق[illegible] (Agnitio [illegible]) کہتے تھے۔ اور اصول اور فروع یا اسلاف و اخلاف کو

ایسی درخواست پیش کرنیکے لئے ایک سال (اینس یوٹی لس Annus utilis) اور دوسرے اشخاص کیلئے ایک سو روز کی مدت دیجاتی تھی (سینٹم ڈیس یوٹی لس Centum dies utilis)۔ اندرون مدت مقررہ درخواست پیش نہ ہو تو حق زائل ہو جاتا تھا۔ اس عطیہ کے ساتھ وراثت بر بنائے معدلت بھی جو مستقل (کم ری Cum re) ہو سکتی تھی یا عارضی (سوئی ری Sui re)۔ مستقل اسی وقت ہوتی تھی جب کہ قابض بر بنائے معدلت کسی دوسرے شخص سے جو بنا بر استحقاق حق رکھتا ہو بیدخل کئے جانیکا مستوجب نہ ہو اور عارضی اس وقت جب کہ وہ بیدخل ہو سکتا ہو۔ مثلاً زید جو وارث تحریری (اسکرپٹس ہیرس Scriptus heres) ہے قبضہ بر بنائے معدلت طلب نہیں کرتا ہے۔ پس عمرو کو جو وارث بلا وصیت ہے قبضہ دلایا جاتا ہے۔ قبضہ بر بنائے معدلت عارضی ہو گا اگر وصیت نامہ درست طور [illegible] گیا گیا ہو اور شرائط مصرحہ صدر کی تکمیل بھی ہوئی ہو۔ کیونکہ بر بنائے قانون ملک [illegible] نالش کرکے درخواست ورثہ (ہیری ڈیٹاٹس پے ٹی ٹیو Hereditatio petitio) زید عمرو کو جسکا قبضہ محض (جوریس کیویلیس سپلنڈی کاوزا Juris ci[illegible] [illegible]di causa) تھا بیدخل کر سکتا ہے۔ اس کے برخلاف [illegible] (جورس کیویلیس اڈجوونڈی کاوزا [illegible]s adjuvandi causa) [illegible] دلایا گیا ہو جو کسی دوسرے شخص کو پریٹر نے وارث قانون ملک[1] پر ترجیح [illegible] کیویلیس کاریجنڈی کاوزا Jus civiles corrigendi causa) دلایا ہو وہ قطعی اور اس لئے مستقل تھا۔

قابض بر بنائے معدلت کے چارہ ہائے کار حسب ذیل تھے:۔

(الف) انٹرڈکٹم کو ورم بونرم (Interdictum quorum bonorum) جسکے ذریعہ سے ورثہ سے جو مادی جائداد متعلق ہو اسکی نسبت جو حق حاصل ہو اس کی [illegible] کرائی جا سکتی تھی۔

(ب) پے ٹی ٹیو ہیری ڈی ٹاٹس پزیسوریا ([illegible]editatis posses[illegible]) جو وارث قانون ملک کی درخواست ورثہ کے مماثل تھی۔

---

[1] یعنی اس خصوص میں پریٹر کا اختیار مسلم ہونیکے بعد۔

(ج) مدیونان جائداد پر نالش کرنا اس امر مفروضہ امکانی کی بنا پر جس سے انکار
نہیں ہوسکتا تھا کہ قابض بربنائے معدلت[1] درحقیقت وارث قانون ملک ہے
(فکٹوسی ہیریڈی Fictose herede) -

یہ صاف طور سے معلوم نہیں ہوتا کہ قبضہ بربنائے معدلت کی ابتدا کیونکر
ہوئی - اس کی قدیم ترین شکل صرف (جورس کیویلیس ایڈجوونڈی گراٹیا Juris civiles
adjuvandi gratia) کی تھی یعنی وصیت نامہ صحیح کی بنا پر وارث تحریری کے مقابلہ
میں اسکی شکل مطابق الواح کی تھی یا ہم جد اقرب کے مقابلہ میں بہ عدم وصیت کی۔
یہ رائے سب سے زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ ورثائے لازمی کو
قبضہ خود قانوناً ملتا تھا درحالیکہ دوسروں کو جیسے کہ وارث خارج۔ تحریری اور
ہم جد کو صرف [illegible] کے حکم سے[2] قبضہ بلا شرکت حاصل ہوتا تھا لہذا قبضہ
بربنائے معدلت کا رواج سب سے پہلے اس وقت ہوا جب کہ ورثائے لازمی کی
عدم موجودگی [illegible] ورثائے وصیت اور بلا وصیت میں نزاع واقع ہوئی - اس طرح
قبضہ بربنا[illegible] [illegible] کے [illegible] سے نہ صرف نزاع کا تصفیہ ہوگیا بلکہ کسی فریق ثالث
کے لئے یہ موقع [illegible] (Usucapio preherede [illegible]ری ہیریڈے) جائداد
حاصل کرے - اسکے [illegible] طرح چاہتا اس کو [illegible]لت (جورس کیویلیس سپلنڈی کاوزا) ہو گیا
اور اس [illegible] دیا جا[illegible] منتقل کر [illegible] وارث تحریری نے قبضہ بربنائے معدلت
کے لئے بروقت درخواست نہ دی ہو (اگرچہ اس صورت میں وہ مستقل قبضہ ہو نہیں
سکتا تھا - کیونکہ وارث تحریری کے لئے یہ ممکن تھا کہ متعاقب وہ درخواست ورثہ
[illegible] نالش دائر کرے) اور آخر کار یہ عطیہ "کاریجنڈی گراٹیا" ہو گیا - یعنی جب کہ
کا[illegible] کے زمانہ سے لیکر آگے تک پریٹر ایسے قبضہ کا وعدہ ان اشخاص کے ساتھ کرتا رہا
ایسا [illegible] ہو

[1] [illegible] اشخاص جائداد کے دائن تھے انکو اسی امر مفروضہ امکانی کی بنا پر نالش کرنیکی اجازت تھی -

[2] اگر کوئی بچہ [illegible] یہ قاعدہ مندرج تھا کہ سوا اس ہی وارث ہو - سوا اس نہ ہونیکی صورت میں ہم جد اور اہل قبیلہ
جسٹینین کے زمانہ [illegible] وہ صرف جائداد لے سکتے ہیں - عائلہ (قبضہ بربنائے معدلت کی ابتدا کے لئے
کوئی حق رہا بجز اسکے کہ [illegible] اور مایل صفحہ ۴۶۹ تا ۴۷۳ -